۱۵ ویں صدی ڈیڑھ ارب مسلمانوں کی تعمیر و ترقی کا ضامن اور مغربی اشتراکی اور الحاد کی ہر چیلنج کا جواب

خلافت کے
عالمی نصب العین کی دعوت

المعروف

خلافت ورلڈ آرڈر

جدید دور کی تمام مُشکلات کا حل
ظلم و جبر کی چکی میں پسنے والی
انسانیت کیلئے امن و آشتی اور فلاح کی علمبردار

ابو ریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

الحیدری میڈیا ٹیم اک عرصہ سے نادر کتب و بیانات جو منظر عام پر نا تھے انکو منظر عام پر لا کر عوام کو مستفید کر رہی ہے۔ اب تک ہزاروں کتب اور 7000 بیانات ٹیلی گرام پر اپلوڈ کر چکی ہے بہت جلد پلے سٹور پر ایپلیکیشن اور ایک ویب سائٹ بنا رہے ہیں۔

جن ساتھیوں کے پاس ناموس رسالت ناموس صحابہ و اہلبیت توحید پر کوئی مواد ہو بالخصوص شہداء قائدین کے بیانات کتب ہوں تو آپ ضرور ہم تک پہنچائیں تاکہ اسکو احسن انداز میں آگے عوام الناس تک پہنچا سکیں۔

برائے رابطہ

الحیدری میڈیا ٹیم

واٹس ایپ نمبر

+9665786573335

+966583030984

03165402383

آپکا کیا ہوا تعاون انشاءاللہ العزیز بہت سارے تشنگان کیلئے نوید سحر بن سکتا ہے۔ اگر آپ کسی ایسے ساتھی کو جانتے ہوں جسکے پاس مواد ہو یا کیسٹس ہوں پرانے ریکارڈنگ سنٹرز والے احباب ہوں تو آپ انکو ہمارا یا ہمیں انکا نمبر دے دیں ہم خود وصول کر لیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپکو اپنی شایان شان اجر عظیم عطا فرمائے آمین

جزاک اللہ خیرا واحسن الجزاء فی الدارین

الحیدری میڈیا ٹیم

Scanned with CamScanner

"میں نے جماعت کے پہلے

اجتماع میں اعلان کیا تھا کہ آج کے بعد میرا

اشاعتی ادارہ میرا قلم اور میری زبان مولانا

حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی قائم کردہ سپاہِ

صحابہ کیلئے وقف ہے۔ آخری دم تک اس

جدوجہد میں ان کا ساتھ دوں گا۔ خواہ اس

کیلئے مجھے جان کا نذرانہ ہی کیوں نہ پیش

کرنا پڑے۔"

علامہ فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ از کتاب پھر وہی قید و قفس

علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے اعلان کے مطابق اشاعت المعارف کی تمام آمدن ضیاء ٹرسٹ پاکستان کیلئے وقف ہے جو اصحاب رسول کی عظمت و ناموس کے تحفظ اور دشمنان اصحاب رسول کی مذمت کیلئے استعمال کی جائیگی

منجانب: اہل خانہ فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

۱۵ویں صدی ڈیڑھ ارب مسلمانوں کی تعمیر وترقی کا ضامن اور مغربی اشتراکی اور الحاد کے ہر چیلنج کا جواب

خلافت کے عالمی نصب العین کی

دعوت

خلافت ورلڈ آرڈر

جدید دور کی تمام مُشکلات کا حل
ظلم و جبر کی چکی میں پسنے والی
انسانیت کیلئے امن وآتشی اور فلاح کی علمبردار

ابو ریحان علامہ ضیاالرحمٰن فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب .... خلافت ورلڈ آرڈر

مصنف .... علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ اشاعت .... دسمبر 2009ء

صفحات 208

تعداد 1100

ہدیہ ....

خلافت ورلڈ آرڈر
ہدیہ
125
روپے
اشاعت المعارف سمندری

ناشر

ادارہ اشاعت المعارف سمندری فیصل آباد
Ph: 041-3420396

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

اجمالی فہرست " خلافت ورلڈ آرڈر "

باب نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر
1	۵۰ سال قبل مسلم ممالک کی کیفیت اور دورِ غلامی	5
2	عالمی تباہی سے بچنے کا واحد حل، پیغمبروں کا راستہ اپنانے کی ضرورت	17
3	دنیا بھر میں مسلمانوں کی تعداد۔ ممالک جزائر اور ان کی سیاسی و جغرافیائی حالت	31
4	مسلمانوں کے قدرتی وسائل اور عالمی سطح پر اس کے اثرات	49
5	امریکہ کا نیو ورلڈ آرڈر۔ اور اس کی حیثیت پوری دنیا پر دفاعی تسلط کی امریکی کوشش	57
6	دنیا بھر کے مسلمانوں کی مظلومیت اور امت مسلمہ کی ذمہ داری	79
7	براعظم ایشیاء اور افریقہ میں انگریزی زبان کی بالادستی غلامی کا نتیجہ ہے	85
8	کیا دنیا بھر میں مذہبی انقلاب کا آغاز ہو چکا ہے	91
9	عزیمت و رخصت کی تقسیم جدید دور میں اسلام کی نوید ہے	95
10	خلافت کی بنیاد پر پندرہویں صدی میں اسلامی دعوت کا طریقہ کار	103
11	غلبہ اسلام......صرف خلافت کے ذریعے ممکن ہے	117
12	مسلمانوں کی قیادت اور جدید چیلنجوں کا جواب	127
13	خلافت ورلڈ آرڈر۔ دورِ حاضر کا حقیقی تقاضا	141
14	خلافت ورلڈ آرڈر اور امت مسلمہ کی ذمہ داری	147
15	اسلامی ملکوں میں ایران اور شام کی حیثیت	153
16	اب یہ منافقت ختم ہونی چاہئے	159
17	بیسویں صدی کا آغاز اور اسلام کو ختم کرنے کی یہودی سازش	167

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

عرض ناشر

خلافت کے عالمی نصب العین کی دعوت المعروف خلافت ورلڈ آرڈر علامہ فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی جیل کی تصنیفات میں سے ایک ہے جو پہلی مرتبہ انکی شہادت کے بعد شائع ہوئی تھی۔ اس کتاب میں علامہ فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو جہاں موجودہ دور کی مشکلات سے نکلنے کیلئے آسان راستہ بتلایا ہے، وہاں مسلمانوں کو پستی میں ڈالنے کیلئے غیر مسلموں خصوصاً یہودیوں کی خفیہ واعلانیہ سازشوں کی نشاندہی بھی کردی ہے، فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دنیا بھر کے مسلمان اس وقت خطرناک عالمی سازشوں کا شکار ہیں ان سازشوں کو سمجھے بغیر مسلمان ترقی کے زینے پر نہیں چڑھ سکتے۔

علامہ فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے سترہ ابواب پر مشتمل اس کتاب میں مسلمانوں کی عظمت رفتہ، عالمی تباہی، مسلمانوں کی طاقت، امریکی نیو ورلڈ آرڈر کی حیثیت، مسلمانوں کی ذمہ داریوں، غلبہ اسلام کے ضروری تقاضوں کی نشاندہی کرتے ہوئے مسلمانوں کے اندر موجودہ منافقانہ ذہنیت کو بھی آشکار کیا ہے۔

یہ کتاب آج سے قریباً تیرہ سال قبل لکھی گئی تھی لیکن جن خطرات سے امت کو آگاہ کیا گیا تھا وہ تمام اسلام کا راستہ روکنے کیلئے اپنے پورے لاؤ لشکر کے ساتھ میدان میں آچکے ہیں مصنف کتاب کی اس وقت کہی گئی باتیں اب سچ ثابت ہورہی ہیں یہ ہم بحیثیت قوم ان خطرات کو سمجھنے کی کوشش کریں گے تو ہماری آنے والی نسلیں تباہی و بربادی سے محفوظ رہ سکتی ہیں۔

علامہ فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تمام تصنیفات نئے انداز میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔ خداوند کریم ہمیں ہمت اور حوصلہ عنایت فرمائیں۔

ناظم اعلیٰ

اشاعت المعارف

پہلا باب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۵۰ سال قبل مسلم ممالک کی کیفیت اور دور غلامی

پہلی جنگ عظیم ۱۹۱۴ء کے بعد

خلافت عثمانیہ کا خاتمہ

وحدت امت میں پہلا شگاف

۱۹۲۴ء میں جب ترکی کے مصطفی کمال پاشانے یورپ کی تقلید کرتے ہوئے خلافت عثمانیہ سے بیزاری کا اعلان کیا۔ اس وقت سے مسلمانوں کی وحدت پارہ پارہ ہوگئی۔ مرکز خلافت پر ایسا شب خون مارا کہ اسلام کا سینہ چھلنی ہوگیا۔ مغربی ایجادات کے سائے میں بڑے بڑے مسلمان حکمران احساس کمتری کا شکار ہوگئے۔ فلسطین ہمارے ہاتھوں سے نکل گیا، مسلم تشخص زبوں حالی کی دہلیز پر جاں بلب ہوا۔ جدت طرازی کی چکا چوند روشنی

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

نے مادہ پرست مسلمانوں کے قلوب سے روحانیت وایمان کی حلاوت چھین لی اور اقوام عالم میں مسلمان ایک ایسی قوم ہو کر رہ گئے، جس کا کوئی ماضی نہ ہو، جو عظمت رفتہ کا توشہ نہ رکھتی ہو، اخلاق وانسانیت کے دریچے میں خالی کشکول لئے دربدر ٹھوکریں کھا رہی ہو، کردار کی بلندی اور علم وفضل کی سربلندی سے اس کا کبھی واسطہ نہ رہا ہو، عہد اولیٰ سے لے کر اسپین کی حکومتوں تک دنیائے عالم کی قیادت کرنے والی مسلمان قوم خلافت سے محروم ہو کر یکہ وتنہا رہ گئی۔

زوال امت کا آئینہ

ایک طرف خلافت کا چراغ ٹمٹما کر گل ہو چکا تھا۔ دوسری طرف مغرب اور فرانسیسی استعمار نے مسلمانوں کے تمام ممالک میں غلامی کی زنجیریں گاڑی ہوئی تھیں۔ ہندوستان اور مصر کا مسلمان نصف صدی قبل برطانوی سامراج کی غلامی میں سسک رہا تھا۔ الجزائر اور بیشتر عرب قومیں فرانس کی باج گزار تھیں۔ ظلم وجور کے مہیب سایوں نے ملت اسلامیہ کی شہہ رگ اپنے خونخوار پنجوں میں لے رکھی تھی۔

انگریزوں کی برصغیر میں آمد

برصغیر میں تجارت کے نام سے ۱۶۰۱ء میں انگریزی قوم نے قدم رکھا۔ دوسو سال میں مغلوں کی اسلامی سلطنتیں ٹکڑے ٹکڑے ہوگئیں۔ بعدازاں سلطان ٹیپو شہیدؒ، نواب سراج الدولہؒ، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، شیخ الہند محمود الحسنؒ، حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ اور مولانا عبیداللہؒ سندھی کی جدوجہد میں حریت فکر کا جو دیپ جلایا گیا تھا، اس کی روشنی رفتہ رفتہ پھیلنے لگی۔

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

معرکہ بالاکوٹ

حضرت سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسمٰعیل دہلویؒ شہید کے عملی جہاد نے راجہ رنجیت سنگھ کے جبر و استبداد سے مسلمانوں کو آزاد کرانے کے لئے معرکہ بالاکوٹ میں جس جذبے کو فروغ دیا تھا، وہ اس پر مستزاد تھا۔

مصری قوم نے انگریزی سامراج سے آزادی کے لئے جو قربانیاں دی تھیں، وہ سعد زغلول پاشا کی تاریخی جدوجہد کے بعد آزادی کی صورت میں نمودار ہوئیں۔

الجزائر کی آزادی

الجزائر کو شیخ بشیر الجزائری اور عبدالقادر الجزائری کی جہد مسلسل کے بعد فرانس سے آزادی ملی۔ بعدازاں بن بیلا کے تسلط سے اسلامی تشخص پھر مجروح ہو گیا لیکن فکر اسلامی کی چنگاری برابر سلگتی رہی، جس نے الجزائر کے حالیہ انتخابات میں شعلہ جوالہ بن کر نئی تاریخ رقم کی۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ حریت فکر کے تین علمبردار ہندوستان کے شیخ الہند محمود الحسنؒ الجزائر کے شیخ بشیر الجزائریؒ اور مصر کے سعد زغلولؒ پاشا ۱۹۱۶ء سے ۱۹۱۹ء تک جزیرہ مالٹا میں محبوس رہے۔ اسی دوران حضرت شیخ الہندؒ سے آخر الذکر دونوں افراد نے تفسیر قرآن پڑھی۔ یہیں سے استعمار کے خلاف جذبہ جہاد کو ایسا فروغ ملا کہ دنیا بھر سے برطانوی، فرانسیسی سامراج کی غلامی کی زنجیریں ٹوٹنے لگیں۔ چند سالوں کے بعد دنیا بھر کے مسلمان حریت فکر کے زیور سے آراستہ ہوئے۔

آج جو ۵۰ کے قریب اسلامی ملک آزاد ممالک کی حیثیت سے معروف ہیں، نصف صدی قبل ان کی آزادی کا تصور بھی محال تھا۔ تاریخ ہند کا بغور مطالعہ کرنے والا اس

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

حقیقت سے واقف ہے پوری دنیا میں آزادی کی تمام تحریکیں حضرت شیخ الہندؒ کے فکر کے گرد گھوم رہی ہیں۔

نوید سحر

۱۹۴۰ء کی دھائی میں ایک طرف برصغیر آزاد ہوا، دوسری طرف مصری قوم نے انگریزی غلامی کا جوتا اتار پھینکا۔ کچھ عرصہ بعد الجزائر نے فرانس کو خیر آباد کہہ ڈالا۔ عین ان حالات میں جب کہ عرب ریاستیں اور برصغیر خلعت آزادی سے مرصع ہو رہے تھے۔ سلطنت حجاز نے انگڑائی لی۔

سلطنت حجاز میں تیل کی دریافت

مملکت حجاز میں تیل کی سیال دولت اگرچہ ۱۹۴۰ء سے قبل دریافت ہو چکی تھی تاہم مملکت سعودیہ کے بانی سلطان عبدالعزیز ابن سعودؒ نے تیل کے کنوؤں پر صفائی کے کام کا آغاز ۱۹۵۳ء میں کیا۔

۱۹۵۰ء کی دھائی میں چھوٹے چھوٹے عرب ملک آزادی کی فضا میں سانس لینے لگے۔ غیر ملکی استبداد کے سائے چھٹنے لگے۔

اقوام مسلم کی آزادی کا آغاز

مسلمان قوموں نے حریت کے جلو میں جب آنکھ کھولی تو مغربی قومیں جدید ٹیکنالوجی اور ترقیات کی دوڑ میں بہت دور جا چکی تھیں۔ دنیا بھر کا مسلمان سائنسی ایجادات میں خود انحصاری کے برعکس ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر غیر اقوام کا دست نگر بنا رہا، دینی اقدار کے تشخص، اسلام کے اعلٰی فکر و نظر اور شریعت محمدیہ کے زریں قواعد سے ہٹ کر دور غلامی کی

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

لکیروں کو پیٹتا رہا۔ محرومی اور مایوسی کے ان دنوں میں اس نے کسی متحدہ لائحہ عمل کو فروغ نہیں دیا۔

آقاؤں کی غلامی

چاہیئے یہ تھا کہ مصری قوم جب برطانیہ سے آزاد ہوئی تو وہ پہلے مرحلے میں اپنے دین کی شاہراہ پر قدم بڑھاتی۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں نظم مملکت سنوارتی، نئی نسل کو مذہبی اقدار سے ہم آغوش کرتی۔ خلافت اسلامیہ کی نیو استوار کرتی، عظمت رفتہ کو واپس لانے کے لئے اسلام کے سیاسی اور معاشی اصولوں کو حرز جاں بناتی۔ لیکن الجزائر اور مصری قوموں نے عرب نیشنلزم یعنی عرب قومیت کا نعرہ بلند کیا۔ آزادی کے فوراً بعد نئے آزاد ہونے والے ملک اگر اپنی اپنی مملکتوں کو خلافت کے زریں اصولوں پر چلاتے۔ گہرے تدبر اور اعلیٰ انداز فکر کے ذریعے اسلام کو نجات دہندہ سمجھتے اور اسی فکر کے ساتھ ساتھ ترقیات اور انکشافات کی دوڑ میں شریک رہتے تو آج نہ تو ان مملکتوں کو اپنے اپنے ممالک کی اسلامی تنظیموں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا نہ اسلامی طبقے حکمرانوں سے بیزاری کا اظہار کرتے، نہ مغربی اقوام کی تقلید کا الزام ان کے سر بندھتا، نہ وہ جدید سائنسی ترقی سے پیچھے رہتے۔ ایک طرف وہ مذہبی تشخص کے ذریعے خدا اور رسول کے سامنے سرخرو ہوتے۔ دوسری طرف اسلامی تشخص کو ابھار کر نئی نسل کو غیر اقوام کے دروازوں پر سجدہ ریز ہونے سے محفوظ رکھتے۔ بے حیائی لادینیت، الحاد اور بے راہ روی کا سیلاب رواں نہ ہوتا۔

گذشتہ سالوں میں مصر، الجزائر اور دیگر عرب ملکوں میں مذہبی گروہوں کو جو پذیرائی ملی ہے، اس سے یہ نتیجہ نکالنا مشکل نہیں کہ عرب قومیت کا بت اوندھے منہ گر چکا ہے۔ اب وحدت امت کے لئے ہمیں ایک بار پھر اسلام اور اس کے طرز حکومت یعنی

خلافت کے دروازے پر سر جھکانا ہوگا۔ الجزائر کے ۱۹۹۱ء کے انتخابات میں جس انداز سے کمیونسٹوں اور ان کے حواری نام نہاد اسلامی حکمرانوں کو شکست ہوئی اور اسلامک سالویشن فرنٹ نے جس طرح تین سو سے زائد سیٹیں جیت کر شاندار ریکارڈ قائم کیا، وہ اسلام کے بڑھتے ہوئے فکر کی غمازی ہے۔

شام، سوڈان، مراکش، ایران میں جنم لینے والی اسلامی تحریکوں کی مقبولیت اور آئے دن لادین عناصر کی پسپائی نے قومیتوں اور لسانی بتوں کے نقاب اتار پھینکے ہیں۔

خلافت کی بنیاد پر جدید ترقی کا آغاز امت مسلمہ کا شرعی فیصلہ ہے

بھارت کے ممتاز مفکر علامہ وحیدالدین خاں رقم طراز ہیں:

''پانچ سو سال پہلے مسلمان دنیا کی تمام اقتصادیات پر چھائے ہوئے تھے مگر آج وہ اقتصادیات کے مفہوم ہی سے ناآشنا ہیں۔ انہوں نے دور جدید کی ترقی کو سمجھانہ معاشیات پر غور کیا۔ قدیم زمانہ کی معاشیات زراعت و باغبانی تک محدود تھیں لیکن عصر حاضر میں ترقی کا سب سے بڑا ذریعہ صنعت و حرفت ہے۔ دولت کا بہاؤ صرف جدید ٹیکنالوجی کی طرف ہے۔ افسوس کہ آج کا مسلمان روایتی زراعت اور روایتی تجارت سے آگے نہ بڑھ سکا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمان دنیا کی تیسری قوم بن کر رہ گئے۔''

آخر میں انہوں نے لکھا:

''اگر عہد جدید میں مسلمانوں نے زندہ رہنا ہے تو لازمی طور پر انہیں جدید سائنس کے اصولوں کے مطابق صنعتی میدان میں

آگے بڑھنا ہوگا۔ ورنہ یہ لوگ ہمیشہ استحصالی قوتوں کا شکار ہوتے رہیں گے اور بالآخر آج کی دنیا کے اچھوت بن جائیں گے۔"

(الاسلام، ص ۱۲۷، علامہ وحید الدین خاں)

آزادی کے بعد پاکستان

آزادی ۱۹۴۷ء کے بعد پاکستان (مغربی اور مشرقی دونوں حصے) کے حکمرانوں نے جس طرح اس ملک کے بانی قائداعظم محمد علی جناحؒ کے نعرے پاکستان کا مطلب کیا **لا اله الا الله** کا مذاق اڑایا اور اسلام نافذ کرنے کی بجائے انگریزی کلچر اور تمدن کی پگڈنڈی پر چلنا شروع کیا وہ بھی تاریخ اسلامی کا المناک باب ہے۔ دس لاکھ مسلمانوں کو جس دوقومی نظریہ ہندو مسلم کی بنیاد پر بے گھر کیا اور ۸۰ ہزار شہداء کی قربانیوں کے ساتھ جو ملک قائم ہوا، اسی ملک کے بہی خواہوں نے محمدی شریعت کو پس پشت ڈال کر غیر اسلامی اقدار کو فروغ دیا۔ رفتہ رفتہ عوام اور علماء کی مخالفت کے خوف سے حکمران اسلامی نظام کی حمایت کا اعلان کرنے لگے۔ ۱۹۵۲ء، ۱۹۶۲ء اور ۱۹۷۳ء کے تین دساتیر میں واضح طور پر حکمرانوں نے پاکستان میں اسلام کی بالادستی کو تسلیم کیا۔

اسلامی نظام کے نفاذ میں منافقانہ پالیسی نے دو ملکوں مشرقی اور مغربی کو جو درمیان میں ایک ہزار میل کا فاصلہ رکھتے تھے۔ جرنیل یحیٰ خان اور ذوالفقار علی بھٹو کی سازش کے ذریعے ۱۹۷۰ء میں الگ کر دیا۔ مسلمانوں کو قومیت، نسل، رنگ اور زبان کبھی ایک نہیں رکھ سکتی۔ ہاں مگر صرف ایک ہی قوت ان کو متحد و متفق رکھ سکتی ہے۔ وہ ہے اسلام۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

ہم پہلی غلطی کی سزا بھگت رہے ہیں

اگر پاکستان میں شروع ہی سے نظام خلافت یعنی نظام شریعت محمدیہ کا نفاذ عمل میں آ جاتا، نہ تو دونوں ملک علیحدہ ہوتے، نہ ہی لسانی، قومیتیں جنم لیتیں، نہ ہی باقی ماندہ ملک میں سندھو دیش اور پختونستان کے نعرے بلند ہوتے۔ نہ مہاجر قومیت کی بنیاد پر کوئی تشخص ابھرتا۔ عرب اقوام کی وحدت کا معاملہ ہو یا افریقی مسلمانوں کے اتحاد کا قضیہ، ایشیائی مسلمانوں کی فلاح و بہبود کی بات ہو یا مختلف اقوام کی ترقی و تعمیر اور جدت طرازی کی کہانی، سب کچھ صرف اور صرف اسلام کے زریں عہد سے وابستہ ہے۔ مسلم ممالک نے آزادی کے حصول کے بعد اسلام سے انحراف کر کے جہاں عصبیتوں، نفرتوں، دوریوں کو فروغ دیا۔ وہاں مغربی اقوام کے سامنے درماندگی اور بے کسی کی تصویر بن گئے۔ اگر تمام مسلمان ملک اسلامی وحدت کی لڑی میں جمع ہو کر اپنے اپنے وسائل کے ذریعے ترقیات کے زینے پر قدم رکھتے تو آج دنیا کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا۔

وسائل کی وسعت کے باوجود ہم مختلف خطوں میں ذلت و رسوائی میں مبتلا نہ ہوتے۔ عیسائیوں، یہودیوں، ہندوؤں کے ہاتھوں نہ ہماری مسجدیں گرائی جاتیں، نہ ہمارے بچے ذبح کیئے جاتے۔ ہماری پر امن بستیوں پر بموں کی بارش ہوتی نہ ہم ایٹمی توانائی کے حصول کے لئے امریکہ سے سند کے محتاج ہوتے۔

دنیا کی ایک چوتھائی سے زیادہ آبادی اور وسائل میں سب سے بڑی قوت کے مالک ہونے کے باوجود ہماری بے بسی سے نہ صرف یہ کہ ہم عالمی سطح پر کمزور شمار کئے گئے بلکہ ہم دنیا کے سب سے بڑے مذہب اور عالمی امن کے علمبردار دین کے تقاضوں سے منحرف ہو کر خدائے ذوالجلال کے مجرم ٹھہرے۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

مسلم تشخص ہی ہماری وحدت کا حقیقی ضامن ہے

وہ اسلام جو دنیا بھر کی فلاح اور کامیابی کا ضامن ہے، اس سے خود دور ہو کر ہم نے خدائی انعامات پر کفران نعمت کیا۔ آپ نے گذشتہ سالوں میں دیکھا کہ امت مسلمہ کو صرف مسلم قومیت کا تشخص ہی ایک پلیٹ فارم پر جمع رکھے ہوئے ہے۔ افغانستان میں صرف پختونوں اور تاجکوں ہی نے جنگ نہیں لڑی۔ یہاں دنیا بھر کی ہر قوم نے براہ راست میدان کارزار میں کود کر نبرد آزمائی کی۔

صرف ہماری جماعت سپاہ صحابہ کے تین سو سے زائد کارکن پندرہ سالہ افغان جنگ میں شہید ہوئے۔ دنیا بھر کی عربی، بنگالی، پاکستانی، صومالی قوموں نے اپنے اپنے جگر گوشے اس آگ اور خون کے سمندر کی نذر کیے۔ آج کشمیر میں اسی نہج پر جنگ جاری ہے۔ بابری مسجد کے مسئلہ پر کروڑوں مسلمانوں کو کس جذبہ نے اکٹھا کیا۔ برمی مسلمانوں کے لئے کیونکر مسلمان تڑپتے رہے۔ بوسنیا میں سعودی اور پاکستانی امداد کس ولولہ کے تحت پہنچائی گئی۔ یقیناً اس ساری تگ و تاز اور وحدت وارتباط کی تہہ میں آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان کام کر رہا تھا:

المومن للمومن کجسد واحد یشد بعضھم ببعض

''ایک مومن دوسرے مومن کے لئے ایک جسم کی حیثیت رکھتا ہے۔
جو ایک دوسرے سے ملا ہوتا ہے۔''

یہی وہ مسلم قومیت کا نشان اور طرہ امتیاز ہے، جس سے امریکہ، روس اور بھارتی استعمار خائف ہے۔ اسی جذبہ کو کبھی استعماری قوتیں بنیاد پرست کہہ کر کچلنا چاہتی ہیں، کبھی اپنی قوموں کو مسلمانوں سے شدت پسند کا نام دے کر ڈرا رہی ہیں۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

جدید ترقی میں مسلم اقوام کی حیثیت

لیکن آج جب کہ دنیا میں ۵۸ کے قریب آزاد اسلامی ممالک موجود ہیں، غلامی کے تمام سوتے ٹوٹ چکے ہیں۔ زندانوں کی شب تاریک سیماب پا ہو چکی ہے۔ وسائل کی دولت مسلمانوں کے قدموں تلے پڑی ہے۔

ہمیں مسلم قومیت کی بنیاد پر عالمی اتحاد کا پرچم تھامنا چاہیئے۔ مسلمان خواہ کتنے بھی اختلاف رکھتے ہوں لیکن عہد حاضر میں ایک مرتبہ انہیں تمام اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر تمام استعماری قوتوں کے بالمقابل کھڑا ہونا چاہیے۔ اگر چین، جاپان، کوریا، تائیوان اور سنگاپور جدید آلات میں امریکہ اور روس سے دو قدم آگے بڑھ سکتے ہیں تو ہم جدید دوڑ میں شریک ہونے کے لئے اسلام کے فرزند کی حیثیت سے ایک پلیٹ فارم پر کیوں جمع نہیں ہو سکتے؟ پھر اس اجتماعیت کی بدولت دنیا کی کوئی ٹیکنالوجی اور جدت طرازی کا کوئی شاہکار مسلمانوں کی بساط سے بلند پرواز نہیں کر سکتا۔ ہم نے پون صدی قبل خلافت عثمانیہ کو جس طرح خیر آباد کہا تھا، ضرورت ہے کہ آج خلافت کو ہم نئے سرے سے زندہ کر کے ایک امت اور ایک جماعت بن جائیں۔ خلافت کی اجتماعیت کے بغیر مسلمانوں کا کوئی مستقبل نہیں۔

امریکہ یوں تو جمہوریت کا داعی ہے لیکن اسے پاکستان اور مسلم ممالک کی جمہوریت بھی راس نہیں آتی۔ پاکستانی جمہوریت کے باوجود اسے دہشت گرد قرار دینے کے لئے پر تول رہا ہے۔ الجزائر میں اسے جمہوریت ہی نے لرزہ اندام کیا کہ مسلم تشخص کی علمبردار اسلامک سالویشن فرنٹ زیادہ اکثریت سے سیٹیں لے گئی۔ وہ اس جمہوریت سے کیسے خوش ہو سکتا ہے؟ جو اسلامی تشخص اور مسلم قومیت کو جنم دے۔ یاد رہے کہ امریکہ کا

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

ہدف ہمارا مسلم تشخص ہے اور اس کے خلاف اس کا واحد حربہ سیکولرازم کے سوا کچھ نہیں۔

امریکہ کی طرف سے سیکولرازم کی حوصلہ افزائی سٹیٹ اور چرچ کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرنے اور مملکت کو بغیر کسی مذہبی قاعدہ قانون چلانے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔۔۔۔ اسلامیت سے امریکہ کے تعصب کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ وہ امریکہ جو عام طور پر فوجی آپریشن اور مارشل لاء کی مخالفت اور صف اول کی حیثیت رکھتا ہے، لیکن جب ۱۹۹۱ء میں الجزائر کی جمہوریت نے مسلم تشخص کے حق میں ووٹ دیا اور قریب تھا کہ جمہوری استحقاق کے نتیجے میں مکمل اسلامی نظام حیات نافذ ہو جاتا تو اس نے وہاں کھل کر خود فوجی آپریشن کی حمایت کی۔۔۔ امریکی تعصب اور تنگ نظری کی مثالیں اسرائیلی مظالم پر خاموشی اور بوسنیا کے معاملات میں بھی پیش کی جاسکتی ہیں۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

حل طلب سوالات

(۱) مصنف شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس مؤقر کتاب کو ''خلافت ورلڈ آرڈر'' کے عنوان سے معنون کیا ہے۔ عصرِ حاضر میں مسلمانوں کی سیاسی صورتحال کو سامنے رکھتے ہوئے اس کے پس منظر کو واضح کریں۔

(۲) بیسویں صدی عیسوی میں ملت اسلامیہ کے زوال اور وحدت امت کا شیرازہ بکھرنے کے اسباب کیا تھے؟ مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی معروضات کی روشنی میں بیان کریں۔

(۳) بیسویں صدی میں طویل غلامی کے بعد ۵۰ سے زائد مسلم ریاستوں کی حریت اور آزادی کی فکری بنیادیں برصغیر کی معروف شخصیت شیخ الہند محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے کس طرح فراہم کیں؟ وضاحت فرمائیں۔

(۴) نو آزاد مسلم ممالک کے مراعات یافتہ اور صاحب اقتدار طبقے نے خلافت اسلامیہ کے احیاء اور اسلامی اقدار کے فروغ کی بجائے مغربی تقلید کو ترجیح دی جس کی بنا پر یہ ممالک نہ ہی جدید ترقی میں مغربی ممالک کے ہم پلہ ہو سکے اور نہ ہی وحی الٰہی اور خلافتِ نبوی کے انوارات سے پوری طرح فیضیاب ہوئے بلکہ مایوسی، بے چینی، باہم دیگر کشمکش اور پیہم سیاسی انقلابات نے انکی عوام کو تقریباً نیم مردہ کر کے رکھ دیا۔

حکمران طبقے کے اس طرزِ عمل کے نفسیاتی اسباب بیان کریں۔

(۵) کیا مسلم تشخص کا فروغ ہی اتحادِ امت کا ضامن ہے؟ نیز عرب قومیت کے مقابلے میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم قومیت کا جو نظریہ پیش کیا ہے اسکے بارے میں اپنا نقطہ نظر پیش فرمائیں۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

دوسرا باب

عالمی تباہی سے بچنے کا واحد حل

پیغمبروں کا راستہ اپنانے کی ضرورت

آج یہ حقیقت فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ صنعتی دور کے آغاز، پہلی اور دوسری جنگ عظیم کی تباہیوں اور کئی ملکوں کی جغرافیائی تبدیلیوں سے بھی ہم انسانیت کو دولت امن مہیا نہیں کر سکے۔۔۔ وائرلیس کے جدید سسٹم کی ایجاد، ایٹم بم، جہاز، جدید آلات، سیاروں، مواصلاتی وخلائی ترقی کے کئی دروازے کھولنے کے باوجود ہم طمانیت وقرار کی پیاس نہ بجھا سکے۔ انسانوں کی بستیاں جس سکون و عافیت اور امن کی جس خلعت کی تلاش میں تھیں، انہیں وہ کہیں بھی میسر نہ آسکا۔

کیا امریکہ کی مشینی ترقی، جاپان کی سائنسی اکتشافات، تائیوان اور کوریا کی مصنوعات، عرب ملکوں کے لئے تیل، ملائیشیا کی ربڑ، ساؤتھ پیسفک کی معدنی دولت، چینی اور روسی ایجادات سے انسانیت کی روح بھی سکون وامن سے ہم آغوش ہوئی ہے؟ اس کے قلب وجگر کی تعمیر کے لئے بھی کوئی سامان بہم پہنچا ہے؟ مرد اور عورت کے ملاپ کی فطری خواہشات بھی کسی قانون اور ضابطے کی پابند ہوئی ہیں حالانکہ وہ پہلے سے زیادہ بے راہ رو، آوارہ مزاج اور آزاد اطوار کی حامل بن گئی ہیں۔ انہیں انسانیت کی معاشرتی قدروں اور اقوام عالم کے اخلاقی ضابطوں کے حسن سے بھی کوئی حصہ نہیں ملا ہے۔

ترقی کے نام پر جس ڈش انٹینا کو ایجاد کیا گیا ہے، جس الیکٹرانک میڈیا کو دنیا کی چکا چوند روشنی سے تعبیر کیا گیا ہے، کیا اس کی بوقلمونی سے انسانوں کے ضمیر قوموں کی باہمی

محبت، معاشروں کے انس والفت کو بھی کوئی حصہ ملا ہے یا وہ مشین کے پہیے اور بجلی کے بٹن کی طرح زندگی کی شاہراہ پر بغیر کسی رابطے اور ضابطے کے سرپٹ دوڑ رہی ہے۔ انسانوں کی دنیا میں آمد کا حقیقی مقصد کیا ہے۔ اس کی تخلیق کی فلاسفی اس کے اعمال وافعال کی سزا اور جزا کے متعلق فطرت وقدرت کے کیا احکامات ہیں۔ ہر دنیوی عمل پر اخروی بدلہ کی اصلی صورت کس طرح ظہور پذیر ہوگی؟

دنیا میں ایک انسان پر دوسرے انسان کے حقوق کیا ہیں؟ انسان کو جنم دینے والے باپ اور اس کی ماں کے اس پر کیا حقوق ہیں؟ اولاد کے بارے میں اس کی کیا ذمہ داریاں ہیں، معاشرتی اخلاق، پڑوسیوں کے حقوق، معاشرے کے بڑے لوگوں، غریبوں، ناتوانوں، حاجت مندوں، بیواؤں اور یتیموں کے بارے میں انسان کو کیا کرنا چاہیے۔ کسی بھی سوسائٹی میں پیدا ہونے والے ان سوالات کا جواب کسی مشینی ایجاد، سائنسی آلہ اور ترقی کے کسی بھی شعبے میں موجود نہیں۔۔۔ ان سوالوں کے جوابات سے صرف نظر کر کے انسانیت کا ایک پل بھی نہیں گزر سکتا۔ اخلاقی اور معاشرتی شعبوں کا ہر موڑ ان سوالات کا جواب مانگ رہا ہے۔ انسانی بستیاں ان ہدایات کی متلاشی ہیں۔ شہروں کے شہران معاملات کے باب میں اعلیٰ رہنمائی اور عمدہ سلوک کے متمنی ہیں۔

آپ جتنی بھی ترقی کر جائیں، جدید سے جدید جتنے بھی آلات تیار کر لیں، جب تک گھریلو نظام، معاشرتی محاسن، نجی اور خانگی اسلوب، ماحولیاتی کمالات، اولاد وازدواج کے حسین امتزاج کی بنیاد استوار نہیں کرتے، اس وقت تک ملکوں کے ملک اور قوموں کی قومیں روح وجسم کے فسادات سے نہیں بچ سکتیں۔

تخلیق آدم سے لے کر آنحضرت ﷺ تک پیغمبروں کی بعثت انسانوں کی رہنمائی کے لئے ہی ظہور پذیر ہوئی ہے۔ ہر دور کے رسولوں نے انسان کو کائنات کی تمام

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

مخلوقات میں افضل واشرف قرار دے کر اسے مقصد زندگی سے روشناس کرایا ہے۔اس کے مقابلے میں ہر دور کے انسانوں کی بڑی آبادیاں خدا کی فرستادہ ہستیوں کی باغی بن کر عذاب الٰہی کی مستحق ٹھہریں۔ انسانی ہدایت کے آخری پیکر حضرت محمد ﷺ کی صورت میں دنیا میں جلوہ گر ہوئے تو آپ ﷺ کے ساتھ بھی اپنی ہی قوم کے سرکشوں اور نافرمانوں کے ایک بڑے طبقے کا واسطہ پڑا۔حضرت محمد ﷺ کی بعثت کے بعد خطہ عرب میں جوں جوں آپ کی ہدایت ونبوت کی روشنی پھیلی، انسانوں کی کئی بستیوں اور مختلف قوموں کے کئی معاشروں میں سپیدہ سحر کی مانند اس کی نسیم جانفزا مہکنے لگی۔

حضرت محمد رسول ﷺ کی تعلیم ہی انسانیت کی ہلاک وتباہی سے بچاسکتی ہے

حضرت محمد ﷺ کی سچی تعلیمات نے نصف صدی میں نصف دنیا کو انسانوں کے اصلی دستور اور فطری قوانین کا درس دیا۔آپ کی تابندہ اور درخشندہ تعلیم نے فساد سے بھرے ہوئے معاشروں کو امن کے گلشن اور معصیت و برائی سے اٹی قوموں کو نیکی اور اصلاح کی روشنی سے منور کردیا۔

پیغمبروں کی بعثت انسانوں کو اخلاقی برائیوں سے روک کر ان کی روحوں کو خالق حقیقی کے سچے پیغام کی نوید سناتی ہے۔بگڑی ہوئی قوموں کے قلوب کے دریچوں کو بھلائی کے فروغ اور صفائی قلب کی دستک دیتی ہے۔

آج جب کہ دنیائے عالم جنگوں کی لپیٹ میں آچکا ہے، مشینی ایجادات نے بھی معاشرتی امن مہیا نہیں کیا۔ بڑی بڑی قومیتیں، مشرق ومغرب تک پھیلی ہوئی دیوہیکل بادشاہتیں بھی فساد اور ہلاکت سے انسانیت کو بچا نہیں سکیں۔ ہر ملک، ہر قوم، ہر طبقہ کے کالوں اور گوروں کی بستیاں، چھوٹوں بڑوں کی آبادیاں انگریزی، یورپی، اشتراکی، روسی، چینی، جاپانی ہندی اور پاکستانی ملکوں کے معاشرے بڑی بڑی روشنیوں سے منور ریاستیں

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

عافیت کے پھولوں اور سکون کے موتیوں سے قلوب کی بستیوں کو آراستہ نہیں کرسکیں۔

دنیا بھر میں خلافت راشدہ کے نظام کو واپس لاکر ہم پیغمبر ﷺ کی تابندہ روشنی ہر قوم میں بانٹ سکتے ہیں۔ ہر ملک کو اس سے آراستہ کرسکتے ہیں۔

فلاح انسانیت کے لئے آنحضرت ﷺ کی مقدس تعلیم کے شہہ پارے

حضرت محمد ﷺ کی سچی تعلیمات کے چند شہہ پارے ملاحظہ ہوں جو آپ کے خلفاء نے اپنے اپنے عہد کی انسانیت کو عطا کر کے انہیں حیرت انگیز کامرانی سے سرفراز کیا تھا۔ اس کے بعد غلامی کی زنجیریں اور ظلم و جبر کے قفل توڑ کر دنیا کی ہر قوم اسلام کے آستانے پر جھک گئی تھی۔ خلافت کے ان معماروں نے محمدی تہذیب کو فروغ دے کر انسانیت کو اس کے اصولوں سے مزین کر دیا تھا۔ پھر ساری دنیا نے دیکھا کہ۔۔۔۔۔۔ دنیا کے سارے نظام اور تہذیبوں کی چیرہ دستیاں خاک بسر ہوگئیں اور چار دانگ عالم اسلام کی روشنی سے منور ہوگیا۔

چند محمدی اصول

حضرت عیسیٰ، حضرت موسیٰ، حضرت داؤد، اور حضرت ابراہیم جیسے اولوالعزم پیغمبروں میں کوئی پیغمبر ایسا نہیں گزرا جس نے انسانوں کو اس کے سچے مالک اور حقیقی خالق کی طرف نہ بلایا ہو۔ ایک پیغمبر ہی دنیا کی صحیح رہنمائی کرسکتا ہے۔ ایک خدا کا رسول ہی انسانوں کو ان کی زندگی کا حقیقی مقصد بتا سکتا ہے۔ پیغمبروں کے علاوہ دنیا کا کوئی فلسفی، دانشور، لیڈر اور دانا بزرگ بھی انسان کی فطرتی ضرورتوں، تخلیقی محاسن اور دنیوی واخروی کامیابیوں کی ... رہنمائی نہیں کرسکتا۔

اسلام کے نزدیک خدا کے بھیجے ہوئے تمام پیغمبر اپنے اپنے دور میں خدا کے نمائندے کی حیثیت سے دنیا میں تشریف لائے۔

ہر ایک نے انسانوں کی تباہی اور ہلاکت سے بچانے اور اس کے حقیقی شرف سے آشنا کرنے کے لئے بے پناہ محنت کی تا آنکہ انسانیت کے سب سے بڑے رہبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری ہوئی۔ آپ کی حیثیت کسی سیاسی لیڈر یا قبائلی سردار کی نہیں تھی نہ ہی خدا نے آپ کو جبار اور قہار بنا کر بھیجا تھا۔ نہ ہی محمد رسول اللہ ﷺ انسانوں میں خوف و ہراس کا سماں پیدا کرنے آئے تھے۔

آنحضرت ﷺ کی دنیا میں آمد کا مقصد بھی انسانوں کی عالمی سطح پر رہنمائی تھی۔ آپ کی آمد کا مقصد پہلے نبیوں کی طرح ایک یا دو علاقوں کی رہبری نہیں تھی۔ بلکہ حضرت محمد ﷺ مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک ہر انسان، ہر قوم اور ہر ملک کی ہدایت و فلاح اور کامرانی کا پیغام لے کر تشریف لائے تھے۔ آپ دنیا میں اس کے جاری شدہ جاہلی نظام، عرب کے سرداری قوانین، روم کے آمرانہ، ایران کے مجوسیت سے آلود نظام کی بنیادوں کو اکھاڑنے کے لئے آئے تھے۔ آنحضرت ﷺ کا مقصد اگر صرف یہ ہوتا کہ خدا کی نماز پڑھیں، روزہ رکھیں، حج کریں، زکوٰۃ ادا کریں، تو اس سے عرب کے سرداروں کو آپ سے کوئی خطرہ نہ تھا۔ وہ عبادات کے اس نظام کو بھی برداشت کر سکتے تھے۔۔۔۔عرب سرداروں نے جب یہ دیکھا کہ محمدی دعوت سے ان کا پورا نظام اور ان کی تمام سرداریوں کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے تو انہوں نے آپ پر بے پناہ مصائب کے طوفان توڑنے شروع کیئے۔ آپ کے راستوں میں کانٹے بچھانے شروع کئے۔۔۔آپ کے صحابہ کرامؓ کو تپتی ریت پر لٹانے، موت کی نیند سلانے، گھروں سے نکالنے، بیوی اور بچوں کو ختم کرنے اور مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ جانے اور پھر وہاں بھی مختلف انداز سے نشانہ

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

بنانے تک سے گریز نہیں کیا گیا۔۔۔۔ یہ ساری کاوش صرف تسبیح و تحلیل اور ذاتی عبادت کے جرم میں نہیں کی گئی بلکہ حضرت محمد ﷺ پر مشرکین عرب، ایران کے کسروی اور روم کے قیصروی مظالم صرف آنحضرت ﷺ کی اس جدوجہد اور نعرہ حق کے جرم کے باعث کیئے گئے، جس کے تحت۔۔۔ پوری دنیا کو انسانوں کی غلامی سے نجات دلا کر ایک خدا کا تابع فرمان بنانا تھا۔۔۔اور انسانیت کو اس کے فطری اصولوں کی شاہراہ پر چلانا مقصود تھا۔

کیا ہم جاہلیت اولیٰ کی طرف لوٹ رہے ہیں

آج ہم دوبارہ جاہلیت کے اسی نظام کی زد میں ہیں، جس کے خاتمے کے لئے آنحضرت ﷺ اور بہت سے صحابہ کرامؓ اور خلفاء راشدینؓ نے جان جوکھوں میں ڈال کر آگ اور خون کے سمندر عبور کیئے تھے۔اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم پیغمبر اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں پر پوری دنیا کو دوبارہ کھڑا کرنے کی جدوجہد کریں۔سارے عالم کو دین محمدی ﷺ کی دعوت پہنچا کر جدت طرازی کے نام پر ہونے والی انسانوں کی تباہی سے اسے محفوظ کریں۔۔۔۔

خدائی قدرتوں اور نعمتوں سے فائدہ اٹھانا اسلام کا واضح حکم ہے۔۔۔۔ جدید ترقی کی بنیاد پر جس طرح زمین نے اپنا سینہ اگلا ہے۔زمینی حقائق کی دریافت کے بعد جس طرح معدنی خزینے برآمد ہوئے ہیں، قدرتی نعمتوں سے جس طرح جدید آلات اور سائنسی ایجادات عمل میں آئی ہیں، انہی کو حقیقی مالک کی پہچان اور قادر مطلق کے وجود کے عرفان کا ذریعہ قرار دیں۔۔۔ انسانوں کو محمد ﷺ کی شریعت کے تناظر میں اس کا اصلی چہرہ دکھائیں۔اپنے اپنے ملکوں کے تمام وسائل کو مالک حقیقی اور انسانوں کے عظیم محسن حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی پہچان پر مامور کریں۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

مادی ضرورتوں کی تکمیل ہی کو انسان کا اصلی مقصد قرار دینے کی بجائے پیغمبری تعلیم کے مطابق اپنے مقصد حیات کو واضح کریں۔۔۔اس وقت پوری دنیا جس طرح تباہی اور ہلاکت کی زد میں آچکی ہے۔ایٹمی دھماکوں، قتل و غارت و دہشت گردی کے واقعات سے امریکہ، روس، ہندوستان، جاپان بھی محفوظ نہیں رہے۔بلکہ امریکہ تو جرائم کی آماجگاہ بن کر برائیوں کے فروغ میں سپر مین بن چکا ہے۔

ایسے حالات میں انسانیت کو بچانے کا واحد راستہ اسلام ہے۔اس کے نجات دہندہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔اس کی بقا کا ضامن محمدی دین ہے۔اس کی زندگی، مقاصد اور اہداف کی تکمیل سے آراستہ کرنے والا نظام خلافت راشدہ ہے۔۔۔۔

جدید ترقی نے جس طرح سالوں کی مسافتوں کو منٹوں اور سکینڈوں میں بند کر دیا ہے، ایسے وقت میں عالم اسلام کے ہر حکمران، ہر لیڈر، ہر سیاستدان، ہر عالم اور محقق پر دوہری ذمہ داری عائد ہو رہی ہے کہ وہ پوری دنیا کو ہدایت کی شاہراہ پر گامزن کرنے کے لئے اپنے فرائض سے ہم آغوش ہو۔کائنات عالم کو بھلائی اور نیکی کی راہ دکھانے کے لئے اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو۔

کئی اسلامی ملکوں میں فوج بھی اسلامی اقدار کے فروغ میں کامیاب نہیں ہوسکی

نصف صدی قبل جب مسلم ممالک کو برطانیہ اور فرانس کے استبداد سے آزادی ملی اور نوآبادیاتی نظام کا خاتمہ ہوا تو اس وقت غلام رہنے والے ملکوں میں ایسی فوج اور عسکری قوت تشکیل پا چکی تھی، جو سراسر انگریزی اور فرانسیسی تمدن سے آراستہ تھی۔جس کے ایام و شہور میں اسلامیت کی بجائے انگریزیت اور فرانسیسی اقدار نمایاں تھیں۔کئی اسلامی ممالک

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

کی سب سے موثر اور فیصلوں کو نافذ کرنے والی قوت کے مذہبی تشخص کی دھجیاں بکھر جانے اور ان کی لامذہبیت کے باقی رہنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ ۵۰ سال گزر جانے کے باوجود ۵۸ اسلامی ملکوں میں کوئی خطہ بھی مکمل طور پر اسلامی نظام حکومت کے مکمل نفاذ اور اسلامی تہذیب کے اجراء میں کامیاب نہیں ہو سکا۔

ہر اسلامی ملک اور ریاست کی فوج لادین نظریات اور الحاد کے چھینٹوں کے باعث اپنے اپنے ملکوں میں اسلامی نظام کے احیاء کی کسی کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکی۔

پاکستان اس لحاظ سے امتیازی حیثیت رکھتا ہے کہ یہاں کی فوج کا سنٹرل آئیڈیل ایمان، اتحاد، جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ اسی جذبہ نے اسے اپنے سے کئی گنا بڑے حریف ہندوستان پر کئی معرکوں میں کامیابی عطا کی ہے۔

۱۹۹۲ء میں الجزائر میں اسلامک سالویشن فرنٹ کی کامیابی کے بعد اسے اقتدار سے محروم کرنے کی ذمہ دار وہی فوج ہے جو فرانسیسی تعلیم و تہذیب سے آراستہ ہونے کی وجہ سے مسلمان ہونے کے باوجود خود ہی اسلام کے مقابلے کی دیوار بن گئی۔

ترکی میں طویل عرصہ تک مصطفی کمال پاشا کے سیکولر نظریات کے فروغ اور اسلامی اقدار کا راستہ روکنے میں اہم کردار بھی فوج ہی کا رہا ہے۔

انگریزی اور مغربی اقوام نے دور غلامی میں مسلمانوں کے جسموں ہی کو غلام نہیں بنایا تھا بلکہ سب سے پہلے اس کے نظام تعلیم کو تبدیل کر کے اس کی سوچ اور پورے فکر کو جکڑ دیا تھا۔ مسلمان کہلانے کے باوجود جدید نسل کو اسلام سے ایسا برگشتہ کر دیا گیا تھا کہ وہ بقول لارڈ میکالے نام کے تو مسلمان تھے لیکن ان کے فکر و عمل کا ہر زاویہ اسلامی تعلیم کے برعکس تھا۔ دنیا بھر کا مسلمان مغرب کی لگائی ہوئی اس کاری ضرب سے آج بھی گمراہ رہا ہے۔

پاکستان میں فوج کے ایک سربراہ جنرل ضیاء الحق مارشل لاء لگا کر جب اقتدار

آئے تو وہ اسلام کے دعووں اور اپنے ذاتی اسلامی تشخص کے باوجود گیارہ سال تک اسلام کے مکمل نفاذ کا فریضہ سرانجام نہ دے سکے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ ایک طاقتور حکمران اسلام سے محبت کرنے کے باوجود اسلام کو نافذ نہ کر سکا۔ اس محرومی کی اصل وجہ فوجی افسروں اور ارکان دولت کا ۹۵ فیصد وہ طبقہ تھا، جو نام کا مسلمان ضرور تھا لیکن وہ اسلام کے بارے میں خود اعتمادی سے محروم تھا۔۔۔

ساری دنیا نے دیکھا کہ مشرقی پاکستان جو بعد میں بنگلہ دیش بنا، مسلمان ملک ہونے کے باوجود فوجی افسروں کے ایسے ہی غیر اسلامی فکر کا شکار ہے۔ طویل عرصہ تک بنگالی مسلمان انگریزی تمدن سے آراستہ فوجی افسرں کے تیشہ ستم کا شکار رہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ان حالات میں ملکی نظام تعلیم کو مذہب اور اپنے دین سے ہم آہنگ کریں۔ اسلامی تشخص کے فروغ کے لئے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اسلامی تعلیم کو تمام علوم پر فوقیت دیں۔ سائنسی علوم اور ٹیکنیکل تعلیم کو اسلام کے تناظر میں عام کریں۔۔۔ انگریزی اور مختلف زبانوں کی تحصیل کے ساتھ ساتھ اسلام کی زبان عربی کو فروغ دیں۔۔۔۔

اب ہمیں یہ منافقت چھوڑ دینی چاہیے کہ انگریزیت کا بیج بو کر اسلامیت کا پھل کاٹنے کے لئے کوشاں ہیں۔ غیر اسلامی افکار کو فروغ دے کر اسلامی اقدار کا سورج طلوع کرنے کے لئے برسرِ عمل رہیں۔ امت مسلمہ نے خود فریبی اور اپنے آپ کو دھوکہ دے کر محمدی شریعت کے مذاق اڑانے کا یہ سلسلہ بند نہ کیا تو اسے ایک بار پھر سقوط بغداد کا دکھ سہنا پڑے گا۔ تحریک آزادی ہند اور تحریک بالاکوٹ میں اگر فوری کامیابیاں حاصل نہیں ہو سکیں لیکن اس ولولے کی چنگاری نے ایک صدی گزرنے سے بھی پہلے شعلہ جوالہ بن کر ہندوؤں سے مغربی پنجاب و سرحد کے علاقے اور برطانیہ سے پورا برصغیر آزاد کرایا۔ اب تو

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

ہم مادیت لادینیت اورالحاد کے سحر میں ایسے غلطاں ہوئے ہیں کہ معاشی ضروریات کی تکمیل کے علاوہ ہمیں کچھ سوجھ نہیں رہا۔ ہمارا ایمان مذہب، عقیدہ، نظریہ، فکر وعمل، روٹی اور ہر حال میں روٹی کے گرد گھوم رہا ہے۔ ہم بھی نادان انگریزوں، مادیت پرست امریکیوں، خواہش پرست روسیوں اور مشین پرست جاپانیوں کے پیچھے دوڑنے لگے ہیں۔ مذہب اسلام کی اعلیٰ اقدار محمدی دین کی بلندی اور ارفع حقیقتوں اور ابدی صداقتوں کو فراموش کر کے دنیوی خواہشات نے ہمارا فکر مضمحل کر دیا ہے۔ ہماری سوچ اور غور وتدبر کے تمام سوتے خشک کر دیئے ہیں۔

خود اعتمادی کا فقدان ہمارے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے

۵۸ ملکوں کی آزادی نے ۵۰ سال گزرنے کے باوجود ہمیں اپنے کلچر اور تہذیب سے ہم آہنگ نہیں کیا، جتنی تیزی سے ہمارے بعد آزاد ہونے والوں نے دنیوی ترقی کا کمال پایا ہے، ہم ان سے اتنے پیچھے ہیں کہ جن دکھوں اور مصائب کے آلام کے باعث ہم نے آزادی کی نعمت حاصل کی تھی۔ جن مقاصد کے حصول کے لئے ہم نے انگریزی اور فرانسیسی غلامی کا جوتا اتار پھینکا تھا، ان مقاصد میں نصف حد تک بھی ہم کامیاب نہ ہو سکے۔

اس کی اور وجوہات میں ایک وجہ اس خود اعتمادی کا فقدان تھا جو اسلام سے مکمل شناسائی نہ ہونے کے باعث ہمارے فوجی، سول حکمرانوں، سیاست دانوں اور دنیا پرست لیڈروں کے حصے میں آئی تھی۔ بعض اسلامی حکومتوں نے اگر لادینیت اور مادیت سے معمور تہذیب کو خوش آمدید کہا ہے تو یہ بات قابل تعجب نہیں۔ تعجب تو ان خود ساختہ اسلامی حکمرانوں کے ان دعوؤں پر ہے جو اسلام کا راگ الاپتے نہیں تھکتے ہیں۔ جب ان سے اسلامی نظام ان کی مملکتوں میں نافذ کرنے کی بات کی جاتی ہے تو ان کی سیٹی گم ہو جاتی ہے۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

وہ ورطہ ءحیرت میں چاروں طرف دیکھنے لگتے ہیں۔انہیں یک گونہ استعجاب گھیر لیتا ہے۔وہ یوں گویا ہوتے ہیں۔۔۔کیا اسلام بھی آج کے دور میں نافذ ہوسکتا ہے؟

کیا دین محمدی بھی جدید چیلنجوں کو جواب دے سکتا ہے؟

کیا خلافت راشدہ کا نظام بھی ہمارے مسائل حل کرسکتا ہے؟

کیا بدوؤں کی تہذیب بھی ہمیں جدید ضروریات مہیا کرسکتی ہے؟

آپ نے اسلام کو بطور نظام اور خلافت راشدہ کو بطور آئیڈیل پرکھا کب ہے؟ دیکھا کب ہے؟ جانچنے اور سمجھنے کی کوشش کب کی ہے؟ آپ تو سرتاپا انگریزی تہذیب کے سانچوں میں ڈھلے ہوئے ہیں۔انگریزی تمدن کے سمندر میں غرق ہوچکے ہیں۔فرانسیسی استعماری اصولوں سے آسودہ ہیں۔۔۔آپ کی تعلیم و تربیت، معاشرتی زندگی کی پوری کتاب میں اسلام کا ایک حرف بھی نظر نہیں آتا اور آپ کی زندگیوں کے تمام اوراق الحاد سے معمور نظریات سے پر ہیں۔۔۔یہی تو وہ جادو ہے جو آپ پر انگریزوں اور فرانسیسیوں نے کیا ہے۔اسی سحر میں جکڑنے کے لئے نوآبادیاتی نظام قائم کیا گیا تھا۔آپ کو تو غلامی کے اس دور نے صرف نام کا مسلمان رہنے دیا ہے۔۔۔آپ مسلمان بننے، اسلام کا نظام نافذ کرنے، محمدی شریعت کو اس کے تمام اصولوں سمیت نافذ کرنے کے لئے پورے نظام کو تبدیل کرنا ہوگا۔پوری مشینری، تمام تعلیم گاہیں، تمام عدالتیں، تمام مکاتب و مدارس کے سارے نظام کو حضرت شاہ ولی اللہ کے ''فک کل نظام'' کے تحت بیخ و بن سے اکھاڑنا ہوگا۔فلسفہ ولادینیت کے زخم سے الحاد کا تمام مواد نکالنے کے لئے اسلام کا ایسا نشتر چلانا ہوگا، جس سے حکمرانوں کے نظریات کی پیپ کا سارا مواد خارج ہوجائے۔

آج کا فوجی اور سول حکمران مسلمان کہلانے کے باوجود اسلام کے بارے میں خود اعتمادی کی دولت سے خالی ہے۔وہ جب تک اسلام سے مکمل طور پر شناسائی حاصل نہیں

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

کرتا، اس وقت تک اسے مکمل طور پر اس کی حدوداور اقدار پر اعتماد مکمل نہیں ہو سکتا۔

جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے جب اسلامی حدود کے نفاذ کا اعلان کیا، عالم اسلام نے اس پر خوشی کا اظہار کیا لیکن پاکستان کے شہر ساہیوال، ملتان سمیت کئی مقامات پر چوروں پر الزام ثابت ہو جانے اور ہاتھ کاٹنے کی قاضی کی عدالتوں کی سزاؤں کے باوجود ان کے کاٹنے میں کون سی چیز رکاوٹ بنی تھی؟ وہ امریکیوں اور برطانوی حکومتوں کے پروپیگنڈے کا خوف اور اسلام پر مکمل طور پر خود اعتمادی نہ ہونے کے باعث ایسا ہوا تھا۔ اگر ان کی جگہ کوئی عالم دین اور اسلام سے واقف کوئی دانشور حکمران ہوتا وہ ضرور اسلامی حدود کے فیصلوں پر عملدرآمد کر دیتا۔ یہ بات نہیں کہ جنرل ضیاء الحق اسلام کے مخالف تھے یا وہ اس کی جرات نہ رکھتے تھے۔ انہوں نے تو مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی پر چڑھانے اور افغانستان کی جنگ میں روسیوں کو عبرتناک شکست سے دوچار کرنے میں اعلیٰ جرات کا مظاہرہ کیا تھا لیکن وہ اسلامی حدود اور شرعی سزاؤں کے بارے میں اعلیٰ خود اعتمادی کے فقدان کے باعث ایسا نہ کر سکے۔ اس کوتاہی کا انہیں خود بھی اعتراف تھا۔ آج عالم اسلام کو اسلام کے بارے میں حد درجہ خود اعتمادی اور اسلام پر پورے وثوق کو بروئے کار لانے کی ضرورت ہے۔

اگر امت مسلمہ اسلام کی ساری دنیا کے مسائل، مشکلات میں حقیقی نجات دہندہ سمجھ کر اسے انسانوں کے ہر معاشرے میں بطور رہنما، ہادی، مربی کے طور پر رائج کرے تو آج بھی یہ آفتاب دور خلافت کی کرنوں سے سارے جہانوں کو روشن کر سکتا ہے۔

تاریخ کے افق پر خلافت راشدہ کے مقدس ادوار کے سنہرے نقوش آج بھی ثبت ہیں۔ اگر کوئی ان سے روشنی ہی حاصل نہ کرنا چاہے، اس سورج سے ریزہ چینی کا

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

خواہش مند ہی نہ ہو، اس غنچے سے چمن خیال کو عطر بیز ہی نہ کرنا چاہتا ہو تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ سورج میں روشنی کرنے کی صلاحیت نہیں یا چمکتے ہوئے چراغ میں صحن چمن کو منور کرنے کا یارا نہیں۔ عالم اسلام کی ہر ریاست کو غیر اسلامی نظریات کی ساری بنیادوں کو منہدم کر کے محمدی شریعت کی بنیاد پر مملکتوں کی نظریاتی عمارتوں کو از سر نو استوار کرنا چاہیے۔۔۔ جدید ترقی تو اسلام کے گہرے مطالعے کی مرہون منت ہے۔۔۔ اسلام کے بارے میں خود اعتمادی کے زیور سے آراستہ ہونے والا کوئی حکمران اور لیڈر دنیا کے کسی بھی نظریہ سے مرعوب نہیں ہوسکتا۔

حل طلب سوالات

(۱) انیسویں اور بیسویں صدی کے مشینی و صنعتی انقلاب اور مادی ترقی کے بے پناہ سیلاب نے انسانوں کی روحانی اقدار اور اخلاقی تعلیمات پر جو تباہ کن اثرات مرتب کئے ہیں مصنف علیہ الرحمۃ کی تصریحات کی روشنی میں انکی وضاحت کریں؟

(۲) مصنف علیہ الرحمۃ کے ہاں دنیا کے موجودہ روحانی بحران اور اخلاقی دیوالیہ پن کا علاج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مطہرہ ہی سے ممکن ہے اس بارے میں اپنا نقطہ نظر مع الدلائل بیان کریں۔

(۳) کیا اسلامی تعلیمات کا فروغ اور خلافت علیٰ منہاج النبوہ کا قیام جدید صنعتی ترقی، سائنسی انکشافات و ایجادات اور علوم وفنون کی شبانہ روز بالیدگی کے پیہم تسلسل سے مانع ہے؟

اسلام کے عالمگیر اور ہمہ جہت روحانی و اخلاقی نظام کا جدید صنعتی ترقی، نت نئے علوم، سائنسی انکشافات اور جدید علوم وفنون کے ساتھ انسجام وامتزاج انسانیت کی خوشحالی، آسودگی، امن، چین اور احترام واکرام کے قیام کا زبردست محرک و باعث بن سکتا ہے؟ مصنف علیہ الرحمۃ کی پیش کردہ معروضات کے تناظر میں جواب دیجئے؟

(۴) بیشتر مسلم ممالک میں اسلامی انقلاب اور احیائے خلافت کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ اسٹیبلشمنٹ اور فوج کا سیکولر اور ملحدانہ کردار رہا ہے، مسلم ممالک کی افواج کے اس منفی، غیر آئینی، غیر جمہوری اور غیر اسلامی کردار کے اسباب بیان کریں، نیز مصنف کے اقوال کی روشنی میں ان کا علاج اور حل بھی تجویز کریں۔

(۵) مسلم ممالک اور خصوصاً پاکستان میں نصاب تعلیم کی ان خامیوں کا جائزہ لیں جن کی بنا پر آج تک امت مسلمہ اور خاص طور پر اہل اقتدار اسلامی تعلیمات کے ثمرات وفوائد کے بارہ میں خود اعتمادی کے فقدان کا شکار ہیں۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

تیسرا باب

دنیا بھر میں مسلمانوں کی تعداد، ممالک، جزائر اور ان کی سیاسی و جغرافیائی حالت

اس وقت دنیا میں مسلمانوں کی تعداد ایک عرب بیس کروڑ سے زیادہ ہے جو دنیا کی موجودہ آبادی کا پانچواں حصہ ہے۔

وسطی ایشیاء کی چھ مسلم ریاستوں سمیت ۵۸ آزاد اسلامی ملکوں میں نوے کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ ۳۰ کروڑ مسلمان باقی دنیا کے ۱۲۷ غیر مسلم ممالک میں بستے ہیں۔ ان ممالک میں امریکہ اور برطانیہ میں مسلمان سب سے بڑی اقلیت کی حیثیت سے قیام پذیر ہیں۔ اس پاپولیشن کے باعث یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ دنیا کی واحد سپر پاور امریکہ اس کے سب سے قریبی حلیف برطانیہ اور یورپین ملکوں میں اسلام دوسرا سب سے بڑا مذہب ہے۔

۵۸ مسلم مملکتیں دنیا کے ۲۶ فیصد رقبے پر محیط ہیں۔ اگرچہ مسلم آبادی مشرقی اور وسطی یورپ میں بھی ہے تاہم البانیہ میں کمیونسٹوں کی غوغا آرائی اور بے پناہ مظالم کے باوجود مسلمانوں کی تعداد ۷۳ فیصد ہے۔ بوسنیا اور ہرزے گووینا میں مسلمانوں کی تعداد ۳۶ فیصد ہے۔ جدید اٹلس کے مطابق مسلم ممالک کی تعداد اور ان کی آبادی کا مختصر نقشہ آئندہ سطور میں آرہا ہے۔

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

اسلامی ملکوں کی وسعت ---------- جغرافیہ اور آبادی

جدید اٹلس اور جغرافیہ کے ماہرین نے مسلم ممالک کے حدود اربعہ اور آبادی و سرحدات کو ۶ حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ مسلم ممالک کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس کے بغیر دیگر ۲۵ ممالک کی مرکزیت قائم نہیں رہ سکتی۔ اسلامی ملکوں میں عرب وعجم اور یورپ وافریقہ کے کئی ممالک شامل ہیں۔ دنیا کے تمام مسلم ممالک مشرق ومغرب کے طویل فاصلوں کے باوجود ایک سرے سے دوسرے سرے تک ایک ملت واحدہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ زبانوں کے تباین، الوان کی دوری، قوموں کے تفاوت، تمدن وکلچر کی نامانوسیت، رنگ ونسل اور سیاہ فام مل کر محمدی کلمہ طیبہ کا اقرار کرتے ہیں۔ اسلام نے اپنے مذہبی رشتے اور دینی ارتباط کو اس قدر اہمیت دی ہے کہ حدیث نبوی ﷺ کے مطابق

المومن للمومن کجسدواحد لیثد بعضھم ببعض

ترجمہ: تمام مومنین ایک جسم کی مانند ہیں جب کسی حصے میں تکلیف ہو تو پورے جسم میں محسوس کی جاتی ہے۔ کی لڑی میں پرو دیا گیا ہے۔

اگر دنیا کے تمام مسلمان "مرکز خلافت" کی بالادستی تسلیم کر کے ایک فیڈریشن اور یونٹی میں جمع ہو جائیں تو دنیا کی کوئی طاقت ان کی پرچھائیں کو بھی نہیں پا سکتی۔

اسلام کے مرکز خلافت نے سلطنت عثمانیہ کی سرپرستی میں کئی صدیوں تک مسلم اقوام کی رہنمائی کی ہے۔ آج کا مسلمان اب اس وحدت کی تاریخی عظمت کو کھو کر یہودیوں کے مفادات کی علمبردار "اقوام متحدہ" کا دست نگر بنا ہوا ہے۔ اسلام کی آفاقی تعلیم اور عالمگیر

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

حیثیت کا تقاضا ہے کہ جنوبی ایشیاء، شمالی اور مشرقی افریقہ، مغربی اور وسطی افریقہ، وسطی ایشیاء کے تمام مسلم ممالک دفاع، کرنسی، تعلیم، مواصلات، جدید ترقی، اقتصادی اور معاشی معاہدوں میں یکجان ہو جائیں۔۔۔۔ آنحضرت ﷺ کے دور نبوت کے تربیت یافتہ خلفاء راشدینؓ اور ان کے دور خلافت کو کسوٹی اور معیار کے طور پر قبول کر کے آفاقی اجتماعیت قائم کی جاسکتی ہے۔

خلافت کا ابتدائی دور خلافت نبوت کا آئینہ دار ہے۔ قیصر و کسریٰ کی سپر طاقتوں کا خاتمہ کرنے والا دور خلافت حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ اور بعد کے خلفاء کی درخشندہ روایات کو ایک یادداشت اور رہنمائی کے طور پر تسلیم کر کے اسی عالمگیر دور حکومت کی اصلاحات کی روشنی میں سارے عالم کو فلاح و امن اور مساوات و عدل کی بہاروں سے معطر کیا جاسکتا ہے۔ تہذیبوں کے انہدام اور جدید کلچروں کی ناکامی کے باعث محمدی تہذیب اور خلافت راشدہ کے تمدن کی بنیاد پر تمام جدید چیلنجوں کا سامان کیا جاسکتا۔ ہمارے گھر میں خلافت کا جو آفتاب روشن ہے، ہمیں اسی سے روشنی حاصل کرنی چاہیئے۔۔۔۔ دوسروں کے بجھے ہوئے چراغوں سے روشنی لینے کی بجائے اپنے صحن کے آنگن میں جگمگ کرنے والے آفتاب سے احاطہ چمن کو منور کیا جاسکتا ہے۔

مسلم جنوبی مغربی ایشیائی ممالک کا جغرافیہ

افغانستان:

رقبہ ۶،۴۷،۴۹۷ مربع کلومیٹر ہے۔ ۱۹۸۵ء کے بین الاقوامی ادارہ صحت کی رپورٹ کے مطابق اس کی آبادی ایک کروڑ چھہتر لاکھ (۱،۷۶،۰۰،۰۰۰) تھی۔ یہاں ۹۰ فیصد

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

مسلم آبادی ہے باقی سات فیصد شیعہ اور تین فیصد دیگر اقلیتیں ہیں۔ یہاں کا دارالخلافہ کابل ہے۔

اردن

رقبہ ۹۰۰۰ مربع کلومیٹر اس کی کل آبادی ۳۳ لاکھ ہے۔ اس کے شمال میں شام، مشرق میں عراق اور سعودی عرب، جنوب میں بحیرہ قلزم اور مغرب میں اسرائیل واقع ہے۔۔۔۔ ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد اس کے مغربی حصے پر اسرائیل کا قبضہ ہے جس میں بیت المقدس واقع ہے۔ یہاں کی ۹۵ فیصد آبادی سنی ہے۔ قابل کاشت رقبہ صرف چار فیصد ہے۔ یہاں کا دارالخلافہ عمان ہے۔

بحرین

جغرافیہ ۶۷۹ مربع کلومیٹر ہے۔ اس کی آبادی ۴ لاکھ ۶۰ ہزار ہے۔ آبادی کا ۳۴ فیصد غیر ملکی ہے۔ یہاں کی اکثریتی آبادی مسلم ہے۔ چند دیہات میں ایرانی النسل شیعہ آبادی رہتی ہے۔ یہاں مختصر طور پر عیسائی اور یہودی بھی کئی علاقوں میں موجود ہیں۔ یہاں کا دارالخلافہ منامہ ہے۔

ترکی

تین طرف سے پہاڑوں میں گھرا ہوا ہے۔ شمال میں بحیرہ اسود، شمال مشرق میں جارجیا، آرمینیا، آذربائیجان، مشرق میں ایران اور جنوب میں عراق اور شام کی سرحدیں ملتی ہیں۔ ترکی کا کل رقبہ سات لاکھ اکہتر ہزار (۷,۷۱۰۰۰) مربع کلومیٹر ہے۔ کل آبادی پانچ کروڑ ہے۔ اکثریت اہلسنت حنفی حضرات کی ہے۔ دارالخلافہ انقرہ ہے جس کی آبادی ۲۵ لاکھ سے زائد ہے۔ دوسرا بڑا شہر استنبول (قسطنطنیہ) ہے۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

سعودی عرب

رقبے کے لحاظ سے مغربی ایشیائی کا سب سے بڑا ملک ہے۔ اس کے جنوب میں جمہوریہ یمن، جنوب مشرق میں عمان، مشرق میں بحرین، قطر اور متحدہ عرب امارات، شمال میں عراق اور اردن ہیں۔ اس کا کل رقبہ اکیس لاکھ انچاس ہزار چھ سو نوے (۲۱,۴۹,۶۹۰) مربع کلومیٹر ہے۔ اس کا دارالخلافہ ریاض ہے۔ اس کے بڑے شہر جدہ، مکہ، مدینہ، طائف اور دمام ہیں۔ یہاں کی ۹۸ فیصد آبادی اہلسنت (حنبلی) سے تعلق رکھتی ہے۔

شام

شمال میں ترکی، مشرق میں عراق، جنوب میں سعودی عرب اور مغرب میں بحیرہ روم اور لبنان واقع ہیں۔ اس کا رقبہ ۱,۸۵,۱۸۰ مربع کلومیٹر ہے۔ یہاں گرمی میں موسم شدید گرم اور سردیوں میں معتدل سردی اور بارش ہوتی ہے۔ سیریا میں عرب نسل کے لوگ آباد ہیں۔ یہاں کی آبادی تقریباً ایک کروڑ ہے۔

عراق

عراق کے مشرق میں ایران، شمال میں ترکی، مغرب میں شام، اردن اور سعودی عرب اور جنوب میں خلیج فارس، کویت واقع ہیں۔ ۴۳۴,۹۲۴ مربع کلومیٹر پر پھیلے عراق کی آبادی ۱۹۵۸ء کے اعداد و شمار کے مطابق تقریباً ایک کروڑ ۳۵ لاکھ ہے۔ عراق کی ۷۵ فیصد آبادی عربی نسل ہے۔ یہاں کی مسلم اور شیعہ آبادی تقریباً برابر ہے اور حکومت مسلمانوں کی ہے۔ دوسری زبانوں میں کردی، اسیریائی اور آرمینیائی اہم ہیں۔ شرح خواندگی ۷۰ فیصد اور آبادی میں اضافہ ۳.۳ فیصد کے حساب سے سالانہ ہے۔ تقریباً ۱۲ فیصد رقبہ قابل کاشت ہے۔ ۹ فیصد چراگاہیں ہیں، باقی رقبہ پہاڑی اور ریگستانی ہے۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

عمان

مشرق میں خلیج عمان، شمال مغرب میں متحدہ عرب امارات اور سعودی عرب اور جنوب میں بحیرہ عرب سرحد بناتے ہیں۔ عمان کا رقبہ ۲۱۲۴۵۷ مربع کلومیٹر ہے اور آبادی تقریباً گیارہ لاکھ ہے۔ عمان میں اکثریت سنی مسلمانوں کی ہے۔ عمان کا ۹۵ فیصد رقبہ پر چراگاہیں، ۵ فیصد رقبہ قابل کاشت ہے۔ معیشت کا دارومدار پٹرولیم پر ہے۔

فلسطین

ارضی ہیئت اور آب وہوا میں جہاں ایک طرف **بحر المیت** کے ساحلی علاقے سطح سمندر سے تقریباً ۴۰۰ میٹر نیچے ہیں، وہیں صرف ۲۳ کلومیٹر سے ۸۲۹ میٹر اونچی پہاڑیاں ہیں۔ اس طرح صرف ۲۳ کلومیٹر کے فاصلے پر ارضی خدوخال میں تقریباً ۱۲۲۸ میٹر کا فرق پایا جاتا ہے۔ فلسطین میں قدرتی وسائل بالخصوص توانائی اور معدنیات کی کمی ہے۔

قبرص

ترکی کے ساحل سے تقریباً ۸۰ کلومیٹر جنوب میں شام سے تقریباً ۹۷ کلومیٹر مغرب میں واقع قبرص کا ایک جزیرہ ہے جس کا رقبہ ۹۲۵۱ کلومیٹر ہے۔ بحیرہ روم میں واقع سلی اور سارڈینیا کے بعد یہ تیسرا بڑا جزیرہ ہے۔ قبرص کی آبادی تقریباً ساڑھے چھ لاکھ ہے۔ بیشتر آبادی، یونانی، ترکی اور آرمینیائی نسل سے تعلق رکھتی ہے۔ عیسائی ۷۷% اور مسلمان ۲۰% ہیں۔ سرکاری زبان یونانی اور ترکی ہے، ملک کے شمالی علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے اور جنوبی علاقوں میں یونانیوں کی۔ قابل کاشت رقبہ تقریباً ۵۰ فیصد ہے۔ فصلیں صرف ۸ فیصد رقبہ پر ہیں، ۱۰ فیصد رقبہ چراگاہیں اور ۲۰ فیصد رقبے پر جنگلات ہیں۔

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

قطر

اس کا رقبہ گیارہ ہزار مربع کلومیٹر ہے اس کے مغرب میں سعودی عرب، جنوب مغرب میں متحدہ عرب امارات ہیں، مشرق میں خلیج فارس ہے۔ آبادی تین لاکھ ہے جو اسلام کو ماننے والے ہیں، معیشت کا دارومدار پٹرولیم پر ہے۔

کویت

دنیا کے امیر ترین ملکوں میں شامل ہے، شمال میں عراق، جنوب میں سعودی عرب، رقبہ ۱۷۸۱۸ مربع کلومیٹر ہے۔ آبادی ۱۸ لاکھ ہے، ۸۵ فیصد آبادی عرب نسل ہے باقی ۱۵ فیصد ایران، ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، فلپائن، سری لنکا، مصر اور انڈونیشیا کے لوگ ہیں، سرکاری زبان عربی ہے۔

لبنان

جنوبی ایشیاء میں بحیرہ روم کے ساحل پر لبنان ایک چھوٹا ملک ہے۔ جس کے شمال مشرق اور جنوب مشرق میں شام واقع ہے۔ کل رقبہ ۱۰۴۰۰ مربع کلومیٹر اور آبادی ۲۷ لاکھ ہے۔ ۹۲ فیصد عربی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ باقی ۰۷ فیصد آرمینیائی نسل کی ہے۔ مسلمانوں کی آبادی ۲۵ فیصد اور ۷۴ فیصد عیسائی کیتھولک آبادی ہے۔ یہاں سنی، شیعہ اور دوسرے عقیدوں کے ماننے والے ہیں۔

متحدہ عرب امارات

سات چھوٹی ریاستوں پر مشتمل ایک حکومت ہے۔ ان کے نام ابوظہبی، دوبئی، شارجہ، ایم البیون، عمان اور الفجیرہ راس الخیمہ ہیں۔ ان کے مشرق میں خلیج فارس، جنوب میں عمان، مغرب میں سعودی عرب اور شمال میں قطر واقع ہے۔ کل رقبہ ۷۲،۹۰۰۰ مربع

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

کلومیٹر ہے اور آبادی ۴ لاکھ ہے۔ ان ریاستوں کو علیحدہ علیحدہ ملک کا درجہ بھی حاصل ہے۔

یمن

عرب کے جنوب میں واقع یمن ایک خوبصورت ملک ہے۔ رقبہ ۴۸۲۷۰۰ مربع کلومیٹر ہے۔ یمن کے لوگ عربی نسل ہیں، جن میں شیعہ اور سنی نصف نصف آباد ہیں۔ مسلم آبادی کی اکثریت امام شافعیؒ کے ماننے والوں کی ہے، آبادی ۸۰ لاکھ ہے۔

وسطی ایشیاء کے مسلم ممالک

آذربائیجان

آذربائیجان کا رقبہ ۸۷۰۰۰ مربع کلومیٹر اور آبادی ۲۵ لاکھ ہے۔ بحیرہ کیپسین کے مغربی ساحل پر واقع آذربائیجان مغرب میں جارجیا اور آرمینیا، شمال میں داغستان اور جنوب میں ایران واقع ہے۔ دسمبر ۱۹۹۱ء میں آزاد، خودمختار جمہوریہ بن گیا ہے۔ مسلم اکثریتی ملک ہے۔ مسلمان ۷۶ فیصد عیسائی ۹ فیصد اور باقی دیگر مذاہب کے لوگ آباد ہیں۔

ازبکستان

کل رقبہ ۴۴۷۰۰۰ مربع کلومیٹر ہے اور آبادی دو کروڑ سے زائد ہے، ترکی نسل سے تعلق رکھتے ہیں جن میں ۷۵ فیصد ازبکستان اور باقی تازکستان اور ترکمینیا وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

تاجکستان

وسطی ایشیاء میں سب سے چھوٹا ملک ہے۔جس کا رقبہ ۱۴۳۰۰۰ مربع کلومیٹر ہے اور آبادی ۴۰ لاکھ کے قریب ہے۔اس کے شمال میں ازبکستان، جنوب میں افغانستان سے اس کی سرحد ملتی ہے۔تاجک لوگوں کا تعلق ایرانی نسل سے ہے۔

ترکمانستان

بحیرہ کیپسین کے مشرق میں واقع ہے۔شمال مغرب میں تازقستان، شمال مشرق میں ازبکستان، جنوب مشرق میں افغانستان اور جنوب میں ایران واقع ہے۔اس کا رقبہ ۴۸۸۰۰۰ مربع کلومیٹر اور آبادی ۴۰ لاکھ ہے۔

قازقستان

وسطی ایشیاء کا سب سے بڑا ملک ہے، جس کا رقبہ ۲۷۱۷۰۰۰ مربع کلومیٹر ہے۔ جس کے شمال میں سائبیریا، مشرق میں چین، جنوب میں کرگیزیا، ازبکستان اور ترکھائیہ اور مغرب میں بحیرہ کیپسین اور روس کا علاقہ ہے۔آبادی ۲ء۱۱ کروڑ ہے، جس میں ۳۴ فیصد قزاخ، روسیوں کی آبادی ۴۲ فیصد ہے باقی یوکرینی، جرمن، تاتاری لوگ ہیں۔

کرغستان

اس کا رقبہ ۱۶۶۰۰۰ مربع کلومیٹر اور آبادی ۴۰ لاکھ ہے۔اس کے جنوب میں تاجکستان، مغرب میں ازبکستان، شمال میں قازقستان اور مشرق میں چین کا علاقہ ہے۔ نصف آبادی کرگیز ۱۵ فیصد ازبک، ۲۵ فیصد روسی اور باقی تاتاری، قزاخ اور تاجک آباد ہیں۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

جنوب مشرقی ایشیاء کے مسلم ممالک

انڈونیشیا : Indonesia

۱۳۵۰۰۰ جزائر پر مشتمل ملک کا رقبہ ۱۹ لاکھ مربع کلومیٹر ہے۔ جس میں تقریباً ۱۷ کروڑ آبادی ہے۔

ملک کی ۹۰ فیصد آبادی مسلمان ہے باقی ۱۰ فیصد باقی مذاہب ہیں، انڈونیشیا میں رہنے والے لوگوں میں ملائی، چینی اور ارینائی نسل کے لوگ آباد ہیں۔

بنگلہ دیش: Bangldesh

اس کے شمال مشرق اور مغرب میں بھارت اور جنوب سرحد پر خلیج بنگال واقع ہے۔ اس کا رقبہ ۱۴۲۷۵ مربع کلومیٹر ہے۔ کل آبادی ۲۰ کروڑ کے قریب ہے۔ کل آبادی میں ۸۳ فیصد اسلام کے ماننے والے ۱۴ فیصد ہندو اور ا فیصد عیسائی، بدھ مت اور قبائلی مذہب کے لوگ ہیں۔

برونائی: Barunei

جزیرہ بورنیو کے شمال کنارے پر چھوٹی سلطنت ہے۔ کل رقبہ ۲۹۸ مربع کلومیٹر ہے۔ شمال مغربی سرحد پر جنوبی چین واقع ہے۔ ملک کی ۸۵ فیصد آبادی مسلمان ہے۔ باقی آبادی میں قبائل اور عیسائی شامل ہیں۔

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

مالدیپ: Maldive

دو ہزار جزائر پر مشتمل ہے۔اس کا کل رقبہ ۲۹۸ کلومیٹر ہے۔کل آبادی ۵۷ لاکھ ہے۔پوری آبادی عربی نسل اور اسلام کو ماننے والی ہے۔زبان مالدیپی ہے۔

ملیشیا: Malaysia

بہت سے جزیروں پر مشتمل مشرقی ایشیاء کا اہم ملک ہے۔اس کا رقبہ ۳ لاکھ ۲۹ ہزار مربع کلومیٹر ہے۔آبادی دو کروڑ ہے۔بیشتر آبادی منولیائی نسل سے ہے۔بھارت اور چین کے لوگ بھی کثرت سے آباد ہیں۔

پاکستان: Pakistan

برصغیر کے شمال مغربی حصے میں واقع ہے۔مغرب میں ایران، شمال مغرب میں افغانستان، شمال مشرق میں ہندوستان و کشمیر اور جنوب میں بحیرہ عرب پھیلا ہوا ہے۔کل رقبہ ۸۰۳۹۴۰ مربع کلومیٹر ہے۔آبادی ۱۵ کروڑ ہے۔۹۸ فیصد سنی آبادی ہے۔اس کے علاوہ شیعہ، ہندو، عیسائی اور بہت سے مذاہب ہیں۔اردو قومی زبان ہے۔

شمالی افریقہ کے مسلم ممالک

الجزائر: Aleria

شمال مغربی افریقہ میں الجزائر براعظم افریقہ کا بڑا ملک ہے۔اس کے شمال میں بحیرہ روم، شمال مشرق میں لیبیا، جنوب مشرق میں نائیجیریا، جنوب مغرب میں مالی، ماری

ثانثا اور مغرب میں مراکش واقع ہیں۔اس کا کل رقبہ ۲۰۴لاکھ مربع کلومیٹر ہے۔آبادی دو کروڑ سے زائد ہے۔۹۹% مسلمانوں کی آبادی ہے۔

تیونس: Tunisia

تیونس کے شمال اور مشرق میں بحیرہ روم، جنوب مشرق میں لیبیا اور مغرب میں الجزائر ہیں اور رقبہ ۱۶۲۲۰۶ مربع کلومیٹر ہے۔آبادی ایک کروڑ کے قریب ہے۔۹۰% آبادی مسلم ہے، باقی عیسائی اور یہودی ہیں۔

لیبیا: Libya

براعظم افریقہ کے شمال وسطی حصے میں واقع ہے۔اس کے مشرق میں مصر، جنوب مشرق میں سوڈان، جنوب میں چاڈ، مغرب میں الجزائر اور تیونس واقع ہیں۔لیبیا کا رقبہ ۱۷۵۹۹۹۸ مربع کلومیٹر ہے۔اکثریت عربی النسل ہے۔۹۷% لوگ اسلام کے ماننے والے ہیں دیگر اقوام میں عربی، نیگرو، بربر، یونانی، مصری اور اطالوی لوگ ہیں۔کل آبادی ۳۵لاکھ ہے۔قومی زبان عربی ہے۔

مصر: Egypt

براعظم افریقہ کے شمال مشرقی حصے کا رقبہ ۱۴۴۹۱۰۰۱ مربع کلومیٹر ہے۔شمال میں بحیرہ روم، مغرب میں لیبیا، جنوب میں سوڈان، مشرق میں بحیرہ قلزم اور اسرائیل واقع ہیں۔آبادی ۴۰۶ کروڑ سے زیادہ ہے۔۹۰% مسلمان ہیں۔

مشرقی افریقہ کے مسلم ممالک

ایتھوپیا: Ethiopia

شمال میں بحیرہ قلزم اور سوڈان، مشرق میں جبوتی، صومالیہ، جنوب میں کینیا، مغرب میں سوڈان واقع ہیں۔ رقبہ ۱۲۔لاکھ مربع کلومیٹر ہے۔ آبادی تقریباً ۵ کروڑ ہے۔ ۴۵% مسلمان ہیں، ۲۵% آبادی عیسائی، یہودی اور قبائلی مذہب کے لوگ ہیں قومی زبان امہاری (Amharic) ہے۔

جبوتی: Dijiouti

افریقہ کے شمال مشرق میں جبوتی چھوٹا ملک ہے۔اس کے مشرق میں خلیج، عدن، شمال مغرب اور جنوب میں ایتھوپیا اور جنوب مشرق میں صومالیہ واقع ہے۔ اس کا رقبہ ۲۳۳۱۰ مربع کلومیٹر ہے۔ جس میں تقریباً ۵ لاکھ انسان آباد ہیں۔ آبادی کا ۹۰% مسلمان ہیں، قومی زبان فرانسیسی ہے۔

سوڈان: Sudan

افریقہ کا سب سے بڑا ملک ہے۔ جس کا رقبہ ۲۵۰۰۰۰۰ مربع کلومیٹر ہے اور آبادی ۲۱/۲ کروڑ ہے۔ عربی قومی زبان ہے۔ اکثریت نیگرو نسل کے افراد کی ہے۔

کومرو: Comoros

کل رقبہ ۲۱۶۶ مربع کلومیٹر ہے جس میں کیتھولک ہیں دنیا کے غریب ترین ممالک میں سے ایک ہے۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

صومالیہ: Somalia

صومالیہ کے مغرب میں ایتھوپیا، کینیا، شمال مغرب میں جبوتی، مشرق میں بحیرہ عرب اور شمال میں خلیج عدن واقع ہیں۔ رقبہ ۶۳۷۲۲۱ مربع کلومیٹر ہے۔ آبادی ۵۰ لاکھ کے قریب ہے۔

یوگنڈا: Uganda

یوگنڈا کے شمال میں سوڈان، مشرق میں کینیا، جنوب میں تنزانیہ، جنوب مغرب میں روانڈا اور مغرب میں زائرے واقع ہیں۔ رقبہ ۲۳۶۰۳۷ مربع کلومیٹر ہے۔ آبادی دو کروڑ کے قریب ہے۔

مغربی اور وسطی افریقہ کے ممالک

بالائی وولٹا: Uppervolta

بالائی وولٹا کے شمال اور مغرب میں مالی، شمالی مشرق میں نائیجیریا، جنوب مشرق میں ڈھوی، جنوب میں ٹوپو، گھانا اور آئیوری کوسٹ واقع ہیں۔ اس کا رقبہ ۲۷۴۲۰۰ مربع کلومیٹر ہے۔ آبادی ایک کروڑ کے قریب ہے۔

چاڈ: Chad

اس ملک کا رقبہ ۱۲۸۴۶۳۴ مربع کلومیٹر پر پھیلا ہوا ہے اور آبادی ۵۰ لاکھ سے زائد ہے۔ عربی نیگرو پر مشتمل اکثر مذہب اسلام کے ماننے والے ہیں۔ کچھ لوگ عیسائی اور

قبائلی مذہب کے ماننے والے ہیں۔

سیرالیونا: Sierraloeone

سیرالیونا کے شمال مشرق میں گنی، جنوب مشرق میں لائیریا اور مغرب میں بحر اوقیانوس پھیلا ہوا ہے۔ آبادی تقریباً ۳۰ لاکھ ہے ۷۰% لوگ مسلمان ہیں۔

سینیگال: Senegal

افریقہ کا چھوٹا ملک ۱۹۷۶۰۰ مربع کلومیٹر پر محیط ہے۔ سینیگال کی آبادی ۷۰ لاکھ سے زائد ہے۔ جس میں ۷۰% لوگ اسلام کے ماننے والے ہیں۔

کیمرون: Cameroon

کیمرون کے شمال مغرب میں نائجیریا شمال مشرق میں چاڈ، مشرق میں جمہوریہ وسطی افریقہ، جنوب میں کیپون اور استوائی گنی واقع ہیں۔ کیمرون کا رقبہ ۴۷۵۴۳۹ مربع کلومیٹر اور آبادی ایک کروڑ سے زائد ہے۔ ۵۰% اسلام کے ماننے والے، باقی عیسائی اور قبائلی عقیدوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

گنی: Guinea

اس کا رقبہ ۲۴۶۰۴۸ مربع کلومیٹر ہے۔ اس کی آبادی ۶۰ لاکھ ہے۔ ۷۰% آبادی مسلمانوں کی ہے۔ ۱۰% عیسائی اور باقی قبائلی مذہب کے ماننے والے ہیں۔ فرانسیسی قومی زبان ہے۔

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

مغربی افریقہ + وسطی

گنی بساؤ: Guineabissau

مغربی افریقہ کا چھوٹا ملک ہے۔ اس کا رقبہ ۲۶۴۰۰ مربع کلومیٹر ہے۔ آبادی تقریباً ۹ لاکھ ہے۔ کل آبادی کا ۳۵% مسلم اور ۶۰% قبائلی اور ۵% عیسائی مذاہب کے ماننے والے ہیں۔

گیبن: Gabon

اس کے شمال میں کیمرون، مشرق اور جنوب مشرق میں عوامی جمہوریہ کانگو، مغربی سرحد پر بحر اوقیانوس پھیلا ہوا ہے۔ اس کا رقبہ ۲۶۶۰۲۴ مربع کلومیٹر ہے۔ اس کی آبادی ۱۱ لاکھ ہے۔ ملک کی ۴۵% آبادی مسلم باقی عیسائی اور قبائلی مذہب کے ماننے والے ہیں۔

گیمبیا: Gambia

گیمبیا ندی کے دونوں طرف مشرق سے مغرب کے طرف پھیلے ہوئے اس ملک کا رقبہ چوڑائی میں ۱۱ سے ۳۲ کلومیٹر اور لمبائی میں ۳۲۰ کلومیٹر ہے۔ اس کی آبادی ۱۰ لاکھ کے قریب ہے۔ ملک کی ۸۵% آبادی مسلم ہے۔ ۱۴% عیسائی اور ۱% قبائلی مذہب کے ماننے والے ہیں۔ سرکاری زبان انگریزی ہے۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

ماری ٹینا۔۔۔ماریطانیہ : Mauritania

مغربی افریقہ کے اس ملک کا رقبہ ۱۰۳۰۰۰۰ مربع کلومیٹر پر پھیلا ہوا ہے اور آبادی تقریباً ۲۰ لاکھ ہے۔ ۷۵% سنی آبادی ہے۔ باقی عیسائی اور دیگر اقوام ہیں۔

مالی: Mali

صحارا ریگستان کے جنوب مغربی حصے میں مالی کا رقبہ ۱۲۴۰۰۰۰ مربع کلومیٹر ہے اور آبادی تقریباً ایک کروڑ ہے ۷۵% آبادی مذہب اسلام، باقی عیسائی اور قبائلی مذاہب کے ماننے والے ہیں۔

نائجر : Niger

اس کے مغرب میں بالائی وولٹا اور مالی، شمال مغرب میں صحارا، شمال مشرق میں لیبیا، مشرق میں چاڈ واقع ہے۔ اس کا رقبہ ۱۲۶۷۰۰۰ مربع کلومیٹر ہے۔ اس کی آبادی ۷۵ لاکھ ہے۔

نائجیریا: Nigeria

اس کا رقبہ ۹۶۲۴ لاکھ مربع کلومیٹر اور آبادی تقریباً ۱۰ کروڑ ہے۔ شمالی علاقے میں اسلام، جنوب میں عیسائی اور قبائلی مذہب کے ماننے والے ہیں۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

حل طلب سوالات

اس باب میں مصنف شہید ؒ نے پچاس مسلم ممالک کو جغرافیائی اعتبار سے چھ یونٹوں میں تقسیم کیا ہے۔

(۱) جنوب مغربی ایشیائی مسلم ممالک (۲) وسط ایشیائی مسلم ممالک
(۳) جنوب مشرقی ایشیائی مسلم ممالک (۴) شمالی افریقہ کے مسلم ممالک
(۵) مشرقی افریقہ کے مسلم ممالک (۶) مغربی اور وسطی افریقہ کے مسلم ممالک

ان تمام مسلم ممالک میں سے کون کون سے ممالک سونے، تیل، ربر اور گیس جیسے معدنی وسائل میں سے کن وسائل کے حائل ہونے میں شہرت اور اسٹریٹجک مقام رکھتے ہیں؟ علیحدہ علیحدہ لسٹ بنائیں۔

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

چوتھا باب

مسلمانوں کے قدرتی وسائل اور عالمی سطح پر اس کے اثرات

مسلم قوم کا احساس کمتری۔ بیسویں صدی عیسوی کے وسط میں

مسلمان انگریزی اور فرانسیسی استعمار سے آزاد ہونا شروع ہوئے، زمین نے اپنا سینہ اگلنا شروع کر دیا۔ پندرھویں صدی ہجری کے آغاز سے قبل ہی دنیا بھر کا مسلمان آزادی کی نعمت سے سرفراز کر دیا گیا۔ اگرچہ بیشتر ممالک میں غلامی کی یادگاریں قائم رہیں اور ذہن وفکر پر بدیسی حکمرانوں کا خوف برقرار رہا۔ ان کے نادیدہ خوف اور غیر مرئی رعب نے مسلم تشخص کو ابھارنے اور مسلمانوں کے محمدی کلچر کے سانچے میں ڈھلنے کے راستے میں ایسی ایسی رکاوٹیں کھڑی رکھیں کہ مسلمانوں کے جسم تو آزاد ہو گئے مگر ان کے نظریات اور انداز فکر خالص غیر اسلامی رہا۔ چال چلن اور زبان و بیان مین مسلمان خاص طور پر انگریزی اصطلاحات سے آج تک ایسے مرعوب ہیں کہ صرف لسانی تفوق کو اعلیٰ تہذیب کی سند قرار دینے میں انہیں کوئی عار محسوس نہیں ہوتی۔

مسلمان ممالک کا کل رقبہ دنیا کی کل آبادی کا ۲۶ فیصد ہے۔ ان میں ساحل سمندر پر کئی ممالک آباد ہیں۔ کئی جزیرے دور افتادہ ہیں۔ کئی ریاستیں پہاڑی علاقوں میں آباد ہیں، کئی ملک صحراؤں کے لامتناہی سلسلوں کو محیط ہیں۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

تاہم اسلامی ممالک قدرتی وسائل کے اعتبار سے دیگر ممالک میں ممتاز ہیں۔

جدید ترقی آنحضرت ﷺ کی پیشنگوئی کے آئینے میں

آنحضرت ﷺ نے چودہ سو سال قبل پیشین گوئی کی

یوشك ان یحسر الفرات عن کنز من ذهب حضره فلا تاخذ منه شیئا (از بخاری، مسلم)

''قریب ہے کہ فرات سے سونے کا خزانہ نکلے، اس زمانہ میں تم میں جو موجود ہو وہ اس سے کچھ نہ لے۔''

آپ ﷺ نے یہ حدیث ایسے وقت بیان فرمائی تھی جب عرب میں چاروں طرف معاشی تنگ دستی کا دور دورہ تھا۔ چاروں طرف صرف خشک پہاڑ نظر آتے تھے۔

آنحضرت ﷺ کی یہ پیشین گوئی چودھویں صدی ہجری کے آخر میں ظاہر ہوئی ہے۔ سونے کا یہ خزانہ محدثین کے بقول تیل کے سیال آبی خزانے کی صورت میں آشکار ہوا۔

اس سیال خزانے کی پیشین گوئی میں آپ کا یہ فرمان نہایت قابل غور ہے:

فلا تاخذ منه شیئا

''تم اس میں سے اپنے لئے کچھ نہ لینا''

یعنی یہ دولت تمہاری عیش وعشرت یا ذاتی جاہ ومرتبت کے لئے نہ ہوگی بلکہ اسے اسلامی دعوت پر خرچ کرنا۔ تمہارے ذمہ لازم ہے کہ سیال سونا (Liquid Gold) کی قدرتی دولت صرف ابلاغ دین کے لئے ہوگی۔ اس دولت کے ذریعے اسلام کی عالمگیر دعوت کو عام کرنا خدا کو مطلوب ہے۔

مسلمانوں کے قدرتی وسائل میں سب سے موثر Effective تیل کا خزانہ ہے۔

اگر غور کیا جائے تو اس وقت دنیا کی ساری ترقی کا دارومدار اسی تیل پر ہے۔

۱۹۷۴ء میں عالمی بینک کی رپورٹ نمبر ۷۷۴ میں کہا گیا ہے کہ:

''آج تیل پیدا کرنے والے ممالک OPEC کے ہاتھ میں عالمی تجارت کا ۷۵ فیصد حصہ ہے۔ اس طرح دنیا میں تیل پیدا کرنے والے ممالک کو اقتصادی برتری Economy Leverage حاصل ہے۔''

جس طرح انسان بغیر ہوا اور زراعت بغیر پانی کے زندہ نہیں رہ سکتی، اسی طرح جدید صنعتی ترقی تیل کے بغیر ممکن نہیں۔ ساری دنیا کی معیشت اسی تیل کے گرد گھوم رہی ہے۔

مشرق وسطیٰ میں ۱۹۰۸ء میں جب تیل کی دریافت ہوئی، اگرچہ ابتدائی پچیس سال تک اس کی افادیت کا کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکا۔ جب صنعتی دور کا آغاز ہوا اور ۱۹۳۷ء میں تیل صاف کرنے کا کام شروع ہوا، اس وقت سے لے کر آج تک مسلمانوں کی یہ دولت مغرب کے زیر تسلط رہی ہے۔

عالمی بنک کی رپورٹ کے مطابق تیل کا یہ سیال سونا ۸۰ فیصد مسلم ممالک میں پیدا ہوتا ہے لیکن مسلم دنیا اس آبی خزانہ کی اہمیت کا اندازہ نہ لگا سکی۔ ایسی بھولی بسری اور اپنی اہمیت کو نہ پہچاننے والی قوم شاید ہی دنیا میں کوئی پیدا ہوئی ہو، جو دماغ کے عشرت کدوں کے طاؤس نچائیں، جن کا فکر رقص و سرود سے آراستہ ہو، آج وہ قوم اپنی سب سے قیمتی دولت کو مغربی اقوام کی ترقی کے

لئے مستعار دے چکی ہے۔

مسلمانوں کے اسی تیل سے مغربی قوموں نے جدید ٹیکنالوجی میں ترقی کے بام ثریا کو چھولیا۔ ہوائی جہاز، جنگی راکٹ، میزائل، جدید مشینی آلات، اعلیٰ درجہ کی آٹومیٹک ایجادات کے ذریعے ایک دنیا کو ششدر کردیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے مغربی قوموں نے خلاؤں میں سفر کرنا شروع کردیا۔ سیاروں کے ذریعے چاند تک پہنچ گئے۔ لیکن اپنے خزانوں کو اغیار کے ہاتھوں میں تھما دینے والا مسلمان نصف صدی تک غفلت کی نیند سوتا رہا۔ آج مشرق وسطیٰ کے ممالک سے جو تیل نکالا جارہا ہے، ۱۹۷۴ء میں اس کی مالیت یومیہ بیس کروڑ ڈالر تھی۔ دولت کے اس سیلاب نے خلیج فارس اور بحیرہ عرب کو اتنا مالا مال کردیا تھا کہ عیش وعشرت کی ہر مد اس کے استعمال کے لئے ناکافی تھی۔ انہیں معلوم ہی نہیں تھا کہ اپنی دولت کہاں خرچ کریں۔ عالمی بینک کے ایک اندازے کے مطابق ۱۹۸۵ء میں تیل پیدا کرنے والے ممالک کے پاس ایک ٹریلین ڈالر رقم وافر موجود تھی۔ (از کتاب الاسلام)

اگرچین بعد میں آزاد ہوکر جدت طرازی میں آگے نکل سکتا ہے، جاپان، تائیوان، سنگاپور اور ہانگ کانگ کی منڈیاں پوری دنیا میں اپنی برآمدات اور مصنوعات کا لوہا منوا سکتی ہیں تو تیل جیسی دولت سے مالا مال مسلم دنیا میں ایک ملک بھی ایسا نہیں کہ ٹیکنالوجی کی دوڑ میں مذکورہ ممالک کے ہم رکاب ہوکر چلا ہو۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

سعودی فرمانروا شاہ فیصل کا نعرہ حق

۱۹۷۳ء میں سعودی عرب کے فرمانروا شاہ فیصل مرحوم نے جب تیل کی دولت کو ایک حربے کے طور پر استعمال کیا تو پوری دنیا میں ہلچل مچ گئی تھی۔ امریکہ جیسی طاقت نے گھٹنے ٹیک دیئے تھے۔ عالمی دنیا کو اسی وقت اندازہ ہو گیا تھا کہ تیل کا جزوی ہتھیار بھی پوری دنیا کی صنعتی دنیا کو ہلا سکتا ہے۔ تیل کی سیاست اس قدر موثر ہوئی کہ اقوام متحدہ میں عربی زبان کو دنیا کی پانچویں زبان تسلیم کر لیا گیا۔

سعودی عرب ایک ایسا ملک ہے، جو مرکز اسلام اور مہبط وحی ہونے کے لحاظ سے دنیا کے سوا ارب مسلمانوں کے لئے قابل احترام ہے۔ تیل کے ذخائر کے ساتھ ساتھ جغرافیائی لحاظ سے بحیرہ عرب کو دنیا بھر میں نہایت اہمیت حاصل ہے۔

تضامین اسلامی کی عالمگیر آواز سعودی عرب کی عالمگیر حیثیت کے عین مطابق ہے۔

سعودی عرب دنیا کا ایسا اسلامی ملک ہے جو عالم اسلام کی قیادت کر سکتا ہے۔ شاہ فہد، جنہوں نے اپنے پیشرو شاہ فیصل اور شاہ خالد کے فکر و فلسفہ ''تضامن اسلامی'' (مسلمانوں کے عالمی اتحاد) کا بیڑا اٹھایا اور بوسنیا، کشمیر، بابری مسجد اور افغانستان کے قضیوں میں تاریخ ساز کردار پیش کیا۔ اگلے دور میں مسلمانوں کی طرف سے نئے عالمی نظام یعنی خلافت اسلامیہ کی بنیاد پہ عدل اجتماعی کے قیام کا اعلان کر سکتے ہیں۔۔۔ شاہ فہد کے نائب سلطان بھی وحدت اسلامی کے اس فکر کو آگے بڑھا سکتے ہیں۔

مسلمانوں کی طرف سے نیا عالمی نظام صرف خلافت راشدہ کے زریں اصولوں

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

کی بنیاد پر ہی پیش کیا جا سکتا ہے۔ نیا عالمی نظام خالص ,,عالمی انصاف,, اور مساوات حقیقی کے اصولوں پر قائم ہوگا۔

نئے عالمی نظام کے علمبردار پر لازم ہے کہ وہ مسلمانوں کو جدید سائنس اور جدید دنیا کے ہر چیلنج کی جوابدہی کے لئے تیار کرے۔ مسلمانوں کے تمام وسائل ہر قسم کی مشینری، جدید ٹیکنالوجی، بڑی سے بڑی فیکٹریوں کے قیام اور بڑے بڑے اداروں کے ذریعے ریسرچ کے لئے تمام وسائل تج ڈالے۔

تیل کے بعد ربڑ کی دولت

۱۹۸۴ء دسمبر کی ٹائم (لندن) کی اشاعت کے مطابق تیل کے بعد جدید دور کا سب سے قیمتی ہتھیار ربڑ ہے۔ اس کا ستتر ۷۷ فیصد حصہ بھی مسلمانوں ہی کے ایک ملک ملائیشیاء میں پیدا ہوتا ہے۔ اگر ملائیشیا کی طرف سے ربڑ کو بطور حربہ استعمال کیا جائے اور صرف ایک ماہ کے لئے ربڑ کی برآمد کو بند کر دیا جائے تو یورپ سمیت امریکہ اور برطانیہ کا پہیہ جام ہو جائے۔ دنیا بھر کا نظام زندگی معطل ہو کر رہ جائے۔

مشرق و مغرب کا سنگم۔۔۔ درہ دانیال

ترکی مسلمانوں کا ایسا ملک ہے جو مشرق و مغرب کو باہم ملاتا ہے۔ اسی ملک میں دنیا کی اہم گزرگاہ درہ دانیال واقع ہے۔ اگر مسلمان اس راستے کو بند کر دیں تو مغرب اور مشرق کی صنعت تباہ ہو جائے۔ ساری دنیا کی معیشت و تجارت اسی شاہراہ کی مرہون منت ہے۔

اسی طرح نہر سویز کے ذریعے امریکی جہاز مشرق وسطی کی بندرگاہوں تک پہنچتے ہیں۔ مراکو، انڈونیشیا اور ملائیشیا کا اعلی قسم کا ہتھیار ہے۔ یہ شاہراہ بھی مسلمانوں کی ملکیت ہے۔

سونے کے ذخائر بھی سب سے زیادہ مسلمان ملکوں میں موجود ہیں۔ سوئی گیس، جواہرات، کئی اعلیٰ قسم کی معدنیات مسلمان ملکوں ہی سے بیشتر ممالک میں بھیجی جاتی ہیں۔

مسلمانوں نے کبھی ان وسائل کو اسلامی دعوت کے فروغ کے لئے استعمال نہیں کیا۔ بوسنیا کے قتل عام، بابری مسجد کی شہادت، فلسطینی مجاہدوں پر مظالم، کشمیری مظلوموں کی اعانت کے لئے کبھی ہم نے موثر ہتھیاروں کو جنبش نہیں دی۔

کیا عالم دنیا تیل، ربڑ، سونا، گیس کے بغیر ایک قدم بھی چل سکتی ہے؟ درہ دانیال، نہر سویز اور مراکو کے بغیر مشرق و مغرب کے فاصلے سمیٹے نہیں جا سکتے۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کو اپنے قدرتی وسائل کو استعمال کر کے عالمی انصاف کو فروغ دینا چاہیے۔ اس موثر ہتھیار کے ذریعے ہم ایک طرف مسلمان اقلیتوں پر مظالم روک سکتے ہیں، دوسری طرف اقوام عالم کو فریضہ دعوت کے ذریعے اسلام کے خزانہ عامرہ سے ہم آغوش کر سکتے ہیں۔

دنیا کے تمام مسلم ممالک، عالمی اسلامی مفکرین اور اسلام کے داعیوں اور سکالروں کا فریضہ ہے کہ مسلمانوں کی اجتماعیت کو از سر نو زندہ کریں، چھوٹے چھوٹے اختلافات کو ختم کر کے ,,وحدت امت,, یا تضامین اسلام کا قیام عمل میں لائیں، خلیج کی جنگ کے اثرات کا خاتمہ کریں، جغرافیائی تنازعات کو خیر آباد کہیں، خلافت عثمانیہ کی طرف مسلمانوں کو دوبارہ مرکز خلافت پر جمع کریں۔۔۔ یہی سب سے اہم اور اولین فریضہ ہے۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

حل طلب سوالات

صنعتی انقلاب کے نتیجے میں ظہور پذیر ہونے والی مادی ترقی میں ربر، گیس اور سونے کا کیا کردار ہے اور مسلم ممالک ان وسائل کا کتنا فیصد درآمد کرتے ہیں؟

(۲) دنیا کے ۷۵ فیصد معدنی وسائل رکھنے کے باوجود مغربی دنیا کے مقابلے میں مسلم دنیا سیاسی، اقتصادی، صنعتی و تجارتی، دفاعی، فوجی اور جدید ٹیکنالوجی کے اعتبار سے اس قدر پیچھے کیوں ہے؟ اسباب بیان کریں۔

(۳) عالم کفر کی دھونس، دھاندلی، سرکشی، وسائل کی بندر بانٹ، تخریب و استبدادی چیرہ دستیوں اور مسلمانوں کو دہشت زدہ رکھنے کے عمل کو روکنے کیلئے مسلم دنیا کو اپنے وسائل، سٹریٹجک اہمیت کے حامل آبی راستوں اور بندرگاہوں کا استعمال کیسے کرنا چاہئے؟ مصنف کی سفارشات کی روشنی میں اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

(۴) اس سلسلے میں مسلمانوں کی قومی وحدت تضامن اسلامی اور الجامعہ الاسلامیہ کی ضرورت و اہمیت اور نفوذ و کردار پر روشنی ڈالیں۔

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

پانچواں باب

امریکہ کا نیو ورلڈ آرڈر۔۔۔اور اس کی حیثیت

پوری دنیا پر دفاعی تسلط کی امریکی کوشش

سابق امریکی صدر جارج بش نے ۱۹۹۰ء کے آغاز میں نئے عالمی نظام یعنی یونیورسل امپیکٹ (Universal Impaect) عالمی اثر ونفوذ) کا اعلان کر کے اپنے پیشرو امریکی صدر روڈ ولسن کی اقتداء کی ہے۔ پہلی جنگ عظیم ۱۹۱۴ء کے بعد دنیا کو تصادم سے محفوظ رکھنے کے لئے ولسن نے بھی ایک عالمی نظام پیش کیا تھا لیکن ولسن کا عالمی نظام بھی دنیا کو امن کی نعمت فراہم نہ کر سکا اور دوسری جنگ عظیم رونما ہوئی پھر چشم فلک نے دیکھا کہ لاکھوں انسان باہمی آویزش کی نذر ہو گئے۔ جمہوریت باقی رہی نہ نصف صدی تک دنیا دائیں اور بائیں بازوؤں کی غوغا آرائی سے محفوظ رہی۔ جس طرح ولسن کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوا اور اس کی آرزوؤں کا شیرازہ ٹوٹ پھوٹ کر بکھر گیا، اب عہد حاضر میں بھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ حکومت کے تازہ نیو ورلڈ آرڈر کا بھی یہی حشر ہونے والا ہے۔

امریکیوں نے ہمیشہ یہ کوشش کی کہ نہ صرف بین الاقوامی سیاسی میدان میں بلکہ نظریاتی اور معاشرتی میدان میں بھی امریکہ کا بول بالا ہو۔ جس طرح آن کی آن میں امریکی فیصلے سلامتی کونسل کے فیصلوں میں منتقل ہو جاتے ہیں، کہ وہاں کوئی طاقت امریکی تحریک کی مزاحمت کی اہل نہیں۔ اس کی مرضی ہو تو وسیع پیمانے پر عراق کے خلاف جدید ترین ٹیکنالوجی کے ذریعے جنگ شروع ہو سکتی ہے۔ اس کی مرضی نہ ہو تو بوسنیا کے نہتے

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

مسلمانوں کو سربیائی لاشیں سڑکوں اور نالیوں میں پڑی رہیں، چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کو ذبح کر کے ان کے ٹکڑے پورے شہر میں بکھیرے جائیں اور امریکہ کے ہاں نہ تو حقوق انسان کا زاویہ حرکت میں آئے، نہ ہی فوج کا کوئی دستہ بے یارومددگار مسلمانوں کی حفاظت کے لئے اترے۔ اقوام متحدہ کا ادارہ جو دوسری جنگ عظیم کے بعد عالمی قیام امن کے لئے قائم کیا گیا تھا، وہ بھی بوسنیا کی سڑی ہوئی لاشوں پر سے ٹس سے مس نہ ہو۔ صرف امریکی طرز زندگی کو مرتبہ اور مقام حاصل ہو۔ دنیا کا ہر معاشرہ امریکی طرز زندگی کے سانچے میں ڈھلے، تا آنکہ صداقت، امریکہ کی سوچ وفکر کا دوسرا نام بن جائے۔

یہی بش کے نیو ورلڈ آرڈر کا مطلب ہے دنیا کی معلوم تاریخ میں طاقتور ملکوں نے پہلے بھی اپنی تہذیب کے اثر کو پھیلانے کی کوشش کی اور اس کے گہرے نقوش چھوڑے ہیں، لیکن انمیں کسی کو وہ اثر ونفوذ میسر نہیں آیا جو عہدِ حاضر میں امریکہ کو حاصل ہوا ہے۔ اقوام متحدہ کے قیام کے بعد جب سے دنیا سرد جنگ کے دور میں داخل ہوئی، اقتصادی، سیاسی اور جنگی لحاظ سے کئی طاقتیں امریکہ کے مدمقابل کھڑی ہوگئیں تو اب امریکہ نے عظمت رفتہ کو برقرار رکھنے کے لئے "نیو ورلڈ آرڈر" کا اعلان کر کے بزعم خویش یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ:

> "مستقبل میں کوئی جارح اپنے کیئے کی سزا پائے بغیر نہیں رہ سکے گا اور طاقت کے بل بوتے پر کسی کا قبضہ برداشت نہیں کیا جائے گا۔ بین الاقوامی سرحدوں پر یک طرفہ طور پر ردوبدل کی کوشش برداشت نہیں کی جائے گی۔ اس امر کو یقینی بنایا جائے گا کہ قومی سرحدوں کی پرواہ کیئے بغیر انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا ازالہ ہو سکے اور اقوام متحدہ دنیا میں امن قائم رکھنے کے لئے نیا کردار ادا

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

کرے گی۔"

سوال پیدا ہوتا ہے کہ نیو ورلڈ آرڈر کے اعلان کے بعد خلیجی جنگ ہی کو اس کا ابتدائیہ کیوں قرار دیا گیا۔

انسانی حقوق کی جتنی خلاف ورزیاں فلسطین کے بارے میں اسرائیل نے کیں یا کشمیر کے بارے میں بھارت نے کیں، کیا ان کا کوئی مداوا نہیں؟ چونکہ یہاں امریکی مفادات پر زد پڑتی ہے۔اس لئے نیو ورلڈ آرڈر کی دفعات یہاں لاگو نہیں ہوسکتیں۔ بوسنیا میں مسلمانوں پر مظالم کے موقع پر نیا امریکی قانون حرکت میں نہیں آتا۔

آخر کیا وجہ ہے کہ دنیا میں جہاں بھی مسلمانوں پر زد پڑتی ہے، وہاں سلامتی کونسل، اقوام متحدہ اور امریکی حکومت کے ضابطے ہار جاتے ہیں اور جہاں صرف اپنا مفاد اور عربوں کے امریکی بنکوں میں سرمایہ کے تحفظ اور ان کے ذاتی استعمال کا موقع ہو تو وہاں ہر قانون حرکت میں آجاتا ہے۔

ہمارا خیال ہے کہ امریکی نیو ورلڈ آرڈر کی دنیا کے کسی ملک کے سامنے کوئی حیثیت نہیں، جس طرح ولسن کا خواب لیگ آف نیشنز۔۔۔۔نے بکھیر دیا تھا، اسی طرح بش کا فلسفہ بھی آئے دن اپنی اہمیت کھوتا جا رہا ہے کیا یہ آرڈر یہودیوں سے فلسطین کی بستیوں کو آزاد کرا سکتا ہے، کشمیری مسلمانوں کو حق خودارادیت دلا سکتا ہے، سربیائی خونخواروں کو زیر وزبر کرسکتا ہے، البانیہ کے کیمونسٹوں سے ان کی اکثریتی ۷۳ فیصد آبادی کو ان کے حقوق دلا سکتا ہے، برما کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کرسکتا ہے۔

مسلم اقلیتوں پر مظالم

ایران کے مظلوم ۳۵ فیصد اہل سنت کو ایرانی مظالم سے نجات دلا سکتا ہے۔ حال ہی میں ہتھیائے جانے والے متحدہ عرب امارات کے جزیرہ ابوموسیٰ، تنبل صغریٰ اور تنبل

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

کبریٰ کو ایرانی فوج سے واپس دلا سکتا ہے؟

ہندوستان کی ۱۶ کروڑ مسلم آبادی پر بھارتی درندوں کے مظالم ختم کرا سکتا ہے، نئے سرے سے بابری مسجد تعمیر کرا سکتا ہے؟

آخر سوا ارب امت مسلمہ کے کسی دکھ کا علاج ہی اگر اس چارہ گر کے اختیار میں نہیں تو ایسے مسیحا کی سیادت کا جوڑا کس شوق میں پہنا جا سکتا ہے؟

عربوں کے تیل اور اربوں ڈالر کی دولت سے نفع اٹھانے والی مغربی قوموں نے کب اور کس میدان میں مسلمانوں کی مدد کی؟ اگر کل تک افغانستان کی مدد کی گئی تو وہ اپنے سب سے بڑے حریف سوویت یونین کو زیر کرنے کے لئے تھی۔

امریکہ کا دعویٰ ءِ جمہوریت فریب ہے

جونہی سوویت یونین شکست و ریخت سے دوچار ہوا اور افغانستان میں خالص اسلامی حکومت کی کرن نظر آنے لگی تو امریکی خیالات پر اوس پڑ گئی۔ وسطی ایشیا کی آزاد مسلم ریاستوں کے قیام اور ان کی جوہری توانائی کی دریافت نے امریکیوں کو متحیر اور پریشان کیوں کیا؟

آج افغانستان میں قیام امن کے تاریخ ساز معاہدہ کا خیر مقدم امریکہ کی طرف سے کیوں نہیں کیا گیا؟ صرف دبے لفظوں میں اس کو صرف اس لئے تسلیم کیا گیا کہ کل کلاں یہی فیڈریشن امریکہ کے خلاف نہ اٹھ کھڑی ہو۔

راقم کے خیال میں امریکہ کو نہ تو جمہوریت سے دلچسپی ہے، نہ ہی امن سے کوئی سروکار ہے۔ اس کے ہاں صرف مغربیت کا فروغ مستحسن ہے۔ جب کہ مسلم تشخص اور اسلامی معاشرت اس کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہے۔ اب امریکہ کی طرف سے دنیا کے

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

مسلم ممالک میں جمہوریت کی ترغیب کی بجائے سیکولرازم کی حوصلہ افزائی کا کام تیزی کے ساتھ جاری ہے۔ سیکولرازم ایک ایسا نظریہ ہے، جس کے ذریعے مسلم قوت کا تشخص پارہ پارہ کیا جاسکتا ہے۔

ڈکشنری کے مطابق سیکولرازم کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

They Belief that the State Morals-
Education. etc. Independent of Religion

''وہ عقیدہ جو مملکت (سٹیٹ) اخلاقیات اور تعلیم وغیرہ شعبہ ہائے زندگی کو مذہب کے دائرہ کے اثر ورسوخ سے خارج اور آزاد قرار دیتا ہو۔''

آنے والے حالات میں امریکہ کو صرف سیکولرازم کے فروغ ہی میں اپنا تفوق نظر آرہا ہے۔ کیونکہ اس نے جمہوریت کے ذریعے الجزائر میں یہ دیکھ لیا ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت وہاں اسلامی معاشرت کی علمبردار ہے۔ یہاں امریکہ نے فوج کی مداخلت کے ذریعے مسلم قوتوں کو کچلنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ الجزائری فوج کے ٹینکوں نے جب یہاں کے ہزاروں مسلم زعماء کو کچلا اور ان کے لاکھوں حامیوں کو طرح طرح کے مصائب میں مبتلا کیا گیا، تو جمہوریت کے اس سب سے بڑے دعویدار کے ضابطے کہاں چلے گئے؟

کیا امریکہ نیو ورلڈ آرڈر جاری کرنے کا اہل ہے؟

ہمیں یہاں یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ کیا امریکہ اس پوزیشن میں ہے کہ وہ عالمی دنیا کے سامنے کوئی نیا قابل عمل نظام پیش کر سکے۔ کیا خود اس میں سنجیدہ ہے، اس کے ملک یا پالیسیوں میں عالمی امن کی ان دفعات پر عمل ہو رہا ہے، جس کا وہ پوری دنیا کے لئے متقاضی

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

ہے؟ کیا وہ صرف اپنے مخصوص مفادات ہی کے حصول کے لئے تو ایسا نہیں کر رہا۔ موجودہ صورت حال پر غور کرنے کے لئے گذشتہ صدیوں میں مغربی اقوام کے کردار اور انسانیت کے بارے میں ان کے قول و عمل پر تبصرہ کرتے ہوئے مغربی مفکر میور (Muir) واضح الفاظ میں رقم طراز ہے:

''گذشتہ تین صدیوں میں دنیا کی صورت حال میں ٹھوس تبدیلی رونما ہوئی ہے۔''اس عرصے میں مغربی استعماری طاقتیں دنیا پر حکمران رہی ہیں اور مسلم دنیا بحیثیت مجموعی مغربی ملکوں کے زیر تسلط رہی ہے۔ اس دور میں مسلمانوں کو بالخصوص استعماری طاقتوں کے ہاتھوں کئی انداز میں نقصان اٹھانا پڑا۔''

پروفیسر فلپ ہٹی ماضی قریب کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہیں:

''بدقسمتی سے بالخصوص ایک یا دو دھائیوں میں دنیا کے ساتھ مغرب کے تعلقات اچھے نہیں رہے، مغربی مشنریوں، اساتذہ، مصنفین اور دانشوروں کے انسانیت نواز نظریات یورپی اور امریکی سیاستدان اور جنگ جوؤں کی طرف سے انسانی اقدام کی بے حرمتی کے واقعات ایک واضح تضاد کی صورت میں سامنے آئے ہیں۔

گذشتہ دو جنگوں میں ترقی یافتہ اقوام نے جس طرز عمل کا مظاہرہ کیا، پچھلی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ مشرق وسطیٰ کے حوالے سے امریکہ، انگلینڈ، فرانس اور دیگر اقوام کا مسئلہ فلسطین کے بارہ میں طرز عمل ایسا رہا، جس سے انسانیت کا منہ چڑایا جا رہا ہے۔''

''مغرب کے ان اقدامات سے مشرق کا انسان برگشتہ ہوا

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

ہے۔ اس کا مغربی انسان کے کردار اور اس کے اخلاق چاہے وہ نجی اور معاشرتی ہو، پر ایمان متزلزل ہو گیا ہے۔"

ستم ظریفی یہ ہے کہ مسلم دنیا جو ماضی میں مغرب کے ہاتھوں نقصان اٹھا چکی ہے۔۔۔ اب مادی اقتصادی اور جدید ٹیکنالوجی اور فوجی لحاظ سے کمزور ہے۔ اسے بلاوجہ مغرب کے سامنے ایک خطرے کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ کبھی بنیاد پرستی کا حوا کھڑا کیا جا رہا ہے، کبھی اس کی ایٹمی توانائی کے خلاف طوفان اٹھایا جا رہا ہے۔ اگر اسرائیل ایٹم بم بنائے تو کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ پاکستان پر امن مقاصد کے لئے ایٹمی ٹیکنالوجی حاصل کرے تو اسے دہشت گرد قرار دینے کا الارم دیا جا رہا ہے۔

جس ملک کی طرف سے عالمی قیام امن کا دعویٰ کیا جا رہا ہے، اس کے پیشواؤں کے یہ ریمارکس معلوم ہونے کے بعد مسلمان کس طرح امریکہ کے دعوؤں کی تائید کر سکتا ہے؟

امریکہ کی مجموعی حالت

یہ تو تھی امریکی مفکروں کی رائے، اب ہم خود امریکہ کے موجودہ حالات پر تبصرہ کرنے سے پہلے ناظرین کو بتانا چاہتے ہیں کہ اقوام عالم کی تاریخ میں جب بھی کسی قوم کو عروج حاصل ہوا ہے، اس میں کبھی بھی دوام نہیں رہا۔

اگر ہم گذشتہ اقوام کی تاریخ کا جائزہ لیں تو ہمیں صاف نظر آئے گا کہ آہستہ آہستہ قوموں کے عروج کا عرصہ کم ہوتا جا رہا ہے۔ مصری ہزار سال تک ترقی یافتہ رہے۔ بابل کی شوکت آٹھ سو سال تک قائم رہی۔ یونانی چھ سو سال تک دنیا کے نصف سے زیادہ خطے پر حکمران رہے۔ رومی اور ایرانی پانچ سو سال تک سپر پاور رہے۔ تا آنکہ اسلام نے ایک تیسری قوت حاصل کر کے دونوں طاقتوں کو زیر و زبر کر ڈالا۔ اسلام کا یہ غلبہ جس کا آغاز

حضرت محمد ﷺ کے دور میں ہوا تھا، نقطہ شباب تک آپ کے خلفاء کے دور میں پہنچا۔ حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں قیصر و کسریٰ کی شوکت خاک میں مل گئی۔ شہنشاہ ایران اور قیصر روم کی سطوت کے سارے ستون زمین بوس ہو گئے۔ اس طرح خلافت اسلامیہ نے عالمی امن اور قومی انصاف کا ایسا نمونہ پیش کیا کہ جس کی روشنی نصف سے زیادہ دنیا تک تین سو سال تک فروزاں رہی۔

اسلام کو اپنی خواہشات کے راستے میں رکاوٹ سمجھنے والوں نے جب اس کے سچے اصولوں سے انحراف کرنا شروع کیا اور خدا کے مقابلے میں انسانوں کے بنائے ہوئے دساتیر کو حرز جان بنانا چاہا تو ہسپانوی، افغان، ترکوں اور ہندوستانی سورماؤں نے یکے بعد دیگرے قوموں کی قیادت کی۔ فرانسیسیوں اور برطانوی اقتدار کا عروج ایک ایک صدی تک رہا۔ روس ستر سال تک سپر پاور رہا۔ اب امریکہ کی باری ہے۔ امریکہ گذشتہ چالیس سال سے روس کا ہم پلہ ہے اور اب وہ روس سے آگے نکل گیا ہے۔ اگرچہ فوجی اور سیاسی لحاظ سے روس کا دیوہیل وجود کسی طرح بھی امریکہ سے کم نہ تھا لیکن جبر و استبداد کے خونخوار پنجوں میں کب تک مختلف اقوام کو جکڑا جا سکتا تھا۔ افغانستان کی ۱۵ سالہ جنگ نے وسطی مسلم ریاستوں میں جب حریت فکر کا دیپ جلایا تو ستر سال کے اندر اندر سلگنے والی ایمان کی چنگاری بھڑک اٹھی۔ پھر سوویت یونین پارہ پارہ ہوگئی۔ لینن اور ماؤ کے فرزندوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے دیوتاؤں کے مجسمے گرا دیئے۔ تاریخ کے دریچے میں جھانکنے والا انسان ہمارے اس تجزیئے کے بعد یہ بات ضرور باور کرے گا کہ تاریخی نقطہ نظر سے امریکیوں کے عروج کا دور پچاس سال سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔ جس کے ختم ہونے میں چند سال ہی باقی رہ گئے ہیں۔

آیئے ہم امریکہ کے موجودہ حالات پر سرسری نظر ڈال کر یہ دیکھتے ہیں کہ مجموعی

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

طور پر امریکہ ترقی کر رہا ہے یا زوال پذیر ہو رہا ہے۔

اقتصادی لحاظ سے امریکہ کو اندرون ملک اور بیرون ملک کئی چیلنجوں کا سامنا ہے۔ عالمی تجارت میں اس وقت شدید مقابلے کی کیفیت ہے۔ وہ ممالک جو پہلے اپنی ضرورت کی تمام مصنوعات باہر سے منگواتے تھے، اب وہ بھی اپنی صنعت کو مضبوط بنا رہے ہیں اور اپنی درآمدات کم کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی برآمدات بڑھانے کی بھی کوشش کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ کئی ممالک نے عالمی تجارت میں اپنا نام پیدا کر لیا ہے اور اب وہ امریکہ جیسے ملکوں کے طاقتور حریف بن کر سامنے آ رہے ہیں۔

اگر یورپ کے حالات کا جائزہ لیا جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ یورپ میں بڑے پیمانے پر تبدیلیاں آ رہی ہیں۔ متحدہ یورپی منڈی کے قیام کے بعد یورپ ایک نہایت مضبوط اقتصادی قوت کے طور پر ابھر رہا ہے۔ اس کے علاوہ مشرقی یورپ سے کمیونزم کا خاتمہ ہو چکا ہے اور سرد جنگ بھی ختم ہو چکی ہے۔ ان دو عوامل کے باعث یورپ کو امریکی برآمدات، جن میں بڑا حصہ دفاعی ساز و سامان کا ہوتا تھا، میں کمی آ گئی ہے۔ متحدہ یورپ کے ممالک اب آپس میں تجارتی تعلقات کو بڑھالیں گے اور ایک دوسرے کی صنعت و تجارت کو فروغ دیں گے۔ جس کے باعث یورپ سے امریکہ کا بوریا بستر گول ہوتا ہی محسوس ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ عالمی منڈی میں بھی متحدہ یورپ امریکہ کو سخت مقابلہ کے بعد شکست دے دے گا۔

دوسری طرف ایشیاء میں بھی امریکہ کی اقتصادی حالت خراب ہوتی جا رہی ہے۔ ایشیاء کے ممالک تیزی سے صنعتی طور پر ترقی کر رہے ہیں اور ایشیاء اب امریکہ کو پہلے کی طرح زیادہ بڑی منڈی فراہم نہیں کر سکتا۔ مشرق وسطیٰ (جسے امریکہ کی روایتی منڈی کہا جا سکتا ہے) کے ممالک بھی اب صنعتیں لگا رہے ہیں اور اپنی درآمدات کم کرنے پر زور دے

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

رہے ہیں۔ اس کے علاوہ بعض ایشیائی ممالک بشمول تائیوان، کوریا، ہانگ کانگ، سنگاپور اور چین نے مشرق وسطیٰ کی منڈیوں پر تیزی سے ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا ہے۔ جبکہ جاپان نے تو خود امریکہ کو اپنی ایک منڈی بنالیا ہے اور جاپان کی سب سے زیادہ برآمدات امریکہ کو ہوتی ہیں۔ جاپان ہی امریکہ کے لئے دنیا میں سب سے بڑا چیلنج ہے۔ جاپانیوں نے ہر میدان میں امریکیوں کا مقابلہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ قرضے فراہم کرنے میں جاپان امریکہ سے آگے نکل گیا ہے۔ دنیا کے تمام ممالک میں امریکی مصنوعات کے مقابلے میں جاپانی مصنوعات کی مانگ تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ خود امریکہ میں امریکی مصنوعات کی نسبت جاپانی مصنوعات زیادہ پسند کی جاتی ہیں اور امریکہ جیسے جمہوری ملک کو سخت درآمدی پابندیاں عائد کرنا پڑتی ہیں۔ اب تو جاپانیوں نے امریکہ میں وسیع جائیدادیں بھی خریدنا شروع کر دی ہیں اور اس طرح انہوں نے امریکہ کی معاشرتی زندگی میں دخل دینا شروع کر دیا ہے۔

آپس میں جڑے ہوئے تین براعظموں (جن میں دنیا کی آبادی کا چوتھائی سے زیادہ حصہ رہتا ہے) میں سے افریقہ ہی ایک ایسا براعظم ہے جو امریکہ کو ایک بہت بڑی منڈی فراہم کر سکتا ہے لیکن یہاں بھی امریکہ کو اپنے بڑے بڑے تجارتی حریفوں یورپ اور جاپان کا سامنا ہے۔ افریقہ سے اصل مقابلہ انہی تین فریقوں میں ہے، جن میں یورپ اور جاپان کو افریقہ کے قریب ہونے کی وجہ سے فوقیت حاصل ہے۔ ان حالات میں امریکہ صرف شمالی اور جنوبی امریکہ ہی میں اپنی اجارہ داری قائم کر سکتا ہے لیکن اول تو یہاں کے ممالک زیادہ بڑی منڈی فراہم نہیں کرتے، دوسرے شمالی امریکہ میں کینیڈا، امریکہ کا ایک بڑا حریف ہے اور جنوبی امریکہ میں ارجنٹائن اور برازیل ترقی کر رہے ہیں۔

دوسری طرف امریکہ کی اندرونی اقتصادی حالت تباہ کن ہے۔ جاپان امریکہ

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

میں بڑھتی ہوئی برآمدات کے باعث امریکہ کی صنعت وتجارت روز بروز روبہ زوال ہے۔ امریکہ کے بینک دیوالیہ ہو رہے ہیں اور انڈسٹری کی کمر ٹوٹ گئی ہے۔ امریکہ کا تجارتی توازن خطرناک حد تک بگڑ گیا ہے۔ بجٹ میں زبردست خسارہ ہو رہا ہے۔ امریکہ کی کرنسی ڈالر جو کچھ عرصہ پہلے دنیا کی مستحکم ترین کرنسی تھی، اس کی حالت بھی خراب ہے۔ ڈالر کے مقابلے میں پونڈ، ین اور مارک نہایت طاقتور کرنسیاں بن گئی ہیں اور ان کے مقابلے میں ڈالر کی ساکھ برابر کم ہو رہی ہے اور اگر متحدہ یورپ کی مشترکہ کرنسی بن گئی تو ڈالر کی رہی سہی ساکھ بھی ختم ہو جائے گی۔

حالیہ خلیجی جنگ اور اس کے بعد تعمیر نو کے کام سے امریکی اقتصادیات کو ٹیکہ تو لگ گیا ہے اور اس کی حالت کچھ سنبھلی تو ہے لیکن جو حالات امریکہ کی معاشیات کے ہیں، ان کے تناظر میں صرف ٹیکے سے کام نہیں چلے گا بلکہ امریکہ کی اقتصادی حالت بہتر رکھنے کے لئے مسلسل ڈرپ کی ضرورت ہے۔ (جسے حاصل کرنے کی امریکہ خلیج میں کوشش بہت کر رہا ہے لیکن وہ حاصل ہوتی نظر نہیں آتی) جو فی الحال اسے میسر نہیں۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا مشکل نہیں کہ امریکہ کی اقتصادیات روز بروز زوال پذیر ہو رہی ہیں اور اگر امریکہ نے دفاعی اخراجات کم نہ کیئے اور اقوام متحدہ اور دوسرے ملکوں کی امداد بند نہ کی تو اس کا حال بھی روس جیسا ہوگا۔ لیکن دفاعی اخراجات اور امداد کم کرنے سے امریکہ کا عالمی چودھراہٹ کا خواب پورا نہیں ہوگا۔ جسے پورا کرنے کے جنون میں امریکہ مبتلا ہے۔ دنیا پر صرف اپنی پہلوانی کا رعب جمانے کے لئے امریکہ نے ایک نہایت وزنی کلہاڑی اٹھائی ہوئی ہے جسے اٹھانے کی اس میں تاب نہیں اور جو بالآخر اس کے اپنے ہی پاؤں پر گرے گی۔

اب ہم امریکہ کے داخلی معاملات پر نظر ڈالتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ داخلی طور پر

امریکہ کو کون کون سے مسائل درپیش ہیں۔ اندرون خانہ بھی امریکہ کو بہت سی معاشی، معاشرتی اور اخلاقی مسائل درپیش ہیں اوران مسائل کی شدت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ داخلی طور پر امریکہ کا سب سے بڑا مسئلہ وہاں کی نوجوان نسل ہے۔ امریکہ کی اپنی ہی ایجاد کردہ مادر پدر آزادی کے باعث امریکہ کی نوجوان نسل بے راہ روی کے اس مقام پر پہنچ گئی ہے، جس کو قرآن کے الفاظ میں **اسفل سافلین** کہا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ ان نوجوانوں کی دلچسپیوں کا محور صرف چند پاپ سنگرز اور چند فلم ایکٹرز تک محدود ہو گیا ہے۔ مار دھاڑ سے بھرپور فلموں کے باعث وہ اب تعمیر کی جگہ تخریب کی طرف مائل نظر آتے ہیں۔ پچھلے دنوں خبر آئی تھی کہ ایک امریکی نوجوان نے ایک پولو کی جیکٹ چوری کرنے پر دوسرے نوجوان کو قتل کر دیا۔ اس سے ہم وہاں کے نوجوان کے اخلاقی معیار اور ذہنی سطح کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ زیادہ تر نوجوان تعلیم حاصل کرنے پر کوئی توجہ نہیں دیتے اور سکول سے فارغ ہونے کے بعد پڑھائی کو خیرباد کہہ دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ کی یونیورسٹیوں میں غیر ملکیوں کی ایک بڑی تعداد کو آسانی سے داخلہ مل جاتا ہے۔

امریکہ کی معاشرتی حالت

نوجوان نسل کا سب سے بڑا مسئلہ منشیات کا وسیع پیمانے پر استعمال ہے۔ امریکی نوجوانوں کی ایک بہت بڑی تعداد منشیات استعمال کرتی ہے اوراس طرح آہستہ آہستہ اپنے آپ کو موت کے گھاٹ اتار رہی ہے اور یہ مسئلہ روز بروز شدت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ اس مسئلے کی شدت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ امریکہ منشیات پیدا کرنے والے ملکوں سے باقاعدہ دشمنی پر اتر آتا ہے اوران کے خلاف باقاعدہ جنگ کرنے کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔ پانامہ پر امریکہ کا حملہ اور جنرل نوریگا کی گرفتاری اس کی ایک جدید ترین مثال

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

ہے۔ پاکستان کے ساتھ نزاع کی وجوہات میں بھی نیوکلیئر مسئلے کے بعد اسی مسئلے کا نمبر آتا ہے۔ آخر منشیات پر اتنا سخت کنٹرول کیوں کیا جاتا ہے؟

ایک ایسے ملک میں جہاں آزادی اظہار اور آزادی عمل کا اتنا زیادہ پرچار کیا جاتا ہو، وہاں منشیات کے استعمال کرنے پر قدغن کیوں ہے؟ جہاں شراب نوشی اور دیگر برائیاں اس قدر عام ہوں، وہاں منشیات کے خلاف اتنی بھرپور مہم کیوں چلائی جاتی ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ امریکی نوجوانوں کی کثیر تعداد منشیات کے استعمال کی وجہ سے عملی طور پر عضو معطل بن چکی ہے۔ دوسرے لفظوں میں وہ اب کسی کام کے نہیں رہے۔ جس کے باعث کام کرنے والوں کی تعداد کم اور بے کاروں کی تعداد زیادہ ہو رہی ہے۔ جس سے امریکی معیشت اور معاشرت کو نقصان ہو رہا ہے۔ جرائم میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے اور معاشرتی بے چینی پھیل رہی ہے۔

نوجوانوں کی اس تباہی کی بڑی وجہ امریکہ کا معاشرتی نظام ہے۔ جہاں لاکھوں بچوں کو پیدائش کے بعد ماں کی ممتا نہیں ملتی یا ان کے سر پر باپ کا سایہ نہیں ہوتا اور جن بچوں کو خوش قسمتی سے ماں اور باپ دونوں میسر ہوں، ان کے ماں باپ بھی ان کو زیادہ وقت نہیں دیتے اور وہ ماں باپ کے ہوتے ہوئے بھی ان کی محبت سے محروم رہتے ہیں اور پندرہ سولہ سال کی عمر میں ان کے والدین ویسے ہی انہیں چھوڑ دیتے ہیں یا وہ خود ہی گھر سے بھاگ جاتے ہیں۔ ایک ایسا بچہ جس کے والدین غیر شادی شدہ ہوں یا اگر شادی شدہ ہوں تو ان میں طلاق ہو چکی ہو اور ان دونوں نے دوسری شادیاں کر لی ہوں، اس کی پرورش کیسے صحیح طریقے سے ہو سکتی ہے اور جب وہ جوانی کو پہنچے، جہاں اس کے کردار کی نشوونما ہوتی ہے اور جہاں اس کی سب سے زیادہ دیکھ بھال ہونی چاہیے، اسے آزاد چھوڑ دیا جاتا ہے تو پھر وہ کیسے بے راہروی کی طرف نہ بھٹکے گا اور کیسے منشیات کی طرف مائل نہ ہو گا جب

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

کہ اس کو روکنے ٹوکنے والا ہی کوئی نہیں۔

امریکہ کا دوسرا بڑا مسئلہ جرائم کی بڑھتی ہوئی تعداد ہے۔ اخلاقیات اور معاشرتی اقدار سے عاری معاشرے میں جرائم نہیں بڑھیں گے تو اور کیا ہوگا؟ حالت یہ ہے کہ نیویارک میں آٹھ بجے کے بعد کوئی اکیلا نہیں نکلتا اور جو نکلتا ہے، وہ بغیر کسی ''واقعہ'' کے واپس نہیں آتا۔ پچھلے دنوں خبر آئی تھی کہ امریکہ میں ایک شخص نے باری باری تیرہ انسانوں کو اغواء کیا اور آری سے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے فریزر میں رکھ لئے اور اس کے پڑوسیوں کو ان سنگین وارداتوں کا پتہ ہی نہ چلا۔ ایک سپر پاور میں اس نوعیت کے جرائم کا ہونا حیرت اور افسوس کی بات ہے۔

جرائم کا مسئلہ اتنا سنگین ہے کہ ابھی حال ہی میں امریکہ جیسے مہذب ملک میں کئی جرائم پر سزائے موت کا اطلاق کیا گیا ہے تاکہ جرائم پر قابو پایا جا سکے۔ خود امریکی حکومت کے مطابق خلیج کی جنگ کے دوران اتنے امریکی جنگ میں نہیں مرے، جتنے امریکہ کی گلیوں میں مرے ہیں۔ کسی بھی معاشرے میں جرائم کی اتنی کثیر تعداد میں ہونا اس معاشرے کے زوال کی علامت ہوتا ہے اور وہ معاشرہ زیادہ عرصہ تک سپر پاور نہیں رہ سکتا۔

امریکہ کا تیسرا مسئلہ یہودیوں کا ہے۔ اس قوم کی خصلت ایسی ہے کہ جس ملک میں جاتی ہے، وہاں کی اقتصادیات اور معاشیات کو اس طرح اپنے شکنجے میں کس لیتی ہے کہ وہ ملک چاہے بھی تو ان کے جال سے نہیں نکل سکتا۔ امریکہ کی بھی یہی صورت حال ہے اور یہودی امریکہ کی معاشی زندگی پر بری طرح چھائے ہوئے ہیں۔ ان کی لابی اس قدر مضبوط ہے کہ کوئی امیدوار ان کی حمایت کے بغیر امریکہ کا صدر نہیں بن سکتا اور کوئی صدر ان کی مخالفت مول لے کر اپنے عہدے پر برقرار نہیں رہ سکتا۔

اپنی انہی خصلتوں کی وجہ سے وہ امریکہ کے عوام سے نفرت کرنا شروع کر دیتے

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

ہیں۔ امریکی عوام میں بھی یہودیوں سے نفرت کا جذبہ پیدا ہو رہا ہے (جس کی مثال نیویارک میں ہونے والے سیاہ فاموں اور یہودیوں کے درمیان فسادات کی صورت میں سامنے آئی ہے) اور جلد یا بدیر وہاں بھی کوئی ہٹلر پیدا ہوگا جو یہودیوں کو مار مار کر اپنے ملک سے نکال دے گا یا اگر ہٹلر نہ پیدا ہوا تو امریکی عوام یہودیوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہو سکتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں امریکہ یہودیوں کے انتقام کا نشانہ بن سکتا ہے، جس طرح یہودی امریکہ کی معاشیات پر چھائے ہوئے ہیں، وہ اگر چاہیں تو امریکہ کا سارا نظام تلپٹ کر سکتے ہیں یا اگر وہ امریکہ کو خالی بھی کر گئے تو بھی امریکہ سے تجربہ کار اور کاروباری عقل رکھنے والے افراد ختم ہو جائیں گے اور امریکہ کی اقتصادیات جو پہلے ہی بحران کا شکار ہے، تباہ ہو جائے گی۔

امریکہ کا چوتھا اندرونی مسئلہ وہاں کے معاشرے کا متنوع الاقوام ہونا ہے۔ امریکہ کے معاشرے کی بنیاد ہی مختلف قوموں کے ملاپ سے بھری پڑی تھی۔ اس کے بعد بھی اب تک دنیا کے ہر ملک سے لوگ امریکہ میں نقل مکانی کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں۔ جس کے نتیجے میں امریکہ میں ہر رنگ، ہر نسل، ہر قوم اور ہر مذہب کے لوگ آباد ہو گئے ہیں۔ ایک ترقی پذیر معاشرے کا متنوع الاقوام ہونا تو اس معاشرے کے لئے اچھا ہوتا ہے اور مختلف اقوام کے افراد اپنی اپنی صلاحیتوں کے مطابق اس معاشرے کی ترقی میں اپنا حصہ ڈالتے ہیں (امریکہ کی ترقی میں اس کے معاشرے کی اس خصوصیت کا بھی بڑا ہاتھ ہے) لیکن ایک زوال پذیر معاشرے میں جہاں وسائل میں کمی آ رہی ہو، وہاں پر یہی خصوصیت ایک خرابی بن جاتی ہے۔ ایسے معاشرے میں مختلف گروپوں میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ وسائل پر قبضہ کرنے کی کشمکش میں لگ جاتے ہیں اور چونکہ وسائل کم ہوتے نظر آتے ہیں، اس لئے ہر ایک کو پورا حصہ نہیں ملتا اور وہ ایک دوسرے کو اس کا ذمہ دار سمجھتے ہیں

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

اور اس طرح تمام قوموں میں کشیدگی پیدا ہو جاتی ہے۔ باہمی نفرت کی اس فضا میں معاشرے کے زوال کا عمل اور تیز ہو جاتا ہے۔ یہی کچھ امریکہ کے معاشرے میں بھی ہو سکتا ہے اور اس کے زوال کا عمل تیز ہو سکتا ہے۔

امریکہ کی خارجی سیاست

اگر امریکہ کے خارجی معاملات کا جائزہ لیا جائے اور عالمی سیاست پر نظر ڈالی جائے تو نظر آتا ہے کہ امریکہ دنیا میں اپنی چودھراہٹ قائم کرنا چاہتا ہے۔ جو اس کے اتحادیوں کے لئے بھی قابل قبول نہیں اور ان میں اس کے خلاف ردعمل پیدا ہو رہا ہے۔ اگر امریکہ نے دنیا پر اپنا حکم چلانے کی روش جاری رکھی تو دنیا کے تمام ممالک اپنے اپنے علاقوں میں چھوٹے چھوٹے بلاک بنالیں گے اور آئندہ چند برسوں میں دنیا میں ایک یا دو نہیں کئی بلاک بنیں گے جن کا دائرہ کار اپنے اپنے علاقے تک محدود ہوگا اور دنیا سے امریکی چودھراہٹ کا خاتمہ ہو جائے گا۔

یورپ میں اقتصادی تعاون کے بعد اب سیاسی اور دفاعی تعاون کے امکانات روشن ہیں اور یہ تعاون بڑھتے بڑھتے ایک کنفیڈریشن یا ایک مضبوط بلاک کی صورت اختیار کر سکتا ہے۔ جس کی قیادت تین ملکوں میں سے کسی ایک کے پاس ہوگی۔ جرمنی، فرانس اور برطانیہ، غالب امکان اس بات کا ہے کہ جرمنی یورپ کی قیادت سنبھالے گا۔ کیونکہ آج کل وہی ملک بڑی طاقت بن سکتا ہے جو فوجی اور اقتصادی ہر دو اعتبار سے طاقتور ہو۔ برطانیہ نہ فوجی لحاظ سے یورپ میں سب سے طاقتور ہے نہ اقتصادی لحاظ سے۔ دوسری طرف فرانس فوجی لحاظ سے طاقتور ضرور ہے لیکن اس کی اقتصادیات کمزور ہیں اور ان کا دارومدار سیاحت اور فیشنز پر زیادہ ہے اور صنعت پر کم۔ جس کی وجہ سے فرانس کی صنعتی بنیاد کمزور ہے جبکہ جرمنی

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

اقتصادی لحاظ سے تو طاقتور ہے ہی اس میں فوجی لحاظ سے طاقتور بننے کی صلاحیتیں بھی موجود ہیں۔ کیونکہ جرمنی یورپ میں سب سے زیادہ آبادی والا ملک ہے اور جرمن یورپ میں سے زیادہ قوم پرست اور محنتی ہیں۔ اس کے علاوہ جرمنی کے پاس نیٹو اور وارسا پیکٹ دونوں کا جدید ترین اسلحہ اور ٹیکنالوجی موجود ہے۔ جرمنی کے یورپ کی قیادت سنبھالنے سے یورپ سے امریکی اثر ختم ہو جائے گا۔

دوسری طرف ایشیاء میں جنوبی ایشاء اور مشرقی ایشیاء میں امریکی اثر کم ہو رہا ہے۔ ایران اور پاکستان کے بعد جنوبی کوریا، جاپان اور فلپائن میں بھی امریکی اثر چند سال پہلے کی نسبت کم ہو رہا ہے۔ جب کہ ہانگ کانگ تو اب چین کا حصہ بننے لگا ہے۔ حالات کچھ ایسے ہیں کہ چین کے لئے ایشیاء کی سیاسی قیادت سنبھالنے کے امکانات روشن ہو رہے ہیں۔ علاقے میں صرف ایک ہی ملک ایسا ہے جہاں امریکی اثر بڑھ رہا ہے اور وہ ہے بھارت اور بھارت ایک ایسا ملک ہے جو چین کے راستے میں مزاحمت بھی کر سکتا ہے۔ غالباً اسی لئے امریکہ نے بھارت کو فوجی اقتصادی اور سیاسی امداد دینی شروع کر دی ہے تا کہ اسے چین کے مقابلے میں کھڑا کیا جا سکے لیکن جو سیاسی شکست و ریخت بھارت میں ہو رہی ہے اور مستقبل قریب میں جو جغرافیائی شکست و ریخت ہوگی، اس کے تناظر میں بھارت اب کسی مزاحمت کے قابل دکھائی نہیں دیتا۔ یوں جنوبی اور مشرقی ایشیا کا علاقہ چین کے لئے صاف ہے۔ ایشیاء میں امریکی اثر صرف مشرق وسطیٰ تک محدود ہو جائے گا لیکن اگر پاکستان، ترکی اور موجودہ افغان حکومت اپنا ایک بلاک بنالیں اور عرب ملکوں کو بھی اس میں شامل کرنے کی کوشش کریں تو پھر مشرق وسطیٰ میں بھی امریکی مفادات کو شدید دھچکا پہنچے گا اور غالب امکان ہے کہ مشرق وسطیٰ سے امریکی اثرات تقریباً ختم ہو جائیں۔

(از ماہنامہ ''الفاروق'' کراچی دسمبر ۱۹۹۴ء)

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

اس داخلی، اقتصادی، معاشرتی اور اخلاقی صورت حال کے بعد امریکہ کس منہ سے دنیا کے سامنے نیو ورلڈ آرڈر پیش کر رہا ہے۔ جو ملک خود اپنی معاشی اور اخلاقی بالادستی ثابت نہیں کر سکتا، اس کا پوری دنیا کے لئے عالمی اثر و نفوذ کا دعویٰ کرنا مضحکہ خیز ہے۔ جو ملک اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل نہ کرا سکا، اپنے حلیفوں کے معیار پر پورا نہ اتر سکا، صرف اپنی طاقت کے بل بوتے پر کمزور ممالک کو زیر کرنے کے لئے کیونکر نیا عالمی نظام پیش کر سکتا ہے۔

بش کے نیو ورلڈ آرڈر کے چھ نکات

۱۔ دنیا کے ہر ملک کو اپنی جغرافیائی سرحدوں سے زیادہ فوجی رکھنے کی اجازت نہ دی جائے۔

۲۔ کسی بھی ملک کو اپنی دفاعی قوت بڑھانے کے لئے اقوام عالم کی رضامندی لازمی ہوگی۔

۳۔ ایٹمی ہتھیار ممکنہ حد تک ختم کر دیئے جائیں۔

۴۔ کسی ملک میں سیاسی دائرہ کار سے متعلق کوئی تبدیلی جمہوری طریقوں سے ہٹ کر نہ لائی جائے۔

۵۔ حکومتوں کے لئے پارلیمانی صدارتی نظام کے طریقہ کار کی تبدیلی عوام کی مرضی سے کی جائے۔

۶۔ تجارت کی بین الاقوامی مارکیٹیں اور مراکز پر کسی قسم کا تسلط نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ ان میں ہر ایک کو آنے جانے کی آزادی ہونی چاہیے۔ ان میں فیصلہ کن حیثیت اقوام متحدہ کی مرضی سے حاصل کی جائے۔

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

امریکہ کے نئے عالمی نظام کا حاصل یہ ہے کہ مغربی دنیا یہ چاہتی ہے کہ پوری دنیا سے دفاعی قوت بڑھانے کا اختیار چھین لیا جائے۔ تاکہ اس کی خلاف ورزی کا بہانہ بنا کر جس ملک کی امداد بند کرنا چاہے، بند کردے۔ جس کو چاہے، دہشت گرد قرار دے دے جب کہ اس عالمی نظام کو پیش کرنے سے پہلے اسرائیل اور بھارت کے بارے میں امریکہ کو اپنے طرز عمل کو تبدیل کرنے کا اعلان کرنا چاہیے۔

امریکہ اسرائیل کی ایٹمی صلاحیت کو دن رات بڑھاتا رہے۔ بھارت سے دفاعی معاہدہ کر کے نئے نئے ہتھیار پاکستان کے خلاف استعمال کرنے کے لئے روانہ کرتا رہے اور چھوٹے ملکوں کے لئے نئے سے نئے نظام کا راگ الاپتا رہے۔ تو یہ یکطرفہ پابندی اور ہٹ دھرمی کا راستہ ہوگا۔

نیو ورلڈ آرڈر کے بعد سب سے پہلے پاکستان کی امداد بند ہوئی

ہمیں افسوس ہے کہ پاکستان کے حکمرانوں نے سب سے پہلے امریکی نیو ورلڈ آرڈر کو خوش آمدید کہا جب کہ ان قوانین کا سب سے پہلے اطلاق ہی پاکستان پر کیا گیا کہ اس کی امداد بند کر دی گئی اور اسے دہشت گرد قرار دینے کے لئے کانگرس اور مختلف کمیٹیوں کی سفارشات نے کام شروع کر دیا۔ امریکہ نے اس نیو ورلڈ آرڈر کے ذریعے تجارتی منڈیوں میں آنے جانے کی آزادی کا اعلان کر کے بین الاقوامی منڈیوں کا کنٹرول اپنے ہاتھوں میں رکھنے کا جال پھینکا۔ خود امریکہ سے پابندی کا آغاز ہوا تاکہ خلیج کی منڈیوں کو کنٹرول کیا جاسکے۔

ناظرین کو یہ بات فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ امریکہ کو ایسے دور میں جب کہ

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

ایک سپر طاقت پاش پاش ہو چکی ہے اور خود کئی قسم کی مشکلات سے گھرا ہوا ہے، نیو ورلڈ آرڈر پیش کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ عالمی تناظر میں دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوگا کہ ایک طرف تو امریکہ صنعتی میدان میں جاپان، کوریا اور چین سے پیچھے رہ گیا ہے، دوسری طرف جنگ ۱۹۷۵ء کی ویت نام میں شکست مشرقی اور مغربی جرمنی کا اتحاد، مشرقی یورپ میں تبدیلیوں نے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ اب امریکہ بھی روبہ زوال ہے اور اتنی بڑی طاقت ہونے کے باوجود تنہا اپنی مرضی مسلط کرنے کے قابل نہیں رہا۔ اس نے سوچا کہ اب ہتھیاروں کی روک تھام اور اقتصادی پابندیوں کے عنوان سے دنیا کو دفاعی اور اقتصادی اعتبار سے اپنے قبضہ میں لیا جائے۔ یہاں اس بات کو بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا کہ دنیا بھر کی مسلم اور غیر مسلم اقوام میں آئے دن آزادی کا شعور بلند ہوتا جا رہا ہے۔ مختلف علاقوں اور ملکوں میں اپنے تشخص اور سالمیت کے لئے چلنے والی تحریکوں کے نتیجے میں قومیں خود بخود آزادی حاصل کرتی جا رہی ہیں۔ اس لئے ایسے موقع پر نیو ورلڈ آرڈر میں یہ شق رکھی گئی کہ کسی بھی ملک میں سیاسی اور جغرافیائی تبدیلیاں بین الاقوامی کمیونٹی کی مرضی کے بغیر نہ ہوں تاکہ آزادی کی تحریکوں کو دبایا جا سکے۔ چنانچہ امریکہ نے نظام بدلنے کا اعلان کر کے دراصل اپنی ساکھ کھو جانے کے خطرے کو ٹالنے کا نہایت خوبصورت اعلان نیو ورلڈ آرڈر کے ذریعے کیا۔۔۔

کیونکہ دنیا بھر کے ممالک میں فلاح و بہبود اور سالمیت کے لئے قائم ہونے والے عالمی ادارہ اقوام متحدہ کے چارٹر میں نیو ورلڈ آرڈر کی تمام شقیں پہلے سے موجود ہیں اور اگر امریکہ ہی نے تنہا انہی شقوں کو دوبارہ نئے عالمی نظام سے پیش کرنا تھا تو اقوام متحدہ کی ضرورت ہی کیا باقی رہ جاتی ہے۔

اقوام متحدہ کی موجودگی میں نئے چارٹ کا اجراء، دنیا کے تمام ممالک کی توہین

ہے۔ نہ صرف یہ کہ استعماریت کی بدترین مثال ہے بلکہ امریکی جمہوریت کے تقاضوں کے بھی منافی ہے۔ ہم گذشتہ سالوں میں امریکہ کا کردار ملاحظہ کر رہے ہیں کہ اپنے ہی نیو ورلڈ آرڈر کی دھجیاں اس نے کس طرح بکھیری ہیں۔

اپنے ہی آرڈر کی دھجیاں امریکہ نے کس طرح بکھیری ہیں۔

اسرائیل پر اس نئے عالمی نظام کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اسے عربوں کے نئے آستین کے سانپ کے طور پر پالا جا رہا ہے۔ اس کو ایٹمی ہتھیاروں کی سپلائی جاری ہے۔ دوسری طرف جنوبی ایشیاء کے لئے پاکستان اور چین کو دبا کر بھارت کو آگے لایا جا رہا ہے، اسے اربوں ڈالر کی امداد دی جا رہی ہے۔ چین نے پاکستان اور الجزائر کے ساتھ جدید اسلحہ اور میزائل دینے کا جو معاہدہ کیا ہے، امریکہ کا اصرار ہے کہ اسے منسوخ کیا جائے جب کہ دوسری طرف اس وقت بھارت اور اسرائیل سے دفاعی معاہدہ کی پابندی اٹھائی جا رہی ہے۔

امریکہ نیو ورلڈ آرڈر کے ذریعے اگر واقعی دنیا میں قیام امن کا دعویدار ہے تو اسے اپنے عمل سے یہ تضاد ختم کرنا ہوگا ورنہ دنیا کے سوا ارب مسلمانوں کے تمام خدشات درست ثابت ہوں گے کہ امریکہ نے گہری چال اور سازش کے تحت مسلمانوں کی قوت کو ختم کرنے اور اسرائیل و بھارت کو تقویت پہنچانے کے لئے نیو ورلڈ آرڈر کا اعلان کیا ہے۔

خلیج کی جنگ میں ہمارا شروع سے ہی یہ موقف رہا ہے کہ عراق نے کویت پر قبضہ کر کے ظالمانہ کارروائی کی۔ اس سلسلے میں عالم اسلام بالخصوص سعودی عرب اور پاکستان کا موقف درست تھا لیکن صدام کی نادانی نے جہاں ایک طرف عرب ممالک کو امریکہ کا حلیف بنایا وہاں امریکہ نیو ورلڈ آرڈر کے ابتدائیہ کے طور پر خلیجی میدان میں نئے عالمی نظام کی پہلی مشق کی ہے۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

حل طلب سوالات

(۱) دنیا کی سکیورٹی، سلامتی اور امن عامہ کے قیام کے نام پر پیش کئے جانے والے ''امریکی نیوورلڈ آرڈر'' کا اصل چہرہ یا دوسرا رخ کیا ہے؟ اور پوری دنیا پر امریکی تسلط و اقتدار کیلئے کی جانے والی ان کوششوں کے پس پردہ اصل حقائق کیا ہیں؟ مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی معروضات سے نتائج اخذ کر کے وضاحت کیجئے۔

(۲) کیا امریکہ کے داخلی وخارجی حالات، معاشی واقتصادی صورتحال، سیاسی ومعاشرتی معاملات اس بات کے متحمل ہیں کہ وہ دنیا کی سکیورٹی کی ذمہ داری اٹھا سکے یا محض اپنی گرتی ہوئی معیشت کو سنبھالا دینے کیلئے دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر دنیا کے وسائل پر قبضہ کرنے کا خواہاں ہے۔

پوشیدہ حقائق سے نقاب کیسے اٹھتا ہے؟ تحریر کریں۔

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

چھٹا باب

دنیا بھر کے مسلمانوں کی مظلومیت
اور امت مسلمہ کی ذمہ داری

مسلم ممالک عالمی استعمار کے زنجیروں میں جاں بلب ہیں

بیچاری مسلم امہ کہاں کہاں زبردستی کا شکار ہے، المیہ یہ ہے کہ وسائل میں کوئی کمی نہیں، قوت اور آبادی کی ایسی وسعت پہلے کبھی میسر نہیں آئی۔ تیل کی دولت سے مالا مال ہونے کے باوجود سونے کی کانوں اور ذخائر کے ہوتے ہوئے، ربڑ اور عالمی گزرگاہوں کا مالک ہو کر بھی مسلمان ذلت ورسوائی کا شکار ہے، سوا ارب کے قریب مسلمانوں کے قدرتی ذخیرے بھی مغرب کے زیر استعمال ہوں، عربوں کی کھربوں ڈالر کی دولت سے امریکہ، برطانیہ اور فرانس کے بنک لدے ہوئے ہوں، برآمدات او درآمدات میں بھی ملت اسلامیہ پہلے نمبر پر ہو، مگر کبھی اس کی لاشیں وادئ کشمیر میں تڑپ رہی ہیں، کبھی یہ دریائے نیلم کے خروش میں پانی کی جگہ خون بہا رہا ہے۔

الجزائر کی حالت

الجزائر میں نفاذ شریف کے لئے ۹۴ فیصد ووٹ دے کر بھی قرآن وسنت کے گلشن سے محروم کر دیا گیا۔ کبھی اس کی بیٹیوں کی خاک فلپائن میں اڑ رہی ہے، کبھی اسے برما کے زندانوں میں تہ تیغ کیا جارہا ہے، کبھی اری ٹیریا اور قبرص میں بے یارومددگار پڑا ہے، کبھی اس کی آہیں بابری مسجد کی شہادت پر بلند ہو رہی ہیں اور کبھی البانیہ کی خاک چھان رہا ہے۔۔۔ کبھی افغانستان میں روس کو نکالنے کے باوجود باہم دست وگریباں ہے اور دور دور تک کوئی محمد بن قاسمؒ، محمود غزنویؒ یا طارق بن زیادؒ دکھائی نہیں دیتا۔

جمہوریہ اراکان کی کیفیت

جنوب مشرقی ایشیاء میں واقع جمہوریہ اراکان جو بدھوں کی برمی حکومت کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے، آج کل بے پناہ مصائب سے دوچار ہے۔ گذشتہ سالوں میں ایسے بیسیوں واقعات پیش آئے جن کے مطابق مسلمانوں کو زندہ جلا کر ان کی راکھ سمندر میں بہا دی گئی ہے۔ اجتماعی تباہ کاری میں جو باقی بچے انہیں جانوروں کی طرح ہانک کر جنگلوں میں دھکیل دیا گیا تاکہ وہ فاقہ کشی سے تڑپ تڑپ کر جان دے دیں اور اراکان کا علاقہ مسلمانوں کے وجود سے پاک ہو جائے۔ ۱۹۴۲ء سے لے کر ۱۹۹۲ء تک ریاست اراکان کی چار سو مسلم بستیوں کو تباہ کیا گیا، نوے ہزار مسلمان آخری چند سالوں میں شہید کئے گئے۔ اپریل ۱۹۹۱ء میں جب سرحدی تنازعہ کے باعث اراکان کے مسلمانوں نے بیس ہزار مسلمانوں کی شہادت کے بعد علاقے کو خیرباد کہنا شروع کیا تو حکومت بنگلہ دیش سے مخاصمت کے نتیجے میں صرف ایک دن میں تین سو نوجوانوں کو اجتماعی موت کی نیند سلا دیا

گیا۔اس وقت برما کا پورا ملک مارشل لاء کا منظر پیش کر رہا ہے۔ یہاں کا مسلمان بھوک اور افلاس سے تنگ آ کر غیر اسلامی نظریات اپنانے پر مجبور ہے، مقبوضہ اراکان میں مسلمانوں کی حالت اس سے بھی زیادہ ناگفتہ بہ ہے۔

صومالیہ کی مشکلات

صومالیہ اس وقت قحط اور بھوک کی مشکلات میں گھرا ہوا ہے، یہاں کے مسلمان فاقہ کشی سے ہزاروں کی تعداد میں تڑپ رہے ہیں۔ عالم اسلام کی دولت پوری ملت اسلامیہ کا حق ہے۔سوڈان پر بنیاد پرستی کے فروغ کا الزام لگا کر امریکہ نے اپنی فوجیں صومالیہ میں داخل کر دی ہیں، ابتداء میں امریکہ بوسنیا کے مسلمانوں کے لئے تو فوجیں نہیں بھیج سکا، لیکن اسلام کے فروغ اور بنیاد پرستی کا بہانہ بنا کر صومالیہ میں امریکی فوجیں اتار چکا ہے۔ عالم اسلام کو چاہیے اس وقت سوڈان اور صومالیہ کو امریکی فوجوں سے محفوظ کر کے ان کی معاشی اور اقتصادی امداد کی جائے، خلافت کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے سوڈان کی آزادی کو سلب کرنے اور امداد کے بہانے صومالیہ پر اپنا اثر ورسوخ جما کر اسے ہمیشہ کے لئے غلام بنانے والے امریکہ کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے۔

اسلام سے امت مسلمہ کی وابستگی اور مسلمانوں کی طرف سے اسلامی قومیت کے تشخص کو اجاگر کرنا ایک ایسا جرم ہے۔ جس کی سزا بنیاد پرستی کا ہوا اور ایٹمی ہتھیار روکنے کا واویلا کر کے دی جا رہی ہے۔ دنیا میں جوں جوں مسلم قومیت کا تشخص ابھرتا جائے گا توں توں استعمال قوتوں کا جینا حرام ہو جائے گا۔

مغربی قومیں ہر دکھ اٹھا سکتی ہیں لیکن کسی طرح بھی ان کے ہاں اسلامی معاشرت و تہذیب گوارا نہیں، یورپی علاقوں کے ورغلانے سے جب مسلمانوں نے سلطنت عثمانیہ

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

سے بغاوت کی اس وقت سے لے کر آج تک مسلمانوں نے ایسی سزا پائی ہے کہ اب مسلمان اپنے تمدن سے علیحدہ ہونے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔

بابری مسجد کا انہدام

بابری مسجد کے سانحہ نے آزاد خیال مسلمانوں کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ مغربی اقوام، انگریز اور ہندو جتنی بھی ترقی کر جائیں، چاند اور ستاروں کو مسخر کر ڈالیں ان کے ذہنوں میں مسلم امہ سے دشمنی اور اسلامی تہذیب سے عداوت نکل نہیں سکتی۔

اسلام اعتدال کا راستہ اختیار کرتا ہے اور اپنے پیروکاروں کو حکم دیتا ہے کہ انتہا پسندی سے گریز کیا جائے، خلافت کا یہ بنیادی اصول ہے کہ رواداری اور دوسروں کے جذبات کا احترام لازمی ہے۔ مسلمان کبھی تشدد اور دہشت گردی کی حمایت نہیں کر سکتا، لیکن مغربی قوموں کے دوہرے معیار نے مسلم امہ کو مایوس کیا ہے۔

کشمیر اور بوسنیا کے مظلوم

اگر کویت پر ناجائز قبضہ جرم تھا اور یقیناً جرم ہے تو اب بھی ناجائز قبضہ فلسطین اور کشمیر پر برقرار ہے، بوسنیا کی زمین ایسے ظلم کا پتہ دے رہی ہے اس قبضہ کو بھی ویسا ہی جرم قرار دیا جانا چاہیے۔ اگر بعض مسلمانوں کے تشدد کی مذمت کی جاتی ہے تو ارض فلسطین اور کشمیر میں اس سے کہیں زیادہ مظالم پر خاموشی کیا معنی رکھتی ہے؟ ہندوستان کے مسلم کش فسادات اور بابری مسجد کے انہدام پر سرد مہری کہاں کی جمہوریت پسندی ہے، آمرانہ طرز حکومت برا ہے تو اسے ہر جگہ برا ہونا چاہیے، کسی جگہ امریکہ آمریت کی حمایت کرتا ہے کہیں اسے ہدف تنقید بناتا ہے، کیا منافقت اس کے علاوہ کسی اور چیز کا نام ہے؟

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

ترکی قبرص کی حالت

جب تک قبرصیوں کو ہر طرح کے تعصب کا نشانہ بنایا گیا حتیٰ کہ ان کا وجود ختم کرنے کی کوشش کی گئی تو یہاں برطانوی حکومت جن کا وہاں فوجی اڈاہ تھا، خاموش تماشائی بنی رہی۔ جب ترکی نے دوسرے ضامن کے طور پر اپنا حق استعمال کیا تو مغرب میں قیامت برپا ہوگئی۔

بنیاد پرستی کی اصطلاح کیوں ایجاد کی گئی

بنیاد پرستی کی اصطلاح واضح طور پر عیسائیت کے مذہب کی طرف سے سٹیٹ میں عدم مداخلت کے موقع پر ایجاد کی گئی، مغرب کی قدیم تاریخ میں بھی یہ اصطلاح انجیل کے حواریوں کے لئے استعمال کی جاتی تھی۔ ان لوگوں کی طرف سے نہ صرف ذاتی سیرت و کردار مسیحی اخلاقیات پر ہونا چاہیے بلکہ ان کے ہاں ذاتی اور اجتماعی زندگی عیسائیت ہی کے دم قدم سے قائم ہے۔ ان کے مخالفین نے انہیں انتہا پسند اور جنونی قرار دے کر بنیاد پرست کو منفی معنی میں استعمال کرنا شروع کیا۔ چنانچہ اس واضح مسیحی اصطلاح کو مسلمانوں پر چسپاں کر کے اسلام کو قابل تفریق بنانے کی سازش کی گئی۔ کیونکہ اسلام میں روحانی اور دنیوی زندگی میں کوئی دوری نہیں۔ سیاست اور مذہب ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں، ہر مسلمان انفرادی اور اجتماعی طرز زندگی کا علمبردار ہے۔ حکومت کے معاملات میں مداخلت اور طرز حکومت میں مذہب اور شریعت کی شرکت مسلمانوں کے عقائد میں شامل ہے۔۔۔ یہاں عیسائیوں کی طرح مذہب انسان کا صرف ذاتی معاملہ ہی نہیں بلکہ یہ زندگی کے تمام مسائل کا تصفیہ کرتا ہے۔۔۔ مغربی قومیں بنیاد پرستی کی اصطلاح میں بھی مسلمانوں سے اپنے اندرونی بغض کو چھپا نہ سکیں۔

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

حل طلب سوالات

(۱) اس باب میں مصنف رحمہ اللہ نے دنیا بھر کے مسلمانوں کی مظلومانہ زندگی اور ناگفتہ بہ حالتِ زار کو قارئین کے سامنے پیش کیا ہے تاکہ امت مسلمہ خواب غفلت سے بیدار ہو کر اس سلسلے میں فریضہ جہاد ادا کرے، امت مسلمہ کی اس حالت پر آپ کے احساسات کیا ہیں ان کا اظہار کیجیے۔

(۲) موجودہ باب میں امریکی سامراج اور مغربی استعماری طاقتوں کی امت مسلمہ کے حوالے سے جس منافقانہ طرز عمل اور دوہرے معیار کو اجاگر کیا گیا ہے اسے مثالوں کے ساتھ واضح کریں؟

(۳) بنیاد پرستی کے حوالے سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مغربی پروپیگنڈے کا جواب دیتے ہوئے مصنف رحمہ اللہ نے عیسائیت میں دین ودنیا کی جس تفریق کی طرف اشارہ کیا ہے کیا دین اسلام میں اس کی گنجائش موجود ہے؟ دنیا ودین کے بارے میں اسلام کے پیش کردہ جامع اور متحدہ نظامِ حیات پر روشنی ڈالیں؟

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

ساتواں باب

براعظم ایشیاء اور افریقہ میں انگریزی زبان کی بالادستی غلامی کا نتیجہ ہے

انگریزوں کی برصغیر میں آمد

۱۶۰۱ء میں برطانوی انگریزوں نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام سے برصغیر میں واسکوڈے گاما کے ذریعے پہلا قدم جمایا، تجارت کے نام سے آنے والی اس کمپنی نے آہستہ آہستہ تاجوری کا منصب پایا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد پورے برصغیر کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ لیا۔

برصغیر (پاک و ہند) جو کبھی مغل حکمرانوں اور مسلم بادشاہوں کے زیرِ نگین تھا، انگریزی تسلط سے آزادی کے لئے اسے خون کی ندیاں عبور کرنا پڑیں، لاشوں کے سمندر عبور کر کے موت کی وادیوں میں اترنا پڑا، برطانوی سامراج نے اقتدار پر براجمان ہوتے ہی ایک طرف مسلم تشخص کا خاتمہ کیا دوسری طرف عیسائی مبلغین کے ذریعے مذہب اسلام کی بیخ کنی کا آغاز کیا۔ جنگ پلاسی سے لے کر ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی اور اس کے پون صدی بعد تحریک ریشمی رومال (۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۹ء) کا پورا عہد مجاہدین آزادی کی داستان

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

خونچکاں سے عبارت ہے۔ کتنے علماء خنزیروں کی کھالوں میں بند کر کے دہلی کے چاندنی چوک سے خیبر تک لٹکائے گئے، کتنے زعماء کالا پانی اور مالٹا کے سنگلاخ سناٹوں میں نغمہ ہائے آزادی کے گیت گاتے ہوئے، جام شہادت نوش کر گئے، انگریز نے مسلم تشخص کے خاتمے کے لئے برصغیر کا نظام تعلیم تبدیل کرنے کے لئے جامع منصوبہ بندی کی۔ نصف صدی کا عرصہ نہ گزرا تھا کہ ۱۲۰۰ سال سے جاری اسلامی مدارس کا پورا ڈھانچہ تبدیل ہو کر رہ گیا۔ لارڈ مکالے کے نئے نظام تعلیم نے مسلمانوں کو مسٹر اور ملا میں تبدیل کر دیا، اس طرح حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے پیروکاروں کو دو تہذیبوں میں تقسیم کر دیا گیا۔

انگریزی اور دینی تعلیم دو واضح کلچر

ایک طرف مذہبی طبقہ تھا جو انگریزی تعلیم کی آلائشوں سے مذہبی اقدار کو محفوظ رکھنے کے لئے دنیوی تعلیم سے بھی تہی دست ہو گیا دوسری طرف انگریزی تعلیم کے پرستار مذہبی سکولوں سے بچتے بچتے اسلامیت سے بھی عاری ہو گئے، یہ دھما چوکڑی آج تک جاری ہے، مسٹر اور ملا کی اس آویزش نے مسلمانوں کو سر سید کی علی گڑھ یونیورسٹی اور دارالعلوم دیوبند کے دو نظریوں کا سزاوار بنا دیا۔ بالآخر ایک طبقے نے محمدی سکول آف تھاٹ کے ذریعے سارے کلچر اور اسلام کی پوری تہذیب کو انگریزی تمدن کے سانچے میں ڈھالنا شروع کر دیا، دوسری طرف اسلامی تعلیم گاہوں کے علماء اور مدبروں نے جدید تمدن کو اپنانے کی بجائے اپنی درسگاہوں میں علم ہندسہ، ریاضی، جدید سائنس، تاریخ کے وہ مضامین جو انگریزی عہد سے پہلے ۱۲۰۰ سال تک اسلامی مدارس کا حصہ تھے انہیں بھی قریب نہ پھٹکنے

دیا۔ مسلم علماء نے انتہائی ناگفتہ حالات میں دینی تشخص کو باقی رکھنے کے لئے جان جوکھوں میں ڈال کر غریب مسلمانوں کے چندوں اور افلاس کے دکھوں کے باوجود اسلامی تعلیم، اسلامی کلچر، اسلامی افکار، اسلامی عقائد اور اسلامی نظریات کو جوں کا توں باقی رکھا۔ یہاں اگرچہ مذہبی اقدار تو محفوظ ہوگئیں اور فتنۂ عالم کی بے شمار خامہ فرسائیاں بھی دین محمدی میں شگاف نہ ڈال سکیں۔ تاہم اس ساری جدوجہد کے نتیجے میں علماء اسلام سائنسی اور دنیوی تعلیم کے تمام زاویوں سے نابلد رہ گئے۔۔۔ اب (۱۹۹۵ء) میں معلوم ہوا کہ پاکستان کے تمام علماء کی نمائندہ تنظیموں کے فیصلے کے مطابق مدارس عربیہ میں بھی انگریزی اور سائنسی تعلیم کا اجراء عمل میں آیا ہے۔ تاہم مسلم سوسائٹی کو اس کے اثرات کے لئے ابھی دس سال مزید انتظار کرنا ہوگا۔ اسلام نے غیر قوموں کی زبانیں سیکھنے اور جدید فنون سے شناسائی کی وسیع پیمانے پر حوصلہ افزائی کی ہے۔۔۔ تاہم برصغیر پاک و ہند سمیت ایشیاء اور افریقہ کے تمام ملکوں میں انگریزی زبان کی بالادستی دراصل اس غلامی کا نتیجہ ہے جس کا طوق دوسو سال تک ان قوموں کے گلے میں پڑا رہا۔

انگریزی کلچر غلامی کا ترکہ ہے

مصر، ترکی کے علاوہ ــــــ تمام افریقی ممالک اور ساؤتھ پیسفک کے سات ملکوں میں آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، فیجی آئی لینڈ کی تمام ریاستیں برطانوی حکمرانوں کی باج گزار ہونے کی وجہ سے انگریزی زبان سے آراستہ رہی ہیں۔ بیسویں صدی کی آخری

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

دہائی میں انگریزی قوم کا فکری اور تمدنی رشتہ ہر ملک سے ختم ہوتا جا رہا ہے، لیکن انگریزی زبان کے فروغ میں اس کے آقاؤں کے تسلط اور برطانوی حکمرانوں کی ملک گیری اور جہانبانی کے دو سو سالہ کردار کو خصوصی مقام حاصل ہے۔ ہمارے ملکوں کا المیہ یہ ہے کہ یہاں کی پوری آبادی میں انگریزی غلامی نے ایک مراعات یافتہ جاگیردار طبقہ کو جنم دیا، جنہوں نے غداری کے بدلے میں بڑی بڑی جاگیریں پائیں۔ اس عنوان سے پاکستان برصغیر کا وہ خطہ ہے جہاں فیوڈل نظام کی نحوست ہر عہد میں قائم رہی ہے۔ غداری اور منافقت کا عوضانہ حاصل کر کے مسلمانوں ہی کے ایک طبقے نے انگریزی عملداری کو نہ صرف دوام بخشا بلکہ اس کے کلچر اور تمدن کو اسلام اور مسلم قومیت پر بالادستی عطا کی، پھر اسی بیمار ذہنیت نے قومی تعمیر اور ملکی ترقی کے لئے انگریزی زبان کو زینہ بنانا چاہا، جس پیغمبر ﷺ کے نام پر ملک حاصل کیا اس کی تعلیم اور تہذیب کو ثانوی حیثیت دے کر خود انگریزی تہذیب کے لباس سے آراستہ ہو گئے۔۔۔ اسلام کے نام پر حاصل کئے گئے ملک پاکستان کو ایسے ایسے حکمران میسر آئے جن کو اسلام کے ابتدائی کلمے سے ہی شناسائی نہ تھی، پاکستان کی وزارت قانون، وزارت خارجہ اور سپریم کورٹ کی سربراہی غیر مسلموں کو دی گئی جس سے قانون اور بیرون ملکی سفارتخانوں میں اسلامیت کے فروغ کی بجائے انگریزی عہد کا تمدن مسلط کر دیا گیا۔ ہم تو ۵۰ سال سے اپنے آقاؤں کے کلچر کو سہارا دیتے رہے اور ہم سے بہت بعد آزاد ہونے والی قوموں میں چین اور کوریا وغیرہ جدید ترقی میں اپنے سابقہ آقاؤں کا سہارا لینے کی بجائے اپنے قومی تشخص کے سہارے پوری دنیا پر چھا گئیں۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

انگریزی زبان کی بالادستی میں انگریز کی ذہنی غلامی نمایاں نظر آتی ہے

ہمارے ملک میں آج کسی بھی افسر، انجینئر، وکیل، ڈاکٹر سے گفتگو کریں آپ کسی بیوروکریٹ سے ہم کلام ہوں، کسی سی ایس پی اور پی سی ایس افسر سے بات چیت کریں تو وہ افسر اپنی گفتگو میں انگریزی کے زیادہ سے زیادہ الفاظ استعمال کرتا ہوا نظر آئے گا، ہماری قومی زبان اردو سرکاری حیثیت پانے کے باوجود دفتری زبان کیوں نہ بن سکی، اس لئے کہ ہمارے دماغوں پر انگریزوں کی بالادستی اور برطانوی کلچر کا ایسا رعب سوار ہے کہ ہم اس عیسائی زبان کے زیادہ سے زیادہ استعمال کو اپنی اعلیٰ تعلیم اور اعلیٰ تمدن کا نشان بنا رہے ہیں۔

ہمارے نظام تعلیم کا سارا ڈھانچہ آج بھی انگریزی نظام کا چربہ ہے۔ اگر غیر ملکی زبانوں کے ذریعے آپ نے اپنا تشخص بنانا ہے تو آپ کو جاپانی، روسی، چینی، جرمن اور فرانسیسی زبانوں سے کیوں نفرت ہے ان زبانوں سے اپنی نسل کو آراستہ کرنے کے لئے آپ نے اگلا قدم کیوں نہیں اٹھایا جو ممالک انگریزی ملکوں سے بھی سائنسی اور جدید ترقی میں بہت آگے نکل گئے ہیں۔ ان کی زبان آپ کو کیوں نہیں آتی؟

زبانوں کو سیکھیں مگر کلچر قربان نہ کریں

اس عنوان پر زیادہ گفتگو کرنے کی بجائے ہم چاہتے ہیں ہمیں جزوی طور پر دنیا کے مختلف ممالک کی زبانیں ضرور سیکھنی چاہئیں، لیکن ہمیں اپنی قومی اور ملکی زبان ہی کو سب

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

سے زیادہ اہمیت دینی چاہیے، اس سے آگے ہمیں خدا اور اس کے رسول ﷺ کی زبان عربی کو فروغ دینا چاہیے۔ عربی کو اگر چہ اب بین الاقوامی حیثیت حاصل ہوگئی ہے لیکن ہم اردو کو یہ مقام نہ دلوا سکے۔

مسلمانوں کو جدید عہد کے ہر چیلنج کا جواب دینے کے لئے پرانے آقاؤں کی بالا دستی کا تصور ختم کر کے زبان کے معاملے میں بھی قومی تشخص کو فروغ دینا چاہیے۔

میں نے کسی روسی، جاپانی، جرمن، فرانسیسی اور چینی کو انگریزی زبان سے مرعوب نہیں دیکھا، وہ لوگ اپنی اپنی زبانوں ہی کے ذریعے ترقی کی منزلوں کو عبور کر رہے ہیں اور ایک ہم ہیں ------ کہ اپنے پرائمری سکولوں میں بھی قومی زبان کی بجائے غیر ملکی آقاؤں کی بالا دستی کا راگ الاپ رہے ہیں ------ ہم مسلمان ہیں ------ ہمیں مسلمان بن کر دنیا بھر کی قیادت کرنی ہے۔ ہمیں اردو اور عربی کو فروغ دینا چاہئے۔ دوسری زبانیں سیکھنے کے لئے علیحدہ کالج اور یونیورسٹیاں بنانی چاہئیں --- لیکن ہماری اصل زبان اپنی ہی تہذیب ------ یعنی اسلامیات کی عکاس ہونی چاہیے۔

دنیا کے تمام سائنسی اور ٹیکنیکل تعلیمی لٹریچر کے قومی زبان اردو میں تراجم کا وسیع انتظام ہونے سے ہم غیر معمولی ترقی کر سکتے ہیں۔

حل طلب سوال

(ا) پاکستان میں دوہرے نظام تعلیم، الگ الگ دینی وعصری نصابوں کو پڑھ کر پروان چڑھنے والا معاشرہ فوری طور پر کن اصلاحات کا متمنی ہے؟ ملا اور مسٹر کی نام نہاد تفریق کو کیسے ختم کیا جاسکتا ہے اس حوالے سے متحدہ نظامِ تعلیم اور قومی زبان اردو کے کردار پر روشنی ڈالیں؟

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

آٹھواں باب

کیا دنیا بھر میں مذہبی انقلاب کا آغاز ہو چکا ہے؟

مذہب کی طرف قوموں کی واپسی

عہد حاضر کے بین الاقوامی حالات کا جائزہ لیں تو ایک بات صاف نظر آئے گی کہ بیسویں صدی کے آغاز میں دنیا بھر میں مذہب کے خلاف جو غوغا آرائی شروع ہوئی تھی آج بیسویں صدی کے اختتام پر وہ دم توڑ چکی ہے، دنیا کے ہر ملک میں مذہب کی ضرورت کے خلاف جو محاذ قائم کیا جس کے تحت روس نے کلیسائے مغرب اور اسلامیت مشرق سے بغاوت کی تھی، لینن نے مسلم ریاستوں کے تشخص کے خاتمے کے لئے لاکھوں انسانوں کو تہہ تیغ کیا۔ خدائی تصور کو جڑ سے اکھاڑنے کے لئے ڈکٹیٹر شپ اور آمریت کو فروغ دیا۔ مذہب کے تمام دروازے بند کرنے کے لئے مساجد کو تالے لگائے، دینی مدارس ویران کئے، علماء اور اسلام کے مبلغ قتل و جلاوطنی کے گرداب میں سلا دیئے۔ ادھر مغرب کی جدت طرازی نے سیکولر افکار کو ایک نظریئے کی مانند عام کیا۔ مغربی حکمرانوں کی مسیحیت سے بیزاری، یہودیت سے بغاوت نے مذہب کے استیصال کے لئے مشترکہ کردار ادا کیا۔ ہر طرف لادینیت کا سیلاب امڈ آیا، الحاد کو ایسا فروغ ملا کہ امریکہ، برطانیہ کے چرچ آباد ہو گئے۔ نئی تہذیب اور مغرب کے نئے تمدن نے مذہب سے نئی نسل کو برگشتہ کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

برطانوی شہزادے کا اعتراف

مغرب کی عیسائیت سے دوری کے بعد بیسویں صدی کے آخری عشرے میں امریکہ برطانیہ، جاپان اور فرانس میں اسلام کی مقبولیت بڑھنے لگی ہے، مذہب کی طرف واپسی کا یہ وہ جذبہ تھا جس کے بارے میں برطانوی شہزادے نے نیویارک میں جنوری ۱۹۹۲ میں ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ اکیسویں صدی کا استقبال روحانی مجالس سے کیا جائے۔

بیسویں صدی کے خاتمے کی تقریبات میں کلیساؤں اور مساجد پر رقم خرچ کی جائے۔۔۔۔ برطانوی شہزادے کے یہ الفاظ پون صدی بعد مغرب کی مذہب کی طرف واپسی کے آئینہ دار ہیں۔

آج الجزائر میں اسلامک سالویشن فرنٹ کی کامیابی، مصر میں الاخوان اور دیگر اسلامی تحریکوں کا فروغ، ترکی میں رفاہ پارٹی کا غلبہ، روس کی شکست اور مسلم ریاستوں کی علیحدگی اور ہر ریاست میں اسلامی تشخص کا احیاء اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ پوری دنیا میں مذہبی انقلاب کا آغاز ہو چکا ہے۔ انسانی فطرت الحاد اور لادینیت کے اصولوں سے تنگ آکر مذہبی طمانیت کی متلاشی ہے۔ آوارگی اور جنسی آزادی کے بے ہنگم اور متلاطم ازدواجی اطوار نے انسانوں کو تباہی وہلاکت کے دروازے پہ کھڑا کر دیا ہے۔

مغربی قوموں کی جدت طرازی سے بغاوت

مغربی عورت بھی آزادیٔ فکر کے خوبصورت اور پرفریب نعروں سے تنگ آکر نئے فیملی سسٹم کی متلاشی ہے، عورتوں نے کارخانوں میں جا کر بھی دیکھ لیا، مردوں نے عورتوں کی برابری کے مغربی فلسفے کو بھی پرکھ لیا ہے، ہر جگہ مذہب کی ضرورت محسوس کی جا

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

رہی ہے۔روس میں مساجد آزاد ہوگئی ہیں، دینی مکاتب کی رونق بڑھ رہی ہے، برطانیہ میں مساجد کی تعداد ۱۲۰۰ سے بڑھ کر ۲۰۰۰ ہزار تک پہنچ گئی ہے۔ جبکہ چند سال قبل یہاں صرف ۱۴۰ مساجد تھیں۔ امریکہ میں اسلام سب سے بڑے مذہب کے طور پر اپنی جگہ بنا رہا ہے۔

دنیا بھر کے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ مغربی اشتراکی اور الحادی گرتی ہوئی تہذیبوں کے موقع پر آگے بڑھیں۔اسلام کی حقیقت کو عام کریں۔فطرت کی طرف اقوام عالم کو بلا کر اسلام کا سایہ عاطفت مہیا کریں۔ مذہب کی نادیدنی قوت سب سے بڑی طاقت کے طور پر نمایاں ہو چکی ہے۔معدنی وسائل کو فلک بوس عمارتوں پر خرچ کرنے کی بجائے اپنے سچے مذہب کی تبلیغ پر صرف کریں۔۔۔۔مذہب کی طرف انسانوں کی واپسی حقیقت میں فطرت کی واپسی ہے۔ مذہب سے بغاوت کر کے روس اور امریکہ نے اپنی نسلوں کو تباہ و برباد کیا، انسان کو روحانی طمانیت سے محروم کر کے اسے بھی مشینی طور پر چلانے کی مزموم کوشش کی جسے کسی صورت کامیابی حاصل نہ ہوسکی۔۔۔۔ دنیا کے ہر ملک میں مذہب کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے، اس موقع پر ہمیں اسلام کی تعلیم کو عام کرنا چاہیے۔ جدید میڈیا کو اسلام کے تعارف کے لئے مخصوص کرنا چاہیے۔ بے حیائی اور فحاشی کے سیلاب کے سامنے اسلام کی شرافت و حیاء کی روشنی پھیلانی چاہیے۔ اب وقت آچکا ہے کہ ہم پندرہویں صدی کے آغاز پر اسلام کی عالمگیر اشاعت کا فریضہ سرانجام دیں۔ مذہب کی طاقت سے آراستہ ہو کر محروم، ناتواں طبقوں اور لادین سکالروں، حکمرانوں اور اسلام سے بے بہرہ قوموں کے دروازے پر اسلام کی مشعل فروزاں کریں۔

اسلام کا فروغ بھی مسلم قوموں کی بقا کا ضامن ہے، نظام خلافت کا احیاء، صحابہ کرامؓ، خلفاء راشدینؓ اور اہل بیتؓ کی تعلیمات کے ابلاغ سے ہم جدید قوموں کی تعمیر کر سکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

حل طلب سوالات

(۱) بیسویں صدی عیسوی کا آغاز واختتام مذہب اور مذہبی تشخص کے حوالے سے دو متضاد کیفیات اور رویوں کا شکار نظر آتا ہے اس تناظر میں بیسویں صدی کا جائزہ لیتے ہوئے مصنف اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ موجودہ دنیا فی الوقت مذہبی انقلاب کے دھانے پہ کھڑی ہے اور تمام مذہبی دنیا میں صرف اسلام ہی وہ واحد مذہب اور مکمل دین ہے جو اس بات کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے کہ وقت کے تقاضوں پر پورا اُتر سکے اور زخم خوردہ انسانیت کو امن، چین، سلامتی اور عدل وانصاف کی نعمتوں سے نوازے، اس سلسلے میں انہوں نے تبلیغ اسلام اور اشاعت دین کی جس اہمیت وضرورت پہ زور دیا ہے اس پر بحث کریں۔

(۲) دین، مذہب اور اخلاقیات سے بغاوت کی بناپر دنیا کے مختلف معاشروں میں جو بگاڑ اور فساد پیدا ہوا ہے اسے مثالوں سے واضح کریں۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

نواں باب

عزیمت ورخصت کی تقسیم جدید دور میں اسلام کی نوید ہے

عصر حاضر میں اسلام کی بہار آفرینی کس طرح ہوگی

اسلام کے دوراولیں میں نفاذ شریعت کا کام ''عزیمت'' کے ساتھ پایہ تکمیل تک پہنچا۔ اسلام میں شرعی امور کی بجا آوری کے لئے راہ عزیمت اختیار کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ اسلام کی طرف سے دی گئی کسی بھی سہولت سے صرف نظر کر کے اعلیٰ انداز میں احکام کی تعمیل عزیمت قرار پاتی ہے۔ مثلاً حکمرانی کے باب میں رعایا پروری اور رائے عامہ کی فلاح وبہبود کا وہ اعلیٰ اور نادرہ روزگار طرز اختیار کرنا جس میں اسلامی حکمران سادگی اور خداترسی کا منفرد اسوہ پیش کرتا ہے، اسی عزیمت کی راہ پر چلتے ہوئے آنحضرت ﷺ اور آپ کے پہلے چار خلفاء نے اپنے اپنے عہد کے قیصری وکسرائی حکمرانوں کے انداز حکومت کے بالکل برعکس پیوند شدہ کپڑوں، دربانوں کے بغیر تخت اقتدار پر براجمان ہونے اور ہر معاملے میں اصحاب رائے کی مشاورت کو فوقیت دے کر حکومت وسلطنت کا سب سے عمدہ اسلوب دنیا کے سامنے پیش کیا۔ حضرت ابوبکرؓ کی طرف سے خلافت کا حلف اٹھانے کے بعد یتیم لڑکی کی بکری کا دودھ دوہنا، حضرت عمرؓ کی طرف سے بیوہ عورتوں کے گھریلو امور سرانجام دینا، فتح بیت المقدس کے سفر میں اسلم نامی غلام کو سواری پر سوار کرنا، راتوں کو پہرہ دینا شامل ہے۔ یہ اسلوب خالص محمدی طرز حکومت کی عکاسی کرتا ہے۔ اسی طرز حکومت کے مطابق

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

آنحضرت ﷺ نے اپنی کمر کو اس آدمی کے سامنے بدلہ لینے کے لئے پیش کر دیا تھا جس کو ایک موقع پر ضرب لگائی گئی تھی ۔۔۔۔

ظاہر ہے کہ گلیوں میں خلفاء کی پہرہ داری، بیواؤں اور گھریلو امور خدمت، برسر عام جوابدہی، عدالتوں میں خلفاء کی حاضری، عدلیہ اور انتظامیہ کی علیحدگی اور پھر اعلیٰ انصاف کے فیصلوں کو حکومتی سرپرستی کا حصول عزیمت اور سربلندی کا ایسا منفرد طرز حکومت ہے جس کی مثال اسلامی حکومت کے ابتدائی دور سے لے کر آج تک دنیا کی کوئی بھی حکومت پیش کرنے سے قاصر ہے۔

آنحضرت ﷺ کے دور حکومت اور چاروں خلفاء راشدین کے طرز حکمرانی کو سامنے رکھ کر آج کا حکمران برملا سوال کرتا ہے کہ اگر ہم آج سازشی دور میں پہرے داروں اور دربانوں کے بغیر اقتدار کا نظام چلانا چاہیں۔ پھٹے ہوئے کرتے اور پیوند شدہ لباس میں طاؤس اقتدار بچھائیں، سادگی اور خدا ترسی کے پہلے اسلامی دور کو زندہ کرنا چاہیں تو یہ سب کچھ کسی طور پر بھی ممکن نہیں۔۔۔ آج کے دور میں صدر، وزیر اعظم، وزیر اعلیٰ، گورنر اور ہر علاقے کا حاکم کیونکر بغیر کسی سیکورٹی اور تحفظ کے اپنے اپنے شہروں کا پہرہ دے سکتا ہے۔ ترقی اور تعمیر کا چکا چوند دنیا میں پھٹے اور بوسیدہ کپڑوں میں امریکہ، برطانیہ، جاپان، روس اور چین کے سربراہوں سے مذاکرات کر سکتا ہے؟

عصر حاضر کے جدید تقاضوں کے مطابق قومی تعمیر

بلاشبہ یہ خدمات قابل غور ضرور ہیں لیکن آپ کو یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ اسلام نے صرف طرز عزیمت ہی کو آخری دور اور حکومت کا واحد اسلوب قرار نہیں دیا۔۔۔ بلکہ اس عالمگیر نظام حکومت اور فطری مذہب نے اپنے ماننے والوں کو رخصت و

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

اجازت کی دولت سے بھی سرفراز کیا ہے۔ اسلام میں غریبوں اور محتاجوں کے مسائل کے حل تک اگرچہ حکمرانوں کو سادہ طرز زندگی اپنانا عزیمت کے زمرے میں آتا ہے لیکن اگر وہ حکمران اعلیٰ لباس، عہد حاضر کے خطرات کے باعث دربان اور پہرے داروں کے ذریعے سیکورٹی کا نظام قائم کرنا چاہیں تو اس کی بھی اجازت ہے۔ اسلام نے عزیمت کے ساتھ رخصت کی نہ صرف یہ کہ اجازت دی ہے بلکہ جو رخصت خدا کے کلمہ کو بلند کرنے کے لئے حاصل کی گئی ہو اس کو بھی عزیمت کے برابر اجر دینے کا اعلان کیا ہے۔

آنحضرت ﷺ کا درج ذیل حکم ''رخصت'' کے ضمن میں آنے والی مراعات کے حصول کو اس طرح آشکار کرتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''ان الله يحب ان توتى رخصه كما يحب ان توتى عزائمه

(از مجالس حکیم الامت علیہ الرحمۃ ص ۱۷۰)

''یعنی اللہ تعالیٰ اپنی دی ہوئی رخصتوں پر عمل کو بھی ایسا ہی پسند فرماتے ہیں جیسا کہ عزیمت پر عمل کو پسند فرماتے ہیں۔''

خدا کی دی ہوئی رخصتوں پر خوشدلی سے عمل کرنا بھی خدائی احکامات کی پیروی ہے۔۔۔آنحضرت ﷺ کے اس عظیم اور واضح حکم کے مطابق درج ذیل حدیث پر غور فرمائیں:

اصحابی كاالنجوم بايهم اقتديم اهتديتم

''میرے تمام صحابہؓ ستاروں کی طرح ہیں جس کے پیچھے چلو گے ہدایت پا جاؤ گے''۔۔۔ (از مشکوۃ)

یہ بات جان لینے کے بعد کہ آنحضرت ﷺ کے ہر صحابی کے عمل کی پیروی

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

باعث نجات ہے۔ یہ عقدہ حل ہوگیا کہ طرز حکومت کے باب میں اگر ہم آنحضرت ﷺ اور چار خلفاء کے طرز کا ہر پہلو اختیار نہیں کر سکتے تو آنحضرت ﷺ ہی کے جلیل القدر صحابی اور چھٹے خلیفہ حضرت سیدنا معاویہؓ کے ۱۹ سالہ دور خلافت کو نشان راہ بنائیں۔ اسلام کی طرف سے دی گئی رخصتوں پر عمل کر کے انہوں نے جس تاریخ ساز حکومت کی سربراہی سنبھالی اور اپنے عالمگیر نظام حکومت کے ذریعے جس طرح انہوں نے دنیا کے نصف سے بھی زائد خطے ۶۴ لاکھ ۲۵ ہزار مربع میل پر طویل عرصہ تک حکومت کی اسی کو مشعل راہ بنائیں۔ حضرت معاویہؓ کے صحابی ہونے کی وجہ سے ان کے طرز کی پیروی آنحضرت ﷺ کے واضح حکم سے آشکار ہو رہی ہے پھر پہلے چار خلفاءؓ کے دور عزیمت کے بعد انہوں نے رخصت و اجازت کے اسلامی احکامات کی روشنی میں جس طرح یورپ کے دروازے پر دستک دے کر نصف دنیا کو اسلامی قلمرو بنایا، سیکورٹی کے جدید انتظامات اور اسلام کی دی گئی رخصتوں کے مطابق جس طرح انہوں نے حکومت و سلطنت کا حیرت انگیز جدید نظام متعارف کرایا۔۔۔ آج کے دور میں اسلامی حکومت کے قیام کے لئے اسی کو حرز جان بنانا اور اسی درخشندہ عہد سے ریزہ چینی کرنا وقت کی اشد ضرورت ہے۔۔۔ حضرت سیدنا معاویہؓ کے بارے میں تاریخ کی ستم ظریفیوں سے ہٹ کر ان کی حقیقی اسلامی خدمات کو جاننے والا ان کے اعلیٰ طرز حکومت اور عالمگیر اسلامی فتوحات سے صرف نظر کر ہی نہیں سکتا۔

بعض لوگوں نے لاعلمی کے اندھیروں اور رافضیت زدہ تاریخ کے چیتھڑوں کو بنیاد بنا کر اسلام کے آفتاب پر تھوکنا چاہا، اور حضرت معاویہؓ کو صرف معرکہ صفین کے تناظر میں دیکھ کر ان کی تاریخ ساز خدمات اور عبقری صفت کارناموں کو چھپانا چاہتا۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

دور خلافت کی روشنی میں

امام ابن خلدونؒ تاریخ اسلام کے نامور مورخ ہیں۔ انہوں نے اسلام میں حضرت معاویہؓ کی عالمگیر حیثیت کے بارے میں کہا تھا:

''چاہیے تو یہ تھا کہ حضرت معاویہؓ کو پہلے چاروں خلفاء کے ساتھ ذکر کیا جاتا لیکن جانبدار مورخوں نے معاویہؓ کے حیرت انگیز کارناموں کو صرف قاتلان عثمان کا بدلہ لینے کے لئے ہونے والے معرکہ صفین ہی کی بنیاد پر ان کی ساری تاریخ پر قلم پھیر دیا۔ حضرت معاویہؓ کا پورا عہد اسلامی فتوحات، غلبہ اور عظیم جدوجہد کا آئینہ دار ہے۔ آنحضرت ﷺ سے آج تک اس سے عظیم اسلامی حکومت اور اس سے بڑی شوکت وسلطنت کبھی قائم نہیں ہوئی۔ قرآن عظیم کی پیشگوئی تمکین ارض اور اسلامی شان وشوکت کے اعتبار سے یہ دور اعلیٰ روایات کا حامل تھا۔

حضرت معاویہؓ نے پہلے چار خلفاء کے دور کی اسلامی اصلاحات اور عالمی فتوحات کے کام کو آگے بڑھایا، قیصر وکسریٰ کے تمام اثرات کو جڑ سے اکھاڑنے کا سہرا آپ ہی کے سر ہے۔ یہودیت وعیسائیت کے دیاروں اور ۳۰۰ سو جزیروں میں محمدی شریعت کا پھریرا لہرانے کا تاریخی کام بھی آپ ہی کے عہد میں مکمل ہوا۔ اسی طرح اسلام کی پہلی بحری لڑائی جس میں شریک افراد کے جنتی ہونے کی پیش گوئی آنحضرت ﷺ دے چکے ہیں۔ آپ ہی کے دور گورنری میں پیش آئی۔

حضرت معاویہؓ کا دور آج کے عہد کی تمام اسلامی حکومتوں کے لئے ایک رحمت اور درخشندہ مینارہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان کے رخصت سے معمور دور سے صرف نظر کرنے

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

کی صورت میں عہد حاضر کے جدید تقاضوں کو سامنے رکھ کر ہم اسلام کو دنیا کے کسی خطے پر نافذ نہیں کر سکتے۔ اگر ایک شخص آج کے دور میں دنیا کی کسی ریاست میں آنحضرت ﷺ کا نظام حیات خلافت راشدہ کے اصولوں پر نافذ کرنا چاہے اسے اعلیٰ سیاسی اصولوں اور تاریخ ساز اصلاحات کے لئے حضرت معاویہؓ جیسے اولوالعزم حکمران کے آستانے پر سر جھکانا پڑے گا۔۔۔۔ وہ اسلام کے مکمل نظام کے نفاذ کے لئے اگر عزیمت کے اصولوں کی بجائے رخصت ہی کے اطوار سے ریزہ چینی کرتا ہے تو اسے بھی حکومت الٰہیہ اور خلافت راشدہ کا آئینہ دار قرار دیا جائے گا۔

حضرت عمرؓ کی طرف سے عزیمت کے مقابلے میں رخصت کی تائید

حضرت معاویہؓ جب اپنے چچا یزید بن ابی سفیانؓ کی وفات کے بعد شام اور اردن کے گورنر قرار پائے تو اُن دنوں میں حضرت عمرؓ شام کے سرکاری دورے پر آئے انہوں نے حضرت معاویہؓ کی شامی حکومت کے رہن سہن، ایام وشہور، حشم وخدم اور چکاچوند حکومتی اقدامات کو ملاحظہ کیا تو حیرت کے ساتھ فرمایا:

''معاویہؓ یہ کیا ہے دربانوں کی تقرری، اعلیٰ لباس کی یہ آسائش کیونکر اختیار کی گئی۔''

حضرت معاویہؓ نے جواب دیا:

''ہم بحراوقیانوس کے کنارے پر واقع ہیں یہاں یورپ کے جاسوسوں اور کئی غیر مسلموں کی آمد ورفت رہتی ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ دشمن کے سامنے اسلام کی شان وشوکت اور عظمت کو اجاگر کیا جائے۔ اس سے عرب بدوؤں اور وحشی قوموں کی قدامت کے تصور

کو ختم کر کے مسلمانوں کی سطوت وقوت آشکار ہوتی ہے۔ ہم نے اسلام کے اصولوں کے عین مطابق اعلیٰ انداز اختیار کر کے دشمن کو مرعوب کرنے کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا ہے۔''

حضرت معاویہؓ کی یہ گفتگو سن کر حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا:

''معاویہؓ نے مجھے لاجواب کر دیا۔''

ملاحظہ ہو کہ اگر عزیمت کے مطابق رخصت کی شرعی اجازت نہ ہوتی اور حضرت معاویہؓ کی جدید اصلاحات اسلام سے متصادم ہوتیں تو خلیفہ دوم اسے کبھی گوارا نہ کرتے۔۔۔۔ حضرت معاویہؓ صحابی رسول ہیں انہیں اسلام کے حکومتی امور میں بھی اجتہاد کا حق ہے۔ سوانہوں نے اسلام کے اصولوں اور اس کی عالمگیر برتری کے لئے جو قدم اٹھایا، حضرت عمرؓ کے اس جواب سے اس کی کھلی تائید ہوتی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا کہ میرے تمام صحابہ ستاروں کی طرح ہیں۔ جس کے پیچھے چلو گے تو ہدایت پا جاؤ گے۔''

ظاہر ہے کہ آپ کے مذکورہ حکم کی روشنی میں حضرت معاویہؓ کے طرز حکومت کو اپنانا آپ کے دورِ رخصت کو بنیاد بنانا، آج کے دور کی حکومتی عمارتوں کو استوار کرنا عہد حاضر کی ناگریز ضرورت ہے۔ اسلام کو تنگی، قدامت پرستی، رہبانیت اور جدت طرازی کا مخالف مذہب قرار دینے والوں کے لئے یہ دور اسلام کی حقیقی منزل اور اس کے مزاج کی وسعت کو آشکار کرتا ہے۔

حضرت معاویہؓ کا دور ہی عہد حاضر اسلام کی نوید بن سکتا ہے، صحابہؓ کے دشمنوں، رافضیت زدہ حکمرانوں اور سبائیت کی تلچھٹ سے آراستہ سیاستدانوں کو تو اس عنوان سے ضرور بعد ہو گا لیکن ایک سچا مسلمان اور قرآن وحدیث کی روشنی میں اسلام کے طرز حکومت

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے والا تاریخ اسلام کے اس نابغہ روزگار کردار کو کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔ حضرت معاویہؓ کی حیرت انگیز خدمات، کارنامے اور اسلام میں ان کے مقام و مرتبہ سے واقفیت کے لئے راقم کی کتاب ''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ'' کا مطالعہ ضروری ہے۔۔۔۔

جملہ تصریحات کے بعد ہم دنیا بھر کی اسلامی حکومتوں اور غیر مسلم قوموں کے آستانوں پر جھکنے والی اسلامی ریاستوں کے فرمانرواؤں سے عرض کریں گے کہ وہ خودداری کے ساتھ اسلامی تشخص کو اجاگر کریں۔ غیروں کے بجھے ہوئے چراغوں سے روشنی حاصل کرنے کی بجائے اپنے ہی صحن گلشن میں تاباں سورج سے روشنی حاصل کریں۔ اسلام کا نظام خلافت ترقی کے ہر زینے پر چڑھنے، تعمیر وتہذیب کے جملہ اطوار سے حظ وافر پانے، اکتشافات کے ہر زاویے سے ہم آغوش ہونے میں مدد دے سکتا ہے، رہنمائی کرسکتا ہے، مشعل راہ بن سکتا ہے، انسان کو دنیوی اور دینی ترقی کے بام ثریا پر پہنچا سکتا ہے۔ اس سے خوف کھانے کی بجائے اس کے آستانے پر سر جھکا کر احساس کمتری کے بت پاش پاش کریں۔

اسلامی خلافت کے پہلے دور کو خلافت علی منہاج النبوۃ کہا جاتا ہے، دوسرا دور حضرت حسن، حضرت معاویہؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی خلافتوں کا زمانہ ہے، یہ دور بھی جدید دنیا کو اسلام کے چمکنے والے نظام سے ہم آغوش کرسکتا ہے۔

حل طلب سوال

نفاذِ اسلام اور قیام خلافت کے مناہج وطرق سے بحث کرتے ہوئے مصنف رحمہ اللہ نے عزیمت و رخصت کی اصلاحات اور فلسفہ بیان کیا ہے اسکی وضاحت کرتے ہوئے یہ متعین فرمائیں کہ دورِ جدید میں نفاذ اسلام اور قیام خلافت کیلئے ان میں کونسا منہج اختیار کیا جانا زیادہ بہتر اور مفید ہے؟

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

دسواں باب

خلافت کی بنیاد پر پندرہویں صدی میں اسلامی دعوت کا طریقہ کار

قرآن کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کو یہ بات لازمی طور پر مطلوب ہے کہ اس کا پیغام دنیا بھر میں پھیلی ہوئی ساری انسانیت کو پہنچ جائے۔ **بلغو اعنی ولو ایه** اور **بلغ الشاهد الغائب** کے تاریخی جملے ہمارے موقف کی تائید کرتے ہیں۔ دین اسلام کی دعوت کو عام کرنے کے لئے ہر عہد کی اولوالعزم ہستیوں نے جہد مسلسل اور تبلیغ کے ذریعے اللہ کا پیغام دنیا تک پہنچایا۔ انبیاء کے حالات سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے جان جوکھوں میں ڈال کر دین کی دعوت کے فروغ میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

تاریخ اسلام کی ورق گردانی سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بعث کے وقت روم اور ایران دو طاقتیں افق عالم پر نور پرداز تھیں۔ ان اقوام کو مادی طور پر اس قدر برتری حاصل تھی کہ وہ کسی بھی دوسری طاقت کو برداشت نہ کر سکتی تھیں۔ ان کے عہد میں اخلاقی انحطاط اس قدر زیادہ تھا کہ دنیوی چکا چوند اور ظاہری زرق برق کے باوجود انسان کو غلاموں کی حیثیت دی جاتی۔ محکوم اقوام کو وحشیانہ مظالم کا نشانہ بنایا جاتا۔ ایک طرف لڑکیوں کو ذلیل وحقیر خیال کیا جاتا، دوسری طرف بناؤ سنگھار کے ذریعے انہیں خواہشات نفسانی کا نشانہ بنایا

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

جاتا۔اس طرح انسانوں کو درندگی اور بربریت کی چکی میں پیس دیا گیا تھا۔

جب کوئی مخالف سر اٹھاتا،اسے تلوار اور تیر و تفنگ کے ذریعے خاک و خون میں تڑپا دیا جاتا۔عین اس موقع پر تیسری طاقت کے طور پر اسلام کا سورج طلوع ہوا۔ظلمت شب کافور ہوئی۔ایک طرف اسلام اپنی عظیم دعوت کا پیغام لے کر نمودار ہوا اور اعلیٰ اخلاقی محاسن اور عدل و مساوات کے اصول اس کا نصب العین قرار پائے اور دوسری طرف تلوار کے اس دور میں خدا نے مسلمانوں کو بھی تلوار ہی سے نوازا۔بڑی بڑی تمام طاقتوں کے مقابلے کے لئے اسلام کے اولوالعزم شمشیر آزما بہادر میدان کارزار میں اترتے رہے۔

بالآخر چشم فلک نے پھر وہ نظارہ بھی دیکھا۔جب ایک ایک کر کے ظلم و استبداد کے تمام دیوتا خاک بسر ہونے لگے۔رفتہ رفتہ انسانی غلامی کی زنجیریں ٹوٹنے لگیں،جبر و استحقار کے خونخوار پنجوں سے انسانیت کو آزادی ملنے لگی۔عرب قبائل کے مظالم تو محمدی انقلاب کے آغاز ہی میں دم توڑ گئے تھے۔لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے،مزدوروں،محنت کشوں کے حقوق چھیننے والی،انسانیت کو ذلت و مورکھ کی دہلیز پر جاں بلب کرنے والے کئی سورما صفحہ ہستی سے مٹ گئے تھے۔حریت فکر کے شعور نے انسانوں کی بے بسی ختم کر ڈالی۔امن عالم کے سب سے بڑے علمبردار "اسلام" کے سورج کی کرنوں سے خطۂ عرب روشن ہوا۔آہستہ آہستہ یہ روشنی عجم کے بتکدوں میں پھیلنے لگی۔قیصر و کسریٰ کے محلات میں عدل وانصاف اور محمدی فکر و نظر کی صدائیں گونجنے لگیں۔

چمنستان دھر کے خزاں رسیدہ گلوں پر صبح ہدایت کی مہکنے والی بہار چھا گئی۔ظلمت کفر سیماب ہوگئی۔گناہ و معصیت سے آلودہ شب نیکی کے حسن سے آراستہ ہو کر نسیم صبح کا پتہ دینے لگی۔آنحضرت ﷺ کے انقلاب سے دنیا بھر کا ہر ذی شعور انسان متاثر ہوا۔دو طاقتوں کے درمیان ایک تیسری طاقت کا محمڈن بلاک (Muhammadan Block)

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

کی حیثیت سے ظہور پذیر ہونا ساتویں صدی کا غیر معمولی واقعہ تھا۔ شرک و کفر کے اندھیاروں کی کیفیت کیا تھی اور دفعتاً اس سے ہدایت کی روشنی جو شب گزیدہ سحر آشکار ہوئی۔ اس کا نقشہ قرآن نے یوں کھینچا ہے:

اوکظلمت فی بحر لجی یغشه موج من فوقه موج من فوقه سحاب ظلمات بعضها فوق بعض (الخ)

''یا ایسے اندھیرے جو تہ بہ تہ موج کی طرح ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے تھے''

محمدی انقلاب کے عدل کا مینہ برسا تو ایک عالم انگشت بدنداں رہ گیا۔ آتش پرست اور مسیح کے حواری حیرت و استعجاب میں ڈوب گئے۔ آنحضرت ﷺ کے سچے نصب العین کے ذریعے مکہ کے تیرہ سالوں میں ایک مختصر جماعت معرض وجود میں آئی۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے گلستان نبوت کے پھولوں سے پورا عالم مہکنے لگا۔ مدینہ منورہ میں آنحضرت ﷺ کی دس سالہ جدوجہد اور پہلی ریاست کے قیام کے بعد آپ کی دعوت ایسی پھیلی کہ دنیا کا ہر گوشہ اس عظیم نصب العین سے بہرہ ور ہوا۔ نبوت محمدیہ کے تئیس (۲۳) سالوں میں صحابہ کرامؓ کی صورت میں آپ کی محنت شاقہ اور سعی پیہم کے ایسے شاہکار چشم نیلگوں نے دیکھے کہ ماہتاب نبوت کے ہر ستارے اور آفتاب رسالت کی ہر کرن نے ضیاء پوشی اور لمعہ افروزی میں اعلیٰ کمال حاصل کیا، بنجر قلوب آباد ہو گئے۔ شرک و کفر سے اٹی ہوئی بستیاں توحید و سنت کی روشنی سے جگمگا اٹھیں۔ دنیا کے چاروں طرف آنحضرت ﷺ کے رفقاء اور جان نثاروں نے اپنے رسول ﷺ اور مقتداء کا پیغام پہنچایا جو اسلام تئیس (۲۳) سال میں مکمل ہوا تھا۔ اس کی ابتدائی بہار تو عہد نبویؐ میں دنیا نے دیکھی لیکن تکمیل کے خلعت سے آراستہ کر کے دین اسلام کی عملی تصویر آپ کے خلفاء اور جانشینوں نے امت کے سامنے

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

پیش کی اسلامی نظام کا متن (قرآن عظیم) اور اس کی تشریحات (احادیث رسول) بغیر کسی تحریف وترمیم کے ایک عالمگیر نظام حیات کی صورت میں رومی وایرانی سامراجی قوانین کے بالمقابل کھڑی ہوگئی تھیں۔ آنحضرت ﷺ کا نظام حیات دستورِ مملکت جوں کا توں آپ ﷺ کے خلفاء نے نافذ کیا۔ قیصر وکسریٰ یعنی روم اور فارس کو زیر وزبر کرنے کے بعد اقوام عالم میں جو تبدیلیاں پیش آئیں، جن نئی ضرورتوں کے تحت اجتہاد کرنا پڑا، رنگ ونسل کے تباین اور زبان وقومیت کے جن تقاضوں کے مطابق اسلام کی رہنمائی کی ضرورت پڑتی رہی، خلفاء نے محمدیؐ طرز حکومت کو ایک کسوٹی کے طور پر رکھ کر نصف دنیا پر پچاس (۵۰) سال تک حکومتیں قائم کیں۔

نظام خلافت کا احیاء کیوں ضروری ہے؟

آنحضرت ﷺ سے قبل تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا علیہم السلام کے لئے ایسا لائحہ عمل تیار ہوا نہ انہیں ایسے آفاقی پیغام کے خلعت سے آراستہ کیا گیا۔ یہ ہمہ گیر اور دنیا بھر کی ہدایت کا پیغام آپ پر سلسلہ نبوت کے اختتام کے باعث مقرر کیا گیا۔ آپ کی ذمہ داری اور آپ کے شروع کردہ تمام امور کی تکمیل حق تعالیٰ کی قدرت ومشیت میں مقدر تھی۔ اس عظیم اور اعلیٰ ترین کام کے لئے قرآن نے نظریہ خلافت پیش کیا۔ آپ ﷺ کے سفر آخرت کے وقت ایک ایسی اولوالعزم جماعت صحابہ کرامؓ کی تیار ہوچکی تھی، جس نے نبوت کے باقی ماندہ کاموں کو انہی بنیادوں پر استوار کیا جن پر تیئس (۲۳) سالوں میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کام کا آغاز کرچکے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے نظام نبوت کے طریقہ کے عین مطابق جسے شریعت کی اصطلاح میں خلافت خاصہ یا خلافت علیٰ منہاج النبوۃ سے تعبیر کیا جاتا ہے، آگے بڑھایا۔ اس جماعت میں ایسے ایسے مدبر فقیہ سپہ سالار اعلیٰ درجہ کے منتظم

تھے کہ انہوں نے منشائے نبوت سے سرمو انحراف نہ کیا۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ انہوں نے لاکھوں مربع میل کے خطہ کو عدل و انصاف کے حسن سے کیسے مزین و آراستہ کر دیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سوا دو سال تک گیارہ لاکھ مربع میل، حضرت عمر فاروقؓ نے ساڑھے دس سال تک ۲۲ لاکھ مربع میل، حضرت عثمانؓ نے ۱۲ سال تک ۴۴ لاکھ مربع میل، حضرت علیؓ نے پونے پانچ سال تک ۲۲ لاکھ مربع میل، حضرت حسنؓ نے چھ ماہ تک ۲۲ لاکھ مربع میل اور حضرت معاویہؓ نے ۱۹ سال تک ۶۴ لاکھ ۶۵ ہزار مربع میل پر نظام محمدیؐ نافذ کیا۔ نپولین کے بقول خلفاء اسلام نے نصف صدی تک نصف دنیا میں اسلام نافذ کیا۔ آنحضرت ﷺ کے جانشین خلفاء راشدین نے قیصر و کسریٰ کی شوکت پاؤں تلے روند ڈالی۔ ہرقل پرویز، رستم اور یزدجرد کی سطوتیں خاک میں ملا دی گئیں۔ خاک عرب کے بدوؤں نے دنیا کی تمام بڑی بڑی طاقتوں کو زیروزبر کر کے نیا عالمی نظام دنیا کے سامنے پیش کیا۔ یہ عالمی نظام عدل و مساوات کی بنیاد پر قائم تھا۔ اس نظام عدل سے صدیوں تک دنیا سر دھنتی رہی، قادسیہ کے معرکوں سے لے کر بلخ و بخارا کی دھما چوکڑی تک شاہوں کا غرور، سرداروں کا تکبر، حکمرانوں کا عجب ایک کہانی ہو کر رہ گیا۔ اسلام نے عرب سے نکل کر عجم اور پھر عجم سے نکل کر یورپ کے دروازں تک دستک دی۔

عہد حاضر کا سوا ارب مسلمان اس وقت فریضہ دعوت سے منحرف ہو چکا ہے۔ وہ نفس پرستی اور الحاد کے تباہ کن گرداب کے کنارے کھڑا ہے۔ اس پر جو اسلام کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، وہ اسے یکسر فراموش کر چکا ہے۔

ان حالات میں لازمی طور پر جدید دنیا کے پونے چار ارب غیر مسلموں کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کرنے کا فریضہ عرب ممالک کے سر ہے، جن کی تعداد ۲۲ ہے اور اس میں بیس کروڑ مسلمان بستے ہیں جو معاشی عسرت سے آزاد اور اقتصادی پریشانیوں سے

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

دور ہیں۔ ان ممالک میں سعودی عرب ایک ایسا ملک ہے جو ہر طرح سے عالم اسلام کی قیادت کر سکتا ہے۔ اس قیادت کے لئے اسے سب سے پہلے خود اپنی اہمیت کو جاننا ہوگا۔ اسے اسلام کی عالمگیر دعوت کا پرچم اٹھا کر روس، امریکہ، فرانس، جرمن، چین اور جاپان پر اپنی حجت تمام کرنی چاہیے۔ دعوت اسلام کا یہ فریضہ اس وقت تمام فرائض سے اہم ہے۔ ہر مسلمان کو ۱۴۰۰ سو سال پہلے کے اسلامی دور کی طرف واپس لوٹنا ہوگا۔ آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ اور آپ کے اعلیٰ کردار کو نشان راہ بنانا ہوگا۔

راقم کی رائے میں اس وقت امریکہ اور یورپین ممالک کے تمام بینک عربوں کی جمع شدہ دولت سے چل رہے ہیں۔ اسلام کی حقانیت کے فروغ اور جدید ٹیکنالوجی میں ترقی کے لئے اگر آج عرب میں کوئی داعی حق نمودار ہو تو ساری یورپین دنیا کی روشنی ماند پڑ جائے۔ اہل عرب پھر سے دنیا میں تیسری طاقت کے طور پر دنیا بھر میں قیادت کا علم ہاتھ میں لیں اور روس کی شکست کے بعد امریکہ کے مقابل دوسری طاقت کے طور پر اسلام کے فروغ کے لئے ہر جدید راستہ اختیار کریں۔

تیل کی سیاست اس قدر موثر ہوئی کہ اقوام متحدہ میں عربی زبان کو دنیا کی پانچویں زبان میں تسلیم کر لیا گیا ہے۔ سعودی عرب کے مرکز اسلام اور مہبط وحی ہونے کے باعث سوا ارب مسلمانوں کے دلوں میں اس ملک کا خاص مقام ہے۔ اس کی آبادی ایک کروڑ سے زائد ہے۔ لیکن رقبہ پاکستان سے تین گنا ساڑھے آٹھ لاکھ مربع میل ہے۔ عالم اسلام کی قیادت کا مطلب یہ نہ ہوگا کہ یہاں مرکز اسلام ہے بلکہ عہد حاضر کا تقاضا ہے کہ قیادت کے لئے تمام ترقیاتی امور میں بھی اس ملک کو آگے نکلنا ہوگا۔ صرف زرعی مہموں کی طرف توجہ دینے سے امریکہ اور جدید دنیا کا مقابلہ نہیں ہوسکتا۔

جدید سائنس، جدید ٹیکنالوجی اور ہر قسم کی جدید مشینری کے بڑے بڑے

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

کارخانوں، نئی سے نئی اسلحہ ساز فیکٹریوں اور ایٹم بم بنانے کی طرف توجہ دینا بھی عالم اسلام کی قیادت کرنے والے کے ذمہ ہوگا۔

پوری امت مسلمہ کو جدید ترقی اور اسلامی دعوت کے عنوان پر ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کا نصب العین صرف اور صرف یہ ہے کہ دنیا بھر کے تمام مسلم ممالک کے زرخیز دماغ کسی جگہ سر جوڑ کر بیٹھیں اور جدید ترقی کے لئے مشترکہ لائحہ عمل تیار کریں۔ اسلامی دعوت کے لئے عالمی مرکز قائم کریں۔ دنیا بھر کے پونے چار ارب غیر مسلموں کو جن میں:

عیسائی

یہودی

پارسی

بدھ اور کمیونسٹ وغیرہ مذاہب کو

قرآن کی تعلیمات اور آنحضرت ﷺ کی ہدایات سے روشناس کرانے کے لئے عہد حاضر کے مسلمان دینی دعوت کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔ کائنات کے سب سے بڑے دین کے فروغ کے لئے روس، چین، فرانس، امریکی، برطانوی، جاپانی، جرمنی اور ہندوستانی زبانوں میں انسانیت کے سچے اصولوں پر مبنی دعوت اسلام پیش کریں۔ اس کے لئے ریڈیو، ٹی وی، ہوائی جہاز اور بین الاقوامی مترجمین، مفکرین کی ایک جماعت تیار کی جائے جو آنحضرت ﷺ کے عالمگیر پیغام پر گہرا عبور رکھتی ہو۔

اس کے علاوہ ایک ایسا تحقیقی مرکز قائم کیا جائے جس کے ذریعے جدید سائنس کے اصولوں کے تحت ہر قسم کا جدید سامان تیار کیا جائے۔ دور جدید میں مسلمانوں کی ناکامی اور بے کسی کا عالم یہ ہے کہ ہماری قوم سوا ارب ہونے کے باوجود دنیا بھر کے غیر مسلموں کی دست نگر ہے۔ اس کی نہ اپنی کوئی اقوام متحدہ ہے، نہ بین الاقوامی ریڈیو ہے، نہ عالمی تبلیغی

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

مشن ہے نہ جدید ترقیاتی مرکز ہے نہ کوئی شاہکار صنعت ہے۔ ایک کارخانے کے لئے، ایک میزائل تیار کرنے کے لئے، ایک مشین کھڑی کرنے کے لئے یہ دنیا کے ان ملکوں کی محتاج ہے جو مسلمانوں کے تیل ہی کے ذریعے جدید ترقیات کے آسمان پر پہنچ گئے ہیں۔

اسلام کی عالمگیر حیثیت

اسلام کی عالمگیر حیثیت کا تقاضا یہ ہے کہ نیکی اور بھلائی کے تمام اصول اور عدل و انصاف کے قوانین پوری دنیا میں قائم ہو جائیں۔

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد ابلاغ دین کی تمام ذمہ داری آپ کے خلفاء نے پورے طور پر نبھائی۔

دین مصطفوی پہلی شریعتوں کی مثل صرف گھریلو اور نجی زندگی کی اصلاح تک محدود نہیں بلکہ آنحضرت ﷺ کے تمام جہانوں کے لئے رحمت ہونے کا تقاضا تھا کہ آپ کے روشن اصولوں کو ایک رحمت اور عافیت کے طور پر دنیا بھر میں بانٹ دیا جائے۔ ہر سوسائٹی اور ہر معاشرہ تک آپ کی ہدایت کی روشنی پہنچائی جائے۔

اس سلسلے میں خلفاء راشدین نے ۵۰ سال تک امن و آتشی اور نیکی کے انسانی اصولوں کو پھیلانے کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ جس طرح دس سالہ مدنی زندگی میں آنحضرت ﷺ نے مدنی سیاست سے لے کر عالمی سیاست تک خاتمۂ ظلم کے لئے جنگوں سے لے کر معاہدوں تک ہر جگہ سچے منشور کو پہنچانے کا عمل جاری رکھا اور دس سالہ زندگی میں ۹ لاکھ مربع میل کے وسیع و عریض خطہ پر آسمانی دستور کو جاری کیا۔ اسی طرح آپ کے خلفاء نے بھی اپنے عہد میں انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر موڑ پر نظم عالم کو سنوارا اور سسکتی ہوئی انسانیت کو راحت و امن اور غلامی کی زنجیروں میں پسے ہوئے معاشروں کو

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

حریت و آزادی کے خلعت سے آراستہ کیا۔ اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی صرف ۱۳ سالہ مکی زندگی ہی کو مدنظر رکھ کر عہد حاضر میں لوگوں کو اسلامی سیاست اور دنیا بھر میں بین الاقوامی مسائل کو حل کرنے کے لئے اسلام کی رہنمائی کے اصولوں سے صرف نظر رکھتا ہے تو حقیقت میں وہ اسلام کی روح ہی سے آشنا نہیں۔ اسے لازمی طور پر یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ابتداء میں اسلام کا جس ظلم سے پالا پڑا تھا، آخر میں آپ ﷺ کی ۱۳ سالہ تبلیغی زندگی اور طریقہ دعوت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ وہاں آپ ﷺ کی دس سالہ مدنی زندگی میں اسلامی سیاست میں عملی طور پر شرکت کو اس سے بڑا مقام حاصل ہے۔ آپ کی مکی زندگی میں ۱۱۴۔ اور مدنی زندگی میں ایک لاکھ چوالیس ہزار لوگوں نے اسلام کے سایہ عاطفت میں جگہ پائی۔

عہد صحابہؓ میں جس طریقہ کار کے ذریعے اسلام کی اشاعت ممکن تھی، خلفاء راشدین نے بعینہ اسی شاہراہ پر گامزن ہو کر اسلامی دعوت کے مشن کو بھی جاری رکھا اور نظم سلطنت میں اسلامی دستور کو جاری و ساری کیا۔ اصل اسلامی اقدار کا نفاذ، مساوات و عدل کے سچے اصول، غیر مسلم اقوام کو اسلام کی دعوت کی حیثیت رکھتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد جب خلافت کا آغاز ہوا تو غلبہ اسلام کی تکمیل تاہنوز باقی تھی جو حقیقت میں بعثت نبوت کا اصلی مقصد تھا۔ خلفاء راشدین نے قیصرو کسریٰ کو زیروزبر کر کے مقصد نبوت کی تکمیل کی۔ اس کے ساتھ ہی خلفاء نے اسلامی دعوت کو فروغ اور استعماری قوتوں سے سسکتی ہوئی انسانیت کو بچانے کے لئے عدل اجتماعی کا نظام قائم کیا۔

عالمی سطح پر محمدی انقلاب کی اصلی روح دعوت اسلامی اور عدل اجتماعی کو قرار دیا گیا۔

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

آپ نے ملاحظہ کیا کہ اسلام کے بہار آفریں ابتدائی دور میں بھی غلبہ اسلام اور شوکت دین مصطفوی کے لئے خالق عالم نے خلافت ہی کو ذریعہ و واسطہ بنایا اور خلافت ہی کے ذریعے اسلام کو عالمی تفوق اور بین الاقوامی قوت عطا ہوئی۔

آج کا مسلمان بھی اگر اسلام کو دنیا بھر میں غالب کرنے اور روس کی شکست کے بعد دنیا بھر میں اسلام کو ایک متحرک اور زندگی نظام کے طور پر منوانا چاہتا ہے تو اس کا واحد ذریعہ دور خلافت کا احیاء ہے۔ خلافت راشدہ کے دور کو اپنائے بغیر تمکین ارض کا اسلامی خواب پورا نہیں ہوسکتا۔

دعوت دین کے جدید تقاضے

اسلام ایک آفاقی دین اور قیامت تک کے لئے رہنمائی کرنے والا عالمگیر مذہب ہے۔ اس کے متن (قرآن) کی حفاظت کا ذمہ خود خدا نے لیا ہے۔ اس کے کاملین کے بارے میں خود آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

لاتزال طائفه من امتی ظاهرین علی الحق،
لا یضرهم من خالفهم حتی یاتی امر الله (الخ)

''میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا۔ اس کو کوئی مخالف نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ حتی کہ قیامت آجائے گی۔''

جب تک زمین و آسمان قائم ہیں اور نظام عالم کی بساط لپیٹ نہیں دی جاتی، سورج کی تابانی، چاند کی روشنی اور ستاروں کا نور باقی ہے، اس وقت تک سچائی کے پرستار اور حق کے علمبردار ضرور باقی رہیں گے۔ لیکن اہل حق کے قائم رہنے کی اس ضمانت کے بعد بھی وہ

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

اپنی ذمہ داری سے سبکدوش قرار نہیں دیئے جاسکتے جو امت محمدیہ ﷺ کا طرہ امتیاز ہے۔

دین کی دعوت کو دنیا کے ہر ہر انسان اور ہر ہر قوم تک پہنچانا انبیاء کے فرائض کا حصہ ہے لیکن آنخضرت ﷺ پر سلسلہ نبوت کے اختتام کے بعد ابلاغ دین کی یہ ذمہ داری علماء اور امت محمدیہ کے سپرد کر دی گئی ہے۔ آنخضرت ﷺ کا ارشاد وھب بن منبہ سے منقول ہے:

فرضت علیهم الفرائض التی افترضت علی الانبیاء والرسل

اللہ نے فرمایا: ''امت محمدیہ پر میں نے وہ فرائض عائد کئے ہیں جو میں نے نبیوں اور رسولوں پر عائد کئے تھے۔''

آنخضرت ﷺ کے اس صریح ارشاد سے امت محمدیہ پر آپ ﷺ کی قائم مقامی فرض قرار دے دی گئی ہے۔ اسلام کی طرف سے ڈالی جانے والی اس ذمہ داری کے تحت امت محمدیہ عالمگیر امن قائم کرنے اور دنیا بھر کو بھلائی کی دعوت دینے پر پابند ہے:

ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر (القرآن)

''ضروری ہے کہ تم میں ایک جماعت ایسی ہو جو دنیا کو بھلائی کی طرف بلائے۔''

خدا کا ایک اور ارشاد اسی طرح ہے:

وکذالك جعلنا کم امة وسطا لتکونوا شهداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شهیدا۔ (القرآن)

''اور اس طرح ہم نے تم کو درمیانی امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہی دینے والے ہو اور رسول تمہارے اوپر گواہ ہو۔''

حضرت مسعود بن مخرمہؓ کی روایت کے مطابق آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا:

ان الله بعثنی رحمه للناس فادعوا عنی

''بے شک مجھ کو سارے لوگوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے پس تم میری طرف سے (یہ پیغام) لوگوں تک پہنچا دو۔''

آنحضرت ﷺ کے اس واضح حکم پر عمل کرنے کا ایک نمونہ ملاحظہ ہو، جس میں آپ ﷺ کے ایک صحابی ربعیؓ بن عامر نے ایرانی سالار رستم کے سامنے اپنی ذمہ داری کی وضاحت کی تھی:

''اللہ نے ہمیں مبعوث کیا ہے اور وہ ہم کو لایا ہے تاکہ وہ جسے چاہے اس کے بندوں کی عبادت سے نکال کر خدا کی عبادت کی طرف لائیں اور دنیا کی تنگی سے اس کی وسعت کی طرف اور مذاہب کے ظلم سے اسلام کے عدل کی طرف۔''

ایک جبروتی طاقت ایران کے جرنیل کے سامنے آپ ﷺ کے ایک نمائندے نے جس طرح اپنے احساسات کا تذکرہ کیا، اس سے امت محمدیہ کی عظیم ذمہ داری کا پتہ چلتا ہے۔ حدیث میں ایک اور جگہ وارد ہے:

انتم شهدا لله فی الارض

''تم لوگ دنیا میں خدا کے گواہ ہو''

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

مشن پیغمبری کی ذمہ داری کے متعلق آپ کا ایک حکم قرآن کی زبان میں ملاحظہ ہو:

ادع الی الله علی بصیرة انا ومن اتبعنی۔

''میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور وہ جو میری اتباع کرتے ہیں۔''

انبیاء اور رسولوں کی بعثت کا مقصد صرف یہ نہ تھا کہ وہ احکام الٰہی کی تابعداری کریں بلکہ وہ خدا کے اوپر بندوں کی حجت کو پورا کرنے کے لئے آتے تھے۔ ان پر لازم تھا کہ وہ صاف اور کھلے انداز میں اپنے اپنے علاقوں میں خدا کی معرفت اور زندگی کی حقیقت روشن کردیں۔ اسی کے احکام کو زندگیوں میں جاری کرنے لگ جائیں۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

حل طلب سوالات

مصنف رحمہ اللہ نے اس باب میں موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق خلافت کے احیاء کی جدوجہد کیلئے قرونِ اولیٰ میں برپا ہونے والی خلافتِ راشدہ کے قیام وتکوین کے مراحل، اسباب اور مقاصد وفوائد سے استشہاد کرتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے کہ قرونِ اولیٰ کی طرح دورِ جدید میں خلافت کا قیام نہ صرف دعوت وجہاد ہی سے ممکن ہے بلکہ بعد از قیام اس کا استحکام واستقلال بھی دعوت وجہاد ہی کا مرہون منت ہے اس حوالے سے ان کے بیان کردہ دلائل کی تصریح کریں؟

(۲) موجودہ باب میں قرونِ اولیٰ میں قائم کی جانے والی خلافتِ راشدہ کے نتیجے میں مرتب ہونے والے سیاسی وسماجی، معاشرتی وعمرانی اور تہذیبی اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

گیارھواں باب

غلبہ اسلام ۔۔۔۔۔صرف خلافت کے ذریعے ممکن ہے

ایک عام آدمی بار بار یہ سوچ سکتا ہے کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو دعوت دی گئی ہے۔ کیوں نہ ہم محمد رسول اللہ ﷺ کے نام پر متحد ہوں۔ غلبہ اسلام اسی نام سے ہو، اتحاد بھی اسی بنیاد پر قائم کیا جائے، ''خلافت ورلڈ آرڈر'' کی بجائے ''محمدیہ اسلام ورلڈ آرڈر'' کیوں نہ پیش کیا گیا۔

اس سوال کا جواب سمجھنے سے پہلے یہ حقیقت جاننا ضروری ہے کہ آج جب کمیونزم کی شکست کے بعد امریکہ کی طرف سے اپنی بالادستی قائم کرنے کے لئے نیو ورلڈ آرڈر پیش کیا گیا ہے۔ اس غلبہ اور بالادستی کے مقابلے میں مسلمانوں کو کس بنیاد پر علیحدہ تشخص اور یکسر جدا تصور کی ضرورت ہے۔

نیو ورلڈ آرڈر میں باقاعدہ کسی نظم مملکت کا تصور اجاگر نہیں کیا گیا بلکہ امریکی پالیسی کو دنیا بھر میں غالب کرنے کے لئے چند دفاعی اصول مقرر کیئے گئے ہیں۔ خلافت راشدہ اسلام سے جدا کسی تصور کا نام نہیں۔ بلکہ حقائق پر غور کرنے والا تاریخ کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ محمدی شریعت، نظام الہیہ اور نظام مصطفیٰ کی عملی تعبیر اور پریکٹیکل تصویر ہی کو خلافت راشدہ کہا گیا ہے۔۔۔

آنحضرت ﷺ پر ۲۳ سال میں جو قرآن نازل ہوا، اپنے دور نبوت میں آپ

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

نے ریاست مدینہ میں جن خدائی احکام کے نفاذ کا آغاز کیا، اس کی تکمیل آپ ہی کے آخری دور میں ہو چکی تھی۔ اب وہ اصلی دین جو تکمیل کے خلعت سے آراستہ ہو کر ایک متن یعنی قرآن کی صورت میں صحابہ کرامؓ کے پاس موجود تھا۔۔۔ اس کو دور نبوت کے ساتھ ہی پیغمبرانہ احکامات، تعبیرات، اصولوں اور واضح اشارات کی روشنی میں خلفاء نے زمین کے سینے پر نافذ کر دیا۔ اپنے دور کی ہر سوسائٹی، ہر محکمے، ہر شعبے کو قرآنی ہدایات سے آراستہ کر کے اسلام کی عملی شکل تاریخ کے افق پر آویزاں کر دی۔

آنحضرت ﷺ کا حقیقی مقصد

خدائے بزرگ و برتر نے اپنی لازوال کتاب قرآن میں اپنے سب سے بڑے پیغمبر کی آمد کا حقیقی مقصد ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله

"وہ خدا وہ ذات ہے جس نے اپنے رسولؐ (محمد) کو حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کا دین پوری دنیا کے دینوں پر غالب آ جائے۔"

آنحضرت ﷺ کی بعثت کے مذکورہ مقصد کو جاننے کے بعد یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ دنیا کے سب سے بڑے نجات دھندہ اور انسانیت کے آخری رسول و پیغمبر کی آمد کو "غلبہ اسلام کی تکمیل" سے مشروط کر دیا گیا ہے۔۔۔ اسوہ رسول کا مطالعہ کرنے والا ہر طالب علم جانتا ہے کہ ریاست مدینہ کی دس سالہ حکومت کی ترقی، مدینہ سے نکل کر شام تک اسلامی اقتدار کا نفاذ، تبوک میں رومی عیسائیوں سے ہم کلامی، خیبر میں یہودیوں سے گھمسان کی لڑائی، ۱۱۴۔ افراد سے بڑھ کر سوا لاکھ انسانوں کا صرف چند ہی سالوں میں اسلام کے

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

سایہ عاطفت میں جگہ پانا، اسی مقصد حقیقی کی طرف سرعت کے ساتھ بڑھنے کا عمل تھا۔

انفرادی نیکیوں کی تلقین کے ساتھ ساتھ اسلام جس اجتماعی فلاح اور عالمی امن کے قیام کا داعی تھا، آنحضرت ﷺ کی دس سالہ مدنی زندگی اس کا حسین ترین شاہکار ہے۔

آنحضرت ﷺ کی نبوت کا حقیقی مقصد صرف بدر و حنین کی جنگوں، مسجد نبوی میں ہونے والے دعوت وارشاد کے امور ہی کو قرار نہیں دیا گیا بلکہ دور نبویؐ کی دو بڑی طاقتوں ایران اور روم جو مجوسیت و عیسائیت کی امین تھیں، ان کے مقابلے میں اسلام کو غالب کرنا تھا۔

اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ نبوت محمدیہ کا حقیقی مقصد کس انداز میں پورا ہوا۔ اس قرآنی مفہوم کی تشریح وتفسیر میں حکیم الہند حضرت امام شاہ ولی اللہ دھلویؒ کی تصریحات ملاحظہ ہوں:

مشرک اور عیسائی چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور یعنی مشعل اسلام کو بجھا دیں اپنے منہ سے۔۔۔ اور اللہ اپنے نور کو ضرور پورا کر کے رہے گا۔ اگرچہ کافروں کو سخت دکھ محسوس ہو۔ اللہ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ وہ اس دین کو تمام ادیان پر غالب کرے۔ چاہے مشرکوں کو تکلیف پہنچے۔ **لیظھرہ علی الدین کلہ** تاکہ دین کو تمام ادیان پر غالب کرے۔ اس آیت کے ضمن میں حضرت شاہ ولی اللہ کی تصریح کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

غلبہ اسلام دور خلافت میں مکمل ہوا

چونکہ اسلام کا تمام ادیان پر غلبہ بظاہر آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں حاصل نہیں ہوا، کیونکہ عیسائی اور مجوسی اس وقت تک اپنے اپنے طور طریق پر قائم تھے، ضروری نہیں کہ یہ

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

غلبہ آنحضرت ﷺ کے سامنے ہو جائے۔ آپ کا مبعوث وظاہر ہونا، غلبہ کا سبب ہو گیا لیکن اس کا نتیجہ آپ ﷺ کے خلفاء کے ہاتھوں میں ہوا۔

آپ ﷺ کے نائبین کے ہاتھوں دین کا غلبہ بھی گویا کہ آپ کے ہاتھوں غلبہ قرار پائے گا۔ الحاصل اس وقت تمام دنیا دو (۲) پر شوکت بادشاہوں یعنی قیصر و کسریٰ کے زیر نگیں تھی۔ یہ دونوں بادشاہ تمام مذاہب پر غالب تھے۔ یہودی، مجوسی اور نصاریٰ کسی نہ کسی طرح انہی کے تابع فرمان تھے۔ روم، فارس، فرانگ، جرمن، افریقہ، شام، مصر اور بعض بلاد حبشہ قیصر کی موافقت میں نصرانیت کے ہم مذہب تھے۔

خراسان، توران، ترکستان، زوالستان اور باختر وغیرہ کے لوگ بہ تبعیت کسریٰ مجوسی تھے اور باقی مذاہب مثل یہود مذہب مشرکین مذہب ھنود اور مذہب صائبین انہیں دونوں بادشاہوں کی شوکت میں پامال ہو رہے تھے اور ان مذاہب کے معتقدین درہم برہم ہو چکے تھے۔ لہٰذا منشاء الٰہی جو کہ دین حق کے غالب کرنے اور کفار کے ظلم کا انتقام لینے سے متعلق تھا، سرزمین حجاز جو کسریٰ کے تصرف میں تھی نہ قیصر کے زیر نگیں اور دونوں قیصر و کسریٰ اس سے غافل تھے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے دین برحق کے قائم ہو جانے کے بعد دین محمدی کو غالب کرنے کا ارادہ ظاہر کیا اور چونکہ خدا تعالیٰ کی مشیت میں آنحضور ﷺ کے دنیا سے جانے کے بعد یہ نعمت مقدر تھی۔ اس لئے ضروری ہوا کہ دین حق کے غلبہ کو کامل کرنے اور دشمنان خدا کو مکمل طور پر زیر و زبر کرنے کے لئے آپ ﷺ کے خلفاء مقرر کئے جائیں تا کہ یہ باتیں بھی آپؐ کے صحیفہ اعمال میں درج ہو جائیں اور وہ ارادہ انتقام جو آپؐ کی بعثت کے ضمن میں لپٹا ہوا تھا اپنا کام پورے کرے، خلافت راشدہ کی ضرورت اور خلفائے

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

راشدین کی بے مثال کارگزاری کے عنوان پر اس جامع تجزیہ کے بعد حضرت امام دہلویؒ لکھتے ہیں:

''اب سمجھ لینا چاہیے جیسے **لیظھره علی الدین کله** کا صحیح مطلب یہ ہے جس قدر غلبہ دین حق حاصل ہوا، وہ لیظھرہ میں داخل ہے۔''

اس غلبہ کے اعلیٰ اقسام میں دولت کسریٰ و قیصر کا درہم برھم ہونا بدرجہ اولیٰ داخل ہوگا اور یہ غلبہ حاصل کرنے والے آپؐ کے خلفاء تھے۔ ان کی کوشش، آپ کی بعثت کے ساتھ لپٹی ہوئی تھی اور بطور گواہ تدبیر غیبی کے لئے اس کے ظہور کے ساتھ شامل تھی۔

خلافت خاصہ کے یہی معنی ہیں۔ (ازالتہ الخفاء، ج ا ص ۱۷۵)

آگے چل کر امام دہلوی نے وضاحت کی:

''اور پھر یہ سمجھ لو کہ آیت مذکورہ **لیظھره** کے لفظ سے ظاہر ہے کہ وہ ہدایت اور دین حق جس کے ساتھ آنحضرت ﷺ بھیجے گئے تھے، ظاہر غالب، روشن اور مشہور ہوگئی نہ کہ مخفی اور پوشیدہ۔''

آپ نے ملاحظہ فرمایا! دین حق کے غلبہ اور امر حق کے واضح ہونے کے سلسلے میں کس قدر واضح دلائل کا سورج چار دانگ عالم میں چمک چکا ہے۔ قیصر و کسریٰ کی ہلاکت و تباہی سے کس طرح دین کو استحکام عطا ہوا اور پوری دنیا کے ہر ہر گھر میں اسلام کی آواز داخل ہو چکی ہے بلا شبہ آنحضرت ﷺ کی مندرجہ ذیل پیشین گوئیوں کی تکمیل بھی حضرت عمر فاروقؓ کے دور مقدسہ میں ہوئی۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

میرے لئے زمین کو لپیٹا گیا اور فرمایا مجھے سرخ اور سفید قسم کے خزانے عطا کئے

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

گئے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

هلك كسرىٰ ثم لا يكون كسرىٰ بعده و قيصر ليهلكن ثم لا يكون قيصر بعده ولتفسمن كنوز هما فى سبيل الله!

''شاہ ایران کسریٰ ہلاک ہو گیا۔ اب اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور قیصر بھی برباد ہو جائے گا۔ اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا۔ تم لوگ ان دونوں بادشاہوں کے خزانے اللہ کے راستے میں تقسیم کرو گے۔''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: سراقہ بن جعشمؓ کے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن ہوں گے۔ آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث قدسی ہے:

ان الله مقت عربهم و عجمهم (الخ)

اس حدیث میں عجم کی بڑی جنگ کا ذکر ہے جس سے مراد فارس کی تاریخی لڑائی ہے۔

حضرت حکیم الہندؒ کی واضح تصریحات کے مطابق نبوت کے حقیقی مقصد کی تکمیل حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے دور میں ہوئی۔۔۔ ہمارا مدعا یہ ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ کی آمد حقیقی کے مقصد کی تکمیل کے لئے محمدی دور میں ہونے والی غلبہ اسلام کی جدوجہد کے ساتھ خالق عالم نے خلفاء ثلاثہ کی تاریخی کاوش اور اولوالعزم معرکہ آرائی کو مقدر فرمایا۔۔۔ نبوی مقصد کے نقطہ عروج کے لئے خلفاء راشدین کی سعی پیہم کو بطور آلہ اور واسطہ استعمال کیا گیا ہے تو بعینہ آج کے دور میں بھی دنیا کی تمام قوتوں کے مقابلے میں غلبہ اسلام کا حقیقی مقصد خلفاء راشدین ہی کے اصولوں اور تعلیمات کی بنیاد پر حاصل کیا جا سکتا ہے۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

اگر دنیا میں کوئی اسلامی تحریک یا کوئی داعی اسلام یا کوئی مبلغ، رہنما یا اسلامی افکار کا علمبردار "خلفاء راشدین" کے طرز حکومت، طرز جہاد اور طرز تبلیغ سے پہلو تہی کرے گا اسے وقتی طور پر شہرت اور مقبولیت تو حاصل ہو سکتی ہے لیکن اسلام کو دنیا بھر میں غالب کرنے میں کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔

خدائے لم یزل نے نبوی ﷺ مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے جن لوگوں کا انتخاب کیا اور جن لوگوں کے ذریعے دو بڑی استعماری قوتوں کو زیروزبر کیا۔۔۔ انہی خلفاء راشدین بالخصوص حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ کے ذریعے عدل اجتماعی کے قیام سے ایک طرف عالمی زیادتیوں کا خاتمہ کرایا اور دوسری طرف دنیا کی ہر قوم کو امن وطمانیت اور انصاف کی دولت نایاب مہیا کی۔

ہمارا المیہ یہ ہے کہ نصف صدی قبل جب سے مسلمانوں نے فرانسیسی اور برطانوی استعمار کی غلامی کی زنجیروں کو گلے سے اتارا، ایک تو ہم نے محمدی شریعت کے نفاذ کے لئے عملی جدوجہد نہیں کی۔ عربوں نے عرب نیشنلزم اور برصغیر کے مسلمانوں نے دور غلامی ہی کے قوانین کو سینے سے لگائے رکھا۔۔۔

جدید ترقی میں مسلمانوں کے پیچھے رہنے کا اصلی سبب کیا ہے؟

گورے انگریزوں کی بجائے ان کی مراعات اور اعزاز یافتہ کالے انگریزوں نے اپنے سابق آقاؤں ہی کے نظام میں اپنی ترقی کا راز سمجھ لیا، نتیجہ یہ ہوا کہ آج مسلمان دنیا کی جدید ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ گئے۔ اگر نصف صدی کے اس عبوری دور میں کسی حکمران یا داعی نے کسی جگہ اسلام نافذ بھی کرنا چاہا یا اسلام کے لئے خلوص سے کوشش بھی کی تو اس میں وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ اس کی ایک وجہ تو یہ بھی ہے کہ اس کو ملنے والی بیوروکریسی اور

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

خود اسلام کی عالمگیر حیثیت اور اس کے حیرت انگیز عادلانہ قوانین سے کما حقہ واقف نہ تھا۔ دوسری طرف اس نے اسلامی نظام کے نفاذ اور محمدی شریعت کو عملی طور پر ہر ہر شعبے میں رائج کرنے کے لئے خلفاء راشدین کے ادوار کو آئیڈیل قرار نہیں دیا۔ نظام اسلام کا دعویٰ کر کے فرانس، چین، روس اور امریکی و برطانوی دساتیر سے ریزہ چینی کرتا رہا۔ اس طرح اسلام تو لاکھوں کی قربانیوں کے باوجود نہ ملا۔ البتہ اسلام آباد (حکومت) ہر ایسے حکام کو ملتا رہا۔ یہ بات عقل سے بعید تر ہے کہ اسلام کے نفاذ کے لئے خلافت راشدہ کو نظر انداز کر کے کامیابی حاصل کی جائے۔۔۔ اگر آنحضرت ﷺ کے دور میں غلبہ اسلام کے لئے بارگاہ الٰہی سے خلفاء ہی کو آپ کے ساتھی، مشیر، معتمد، قابل اعتماد جانشین کے طور پر چنا گیا ہے تو آج ان برگزیدہ لوگوں کے ادوار کو بالائے طاق رکھ کر کیونکر کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ۱۵ ویں صدی میں اگر کوئی دنیا کی تحریک غلبہ اسلام کا نعرہ لگاتی ہے یا کوئی حکمران اپنی مملکت میں اسلام کے اصولوں کو رائج کرنا چاہتا ہے تو وہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، اور حضرت علیؓ کے دور کی اصلاحات، معاشی قوانین، اقتصادی لائحہ عمل، غیر مسلموں کے حقوق، خلفاء کی طرف سے کئے گئے بین الاقوامی معاہدوں کو بطور اصول اور رہنما اپنے آئین میں شامل کر کے اسی نظام کی بنیاد پر عالمی کفر کے مظالم سے مظلوم، مسلم اقلیتوں کی جان و مال کے تحفظ کا کام شروع کر سکتا ہے، جدید چیلنجوں کا جواب دینے کے لئے خلافت راشدہ کی زندہ جاوید تصویر کو حرز جاں بنا سکتا ہے۔۔۔

ہماری ناکامی کی بڑی وجہ اسلام کے اس درخشندہ عہد سے مجرمانہ چشم پوشی اور پہلو تہی ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ خلفاء راشدینؓ کے دور میں بعض واقعات ایسے پیش آئے، جس پر عام مسلمان حیرت زدہ ہو جاتا ہے۔ بعض امور میں ان کے اجتہادی اختلاف پر انسان تامل کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا لیکن یہ سب چیزیں معلومات کی کمی اور عدم واقفیت

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

کی بناء پر پیش آتی ہیں۔ان تمام مشکلات کا جواب بھی بڑی بڑی اسلامی کتابوں میں موجود ہے۔

دنیا بھر کی مسلم مملکتوں پر خلافت کے ذریعے غلبہ اسلام کی تکمیل کی عالمی ذمہ داری کو پورا کرنا وقت کی ضرورت ہے۔خلافت کی بنیاد پر اسلام کے نفاذ کی جدوجہد سے حنفی، مالکی، حنبلی، شافعی اور بریلوی، دیوبندی کے باہمی فروعی اختلافات بھی یکسر ختم ہو جائیں گے۔گویا کہ خلافت کا نظام ایک طرف اسلام کے عالمی غلبہ کا ذریعہ ہوگا، دوسری طرف مسلمانوں کی وحدت کا حقیقی ضامن ہوگا۔۔۔۔۔۔غلبہ اسلام کی جدوجہد کا سارا محور ''خلافت راشدہ'' ہے،اس کی اہمیت وقعت اسلام کے مسلمات میں شامل ہے،اس سے انحراف حقیقت میں اسلام سے انحراف ہے،اس پر تنقید اسلام پر تنقید ہے،خلفاء راشدین کو جزوایمان تسلیم کئے بغیر کتاب وسنت سے تعلق کا دعویٰ باطل ہے،غلبہ اسلام بذریعہ خلافت راشدہ ہی ہمارا حقیقی نصب العین ہے۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

حل طلب سوالات

مذکورہ باب میں مصنف رحمہ اللہ نے اس حقیقت کا اظہار دوٹوک اور کھلے الفاظ میں کیا ہے کہ غلبہ اسلام جو بعثتِ رسالت کا مقصد وحید ہے اس کا حصول فقط احیائے خلافت کے ذریعے ہی ممکن ہے، لہذا مسلمانوں کی جدوجہد اور جملہ مساعی کا محور اور عالمی نصب العین محض یہی ہونا چاہیے کہ خلافت کا قیام کیونکر ممکن ہو۔

مصنف کی تصریحات کی روشنی میں اس حوالے سے اٹھائے جانے والے خدشات کا جائزہ لیں؟

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں دورِ خلافت راشدہ کی دینی وشرعی اور مرکزی اسلامی حیثیت کو مفصل بیان کریں۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

بارھواں باب

مسلمانوں کی قیادت اور جدید چیلنجوں کا جواب

جدید ترقی کے نعرہ کی پہلی سزا شاہ فیصل کو ملی

اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ عصر حاضر کی سائنسی ترقی اور جدید آسائشی تمدن کے چیلنج کو قبول کرنے کے لئے پوری امت مسلمہ کی ایک یونٹ۔۔۔قائم کی جائے۔ ۱۹۷۳ء میں سعودی فرمانروا شاہ فیصل نے اس یونٹ کے قیام کے لئے ''تضامن اسلامی'' کا تاریخ ساز نعرہ بلند کیا تھا۔ اس نعرے نے مغربی اور اشتراکی دیوتاؤں کے در و بام ہلا دیئے تھے۔ پوری دنیا کے میڈیا میں شاہ فیصل مرحوم کے ''اتحاد اسلامی'' کے عالمی نعرے سے شور مچ گیا تھا۔ ہر طرف حیرت و استعجاب اور تحیر کی نگاہیں بلند ہوگئی تھیں۔۔۔بالآخر اسی نعرہ کی سزا ان کو دو سال بعد شہادت کی صورت میں ملی۔

اگر شاہ فیصل کی اس تاریخ ساز کاوش پر عمل ہو جاتا اور عالم اسلام ایک مٹھی میں بند ہو کر ۷۳ء ہی سے جدید چیلنجوں کے جواب اور مغربی تہذیب اور اشتراکی افکار کے مقابلے کے لئے برسر عمل ہو جاتا تو آج نہ افغانستان میں ۱۵۔لاکھ مسلمان شہید ہوتے نہ عراق، کویت کا قضیہ ساڑھے تین لاکھ مسلمانوں کو نگل جاتا۔ نہ ہی بوسنیا کے چار لاکھ مسلمان موت کے عفریت میں جان بلب ہوتے، نہ آج تک ۸۰ ہزار کشمیری بیٹیاں برف پوش

پہاڑوں پر موت کے پاتال میں گم ہوتیں۔

میرے نزدیک بہت سے کمزوروں کے باوجود مصر کے جمال ناصر نے ۱۹۶۶ء میں نہر سویز کے قضیہ پر امریکہ کے خلاف آواز بلند کی تو اس وقت بھی مغرب کے دیوتاؤں کی نیند حرام ہوگئی تھی۔ اس کے بعد ۷۳ء کے شاہ فیصل کے نعرے سے تو مغربی اقوام کی سانسیں پھول گئی تھیں۔ ایک عرب جریدے کی رپورٹ کے مطابق ۷۳ء میں امریکی بینکوں میں عرب ملکوں کا مجموعی طور پر ۳۰ ارب ڈالر سے زیادہ سرمایہ جمع تھا۔ جس سے ان ملکوں کی اقتصادی گاڑی چل رہی تھی۔ شاہ فیصل کے اس نعرے کے بعد یہ خطرہ ہو گیا تھا کہ اب مسلمان کا کل سرمایہ یہاں سے نکالا جائے گا۔ تیل آزاد منڈی میں فروخت ہوگا۔

نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ۲۵ مارچ ۷۵ء کو شاہ فیصل کی شہادت کے بعد اس نعرہ کا سحر ٹوٹ گیا اور پھر پوری ملت اسلامیہ جنوبی ایشیاء اور افریقی اسلامی ملکوں کے ساتھ جو کچھ ہوا، وہ سب کے سامنے ہے۔

امریکی نیو ورلڈ آرڈر کے مقابلے میں خلافت ورلڈ آرڈر

آج ایک بار ہم پھر ملت اسلامیہ کی عالمی وحدت کی ناگزیر ضرورت کے لئے امریکی نیو ورلڈ آرڈر کے مقابلے میں خلافت ورلڈ آرڈر پیش کر رہے ہیں۔۔۔ ''خلافت ورلڈ آرڈر'' کا سادہ مفہوم یہ ہے کہ ۵۸ اسلامی ملک اور ان کی ایک ارب ۲۳ کروڑ آبادی کو پھر سے ایک عظیم اسلامی وحدت ''مرکز خلافت'' کی لڑی میں پرو دیا جائے۔۔۔ دنیا بھر میں جتنے بھی اسلامی ملک ہیں، وہ اپنی اپنی جگہ آزاد حیثیت سے حکمرانی کرتے رہیں۔ ابتدائی طور پر ہر ملک کے نظام کو تبدیل کرنا ممکن نہ ہو تو ان کا مجموعی نظام بلاشبہ اسلامی شورائی ہو، جمہوری ہو، عادلانہ طرز زندگی ہو، صدارتی، پارلیمانی اور فرانسیسی مناسب نمائندگی ہو۔ تاہم

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

پوری ''امت محمدیہ'' کے لئے اقوام متحدہ کی فوج نیٹو کی طرح مشترکہ اسلامی فوج ہو۔ سی۔ این۔ این کی طرح مشترکہ اسلامی میڈیا ہو۔۔۔ یورپین ملکوں کی مشترکہ کرنسی کی طرح اپنے اپنے ملکوں کی کرنسی کے علاوہ مشترکہ کرنسی ہو۔ قدرتی وسائل کی تلاشی کا عالمی ادارہ ہو، تیل، سونا، ربڑ، گیس کو یورپین اشتراکی افریقی منڈیوں میں فروخت کرنے کے لئے ''مرکز خلافت'' کی منظوری لازمی شرط کے طور پر تسلیم کی جائے۔۔۔

عیسائیوں، یہودیوں، ہندوؤں اور کمیونسٹوں سے امن کی بھیک مانگنے کی بجائے مسلمانوں کی ''سلامتی کونسل'' قائم کی جائے۔ عراق، کویت، تنازعہ افغانستان کے تمام قضیہ جات اور متحدہ عرب امارات کے جزائر کا معاملہ۔ قطر، بحرین اور یمن اور سعودی عرب حتیٰ کہ دنیا کے ہر اسلامی ملک کے کسی بھی قضیہ کے حل کے لئے ''عالمی مسلم عدالت'' کا قیام عمل میں لایا جائے۔

ہمارا مقصد یہ ہے کہ دنیا بھر کا مسلمان آنحضرت ﷺ کے اس سچے فرمان کی تصویر پیش کر کے عالمی کفر کے مقابلے میں ''غلبہ اسلام'' کا حقیقی ترجمان بن جائے۔

المومن للمومن کا البنیان لیشد بعضھم بعضا

''ایک مومن دوسرے مومن کے لئے ایک جسد واحد کی طرح ہے جو ایک دوسرے سے ملا ہوا ہو۔''

''خلافت ورلڈ آرڈر'' کے ذریعے ہم دنیا بھر میں عظیم عالمی مرکز خلافت کا تصور پیش کر کے مسلمانوں کو مغربی اور اشتراکی تہذیبوں کے مقابلے میں اسلامی تہذیب اور محمدی تمدن کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ ہمارا مقصد ''مرکز خلافت'' کے زیر انتظام مشترکہ دفاعی، مشترکہ میڈیا، مشترکہ تعلیم، مشترکہ ایٹمی پروگرام اور ممالک اسلامیہ کے اقتدار کو خلافت راشدہ کے اصولوں کی روشنی میں عدل اجتماعی کے زیور سے آراستہ کرنا ہے۔۔۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

آج کے دور میں اگر امت مسلمہ اپنے وسائل کو اجتماعیت کے حسن سے آراستہ نہیں کرتی تو یہ عالمی کفر کے سامنے ہمیشہ ہمیشہ سرنگوں رہے گی۔۔۔

اسلام نے کہا ہے:

واعدوا لهم ما استطعتم من قو

"تم تیاری کرو اپنے دشمن کے خلاف جس قوت کی استطاعت رکھتے ہو۔"

عالمی اسلامی دفاعی قوت ناگزیر ہے

ہر دور کے جدید تقاضوں کے مطابق اسلام کو ہر نسل کی ابدی فلاح اور کائنات کی ہر سوسائٹی میں کامرانی کی ضمانت کے طور پر پیش کرنا پوری امت کا اولین فرض ہے۔ جیسا کہ یہ بات گذر چکی ہے کہ:

آنحضرت ﷺ کی بعثت کا حقیقی مقصد غلبہ اسلام ہے۔ یہ غلبہ صرف نمازوں، روزوں، ادائیگی زکوۃ اور تسبیح وتہلیل ہی سے ممکن نہیں۔ اس غلبہ کے لئے پوری امت کو دعوت دین کے ساتھ ساتھ جدید تقاضوں کے مطابق سر جوڑ کر بیٹھنا ہوگا۔ عہد حاضر کی جدت طرازی اور سائنسی ترقی کی تمام منزلوں کو عبور کرنا ہوگا۔۔۔ قرآن نے تو خود سائنسی ایجادات کا راستہ دکھایا ہے۔

کس قرآنی آیت نے جدید اکتشافات سے روکا ہے؟ کس پیغمبرانہ ارشاد سے اعلیٰ وسائل سے قوموں کو عروج پر گامزن کرنے سے منع کیا گیا ہے؟ اسلام نے کس حکم میں ستاروں کو مسخر کرنے، چاند پر جانے، سورج پر پہنچنے، درختوں، پہاڑوں، لوہے، تانبے اور سمندروں سے موتی چننے سے باز رکھا ہے۔ قرآن وحدیث کے کس باب یا کس سورۃ میں

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

جدید سائنسی ترقی کے مراکز قائم کرنا ممنوع قرار دیا گیا ہے؟ عالمی کفر خواہ یہودیت کی صورت میں ہو یا عیسائیت کے لباس میں ہو، کمیونسٹ کے پیرھن سے آراستہ ہو یا ہندو مت کے افکار کا علمبردار ہو۔ وہ کبھی مسلم امہ کا خیر خواہ نہ ہوگا۔ اگر وہ جدت طرازی کی مختلف صورتوں سے پوری ملت اسلامیہ کو اپنا غلام بنائے رکھے اور امت کا کوئی مسیحا دنیائے کفر کے چیلنجوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے کارزار میں نہ اترے تو اس سے بڑھ کر اسلام دشمنی کیا ہو سکتی ہے۔۔۔ آج دنیا کے ہر اسلامی مفکر، اسلامی سکالر، اسلامی حکمران اور اسلامی دانشور سیاستدان پر یہ بات ہر فرض سے اہم فریضے کے طور پر لازم ہے کہ وہ جدید دور میں اسلام کو غالب کرنے کے لئے۔۔۔ اٹھ کھڑا ہو، ہر تہذیب سے ٹکرا لے کر اسلامی تہذیب کو عام کرے، ترقی کے ہر دوسرے زینے سے اتر کر اسلام کے ذریعے قائم کی جانے والی ترقی کے زینوں پر سوار ہو۔

آہ۔۔۔ دنیائے کفر نے متحد ہو کر ہمیں ہر سطح پر سرنگوں کر ڈالا۔۔۔ اے امت مسلمہ۔۔۔ کیا تو نے کشمیر کی بیٹیوں کی چیخ و پکار نہیں سنی۔ کیا تیرے کانوں میں سسکتی ہوئی مسلم لاشوں کی ندیٔ کے بین اور کرب کا غوغا نہیں پہنچا؟

کیا بوسنی مسلمانوں کی تڑپتی لاشوں سے تیری غیرت و حیاء میں ارتعاش پیدا نہیں ہوا؟

کیا افغانستان کے ۱۵۔ لاکھ شہداء نے تیرے مشام جان کو مظلومیت و مجبوری کی دھڑکنوں سے ہم آغوش نہیں کیا؟

کیا تیرا ذہن و فکر ماؤف ہو گیا ہے، کیا تیرے شعور کا پھول مرجھا گیا ہے، کیا تیرے اندر کا انسان سو چکا ہے، کیا تجھے اپنی بربادیوں اور تباہیوں کا بھی کچھ علم ہے؟

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

آہ کہ تو نے اپنی غفلت، کوتاہی، تساہل اور تجاہل عارفانہ سے ملت اسلامیہ کے تشخص کو بری طرح پامال کر دیا۔

اسلام سے منہ موڑ کر ہر بت کے آگے سر جھکایا۔ ہر در پر کاسہ گدائی لے کر حاضری دی، تو ہر کفر کے دروازے پر کشکول اٹھا کر مارا مارا پھرتا رہا۔

تیرا سرمایہ عیسائیوں کے عشرت کدے سجاتا رہا، تیرے تیل کی سیال دولت سے یہودیت کے دولت کدوں میں فانوس جلتے رہے۔ تیری باہمی آویزش سے کفر یک گونہ طمانیت پاتا رہا۔ تو نے خدا اور اس کے رسول کی غلامی کا قلاوہ اتار پھینکا۔ لیکن ہر دور کی غلامی تیرا مقدر بن گئی۔ کسی سے نہ ڈرنے والا مسلمان خود اپنے ہی سائے سے خوف کھانے لگا۔ ۳۱۳ ہو کر ہزاروں سے لڑنے والا لاکھوں نہیں کروڑوں اور اربوں کی تعداد میں ہو کر بزدلی اور جبن کی مجسم تصویر بنا رہا۔۔۔

آہ۔۔۔ کہ تو کب تلک اپنے آنگن میں چمکنے والے سورج سے روشنی حاصل نہیں کرے گا بلکہ دوسروں کے بجھے ہوئے چراغوں سے روشنی مانگتا رہے گا اور۔۔۔ جس خدا پر تیرا ایمان ہے، جس نبی کو تو نے اپنا رہبر تسلیم کیا ہے، اس کی کتاب نے کہا:

وانتم الاعلون ان کنتم مومنین

"تم تو بہت بلند ہو، اگر تم مومن ہو"

لیکن کیا وجہ ہے کہ بہت بلند ہو کر تم اتنے پست کیوں ہو گئے ہو؟ باعزت ہو کر رسوا کیوں ہو گئے؟ غالب ہو کر آج مغلوب کیوں ہو گئے ہو؟۔۔۔ کبھی تیرے دروازے پر امریکہ اور برطانیہ کے تشنگان علم آ کر پیاس بجھاتے تھے اور آج تو خود کفر کی تعلیم گاہوں سے ریزہ چینی کرنے کو فخر خیال کرتا ہے۔ تیری حقیقی متاع کہاں گئی؟ تیرا قیمتی سرمایہ کہاں لٹ

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

گیا؟ تیری خودداری کیا ہوئی؟ تیری غیرت نے ضمیر کتنے داموں فروخت کر دیا۔۔۔

تو نے انگریزی تسلط سے اگر ہند میں لاکھوں انسان ذبح کرا کے نجات پائی، تو الگ ہو کر بھی اسی انگریزی تہذیب کو اپنانے اور نصف صدی تک اس کے تمدن کے مقابلے میں محمڈن تمدن کو نہ اپنا سکا۔ عرب میں الجزائر اور مصر نے اگر فرانسیسی اور برطانوی سامراج سے آزادی حاصل کی تو حریت فکر کے ترانے گا کر بھی کفر کی تہذیب کا لبادہ نہ اتار سکے۔ اسلامیت کی بجائے عرب قومیت اور سیکولر فکر نے تیرے چمنِ خیال کو مسحور کر کے سارے پیمان تیرے عقل وفہم سے محو کر دیئے۔۔۔۔

اب کیا ہوگا۔۔۔ مستقل آزادی یا ابدی غلامی۔۔۔ ان دونوں میں سے ایک کو اختیار کرنا ہوگا۔ مستقل آزادی کے لئے ایک مرتبہ پھر جدو جہد کرنا ہوگی۔ قوموں کی تقدیر بدلنے کے لئے نئے عزم اور حوصلہ کے ساتھ اسلام کا خلعت اوڑھنا ہوگا۔ محمدی شریعت کا وہ لباس جو خلافت راشدہ کے سانچے میں تیار کیا گیا ہے، اسے زیب تن کرنا ہوگا۔ اگر شریعت محمدی کے لباس کو کسی اور سانچے میں تیار کیا گیا تو پھر تعبیر کی غلطی تجھے راستے سے ہٹا دے گی۔ یہی ایک کسوٹی ہے، یہی ایک سانچہ ہے، یہی ایک معیار ہے۔۔۔ جسے ''خلافت راشدہ'' کا عنوان ۱۴۰۰ سو سال کی اسلامی تاریخ نے دیا ہے۔۔۔ تیری سوچ۔۔۔ تیرے عزم۔۔۔ تیرے ارادے۔۔۔ تیرے فکر۔۔۔ تیرے نظریہ۔۔۔ اور تیرے ولولہ کا منتظر ہے۔۔۔ خلافت ورلڈ آرڈر اور اس کے جملہ نکات اسی جذبہ وتپش اور گرمی نفس سے عبارت ہیں۔۔۔

عظمت رفتہ کی واپسی

۱۹۲۴ء میں۔۔۔ مصطفیٰ کمال پاشا کے ہاتھ سے خلافت کا دامن تار تار کیا گیا

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

تھا، اجتماعیت اور وحدت کا پیرہن تار تار ہو کر عظمت رفتہ کھو بیٹھا تھا۔۔۔ آج جب کہ ترکی نے اسی فکر اسی سیکولر نظریہ اور اسی لادینیت کا جوا اتار پھینکا ہے۔ آج ضرورت ہے کہ پوری امت ایک مرتبہ پھر اسی خلافت کی قبا زیب تن کر کے اپنے حقیقی مرکز اور اصلی محور کی طرف لوٹ آئے۔

ہمارا مقصد یہ نہیں کہ دنیا بھر کے اسلامی ممالک اپنی اپنی حکومتوں کا خاتمہ کر کے ایک دوسرے ملک میں ضم ہو جائیں بلکہ ہمارا مدعا یہ ہے کہ اپنی اپنی مملکتوں کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے۔۔۔ ۵ بنیادی اصولوں پر جمع ہو جائیں۔ ہر ایک ملک کا مرکز و محور۔۔۔۔ ایک عالمگیر سربراہ خلیفۃ المسلمین ہو اور خلافت راشدہ کے عادلانہ اصولوں کی بنیاد پر جملہ اسلامی ممالک ایک عالمگیر فیڈریشن قائم کریں۔

ہر ملک اپنی اپنی اقوام کے حقوق، اپنی اپنی کمیونٹی کے جذبات، مطالبات اور خواہشات کو اپنے اپنے ممالک کے حالات کے مطابق سنوارتا رہے۔۔۔ لیکن خود مختاری کے باوجود دفاعی، کرنسی، تعلیم، مواصلات، ذرائع ابلاغ اور آزاد تجارت اور جدید ترقی کے باب میں ایک فیڈریشن کے قواعد و ضوابط کا پابند ہو۔۔۔ وہ ایمان، یقین، اتحاد کے تین مقدس اصولوں کو مدنظر رکھ کر۔۔۔ دنیا کے ہر چیلنج کا جواب تنہا دے سکتا ہے۔ اگر ہمارا ملک ترقی پذیر یا دنیا کی تیسری قوت کے حوالے سے ''سارک کانفرنس،، میں شرکت کر سکتا ہے، یہودیت وعیسائیت کے مفادات کی محافظ اقوام متحدہ کا ممبر بن سکتا ہے تو وہ صرف مسلم ممالک پر مشتمل اپنی آزاد فیڈریشن۔۔۔۔ کیوں قائم نہیں کر سکتا؟۔۔۔ اگر پہلی جنگ عظیم ۱۹۱۴ء کے بعد خلافت کا خاتمہ ہوا، دوسری جنگ عظیم کے بعد مغربی جمہوریت کی بنیاد پر پارلیمانی، صدارتی نظام ہائے مملکت نے جنم لیا، اشتراکیت کے دیوتاؤں نے ۷۷ سال بعد اپنے ہاتھوں سے کمیونزم کو دیس نکالا دیا تو کیا اب ضروری نہیں کہ ایک محمدی امت ہونے

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

کے بعد اب ہم پھر کسی تیسرے نظام، تیسری طاقت کی غلامی کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔ اب ابراھم لنکن اور لینن مارکس، مسولینی اور چرچل کے اصولوں کی بجائے محمدی شریعت اور آپ کی خلافت کی بنیاد پر۔۔۔ ''اسلامی بلاک'' کی تکمیل وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ آیئے خلافت کی مرکزیت اور اصلیت پر از سرِ نو مسلم اقوام کو جمع کریں اور عصرِ نو کے تمام تقاضوں کے پیشِ نظر اسلام کو عالمی دنیا کے سامنے۔۔۔ امن کے سب سے بڑے پیغامبر اور تعمیر و ترقی کے حقیقی علمبردار کے طور پر پیش کریں۔۔۔

مسلم امہ اٹھ کھڑی ہو!

میں چاہتا ہوں کہ۔۔۔ نظامِ حکومت کی عملی اور پریکٹیکل تصویر خلافت راشدہ کے نظام کو جو اصل میں محمدی شریعت اور نظام الٰہیہ اور نظامِ مصطفیٰ ہی کا دوسرا نام ہے۔۔۔ اسی کو آفاقی اور وفاقی حیثیت دے کر اسی مرکز کے قیام کی جدوجہد کی جائے۔۔۔ مسلم امہ نے یورپ اور مغرب سے آزادی کے بعد نصف صدی تک ہر فکر کی غلامی، ہر نظریہ کو خوش آمدید کہا، ہر طاقت کے سامنے سرنگوں کیا، ہر نظام سے ریزہ چینی کی، ہر دستور کو اپنانا چاہا۔۔۔ تجربہ اور تجزیہ کے لئے نصف صدی بہت بڑا وقت تھا، جس سے مسلم امہ دوسری اقوام کے مقابلے میں ترقی تو کیا کرتی، خود بے اثر ہو کر رہ گئی۔ کمیونزم کی شکست کے بعد دوسری سپر پاور بننے کا موقع گنوا کر خود مغرب کا نشانہ بن گئی۔ دسمبر ۱۹۹۱ء میں جسے امریکی اسکالر فرانسس فوکویاما نے ان الفاظ میں مسلمانوں کی ذمہ داری پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا۔

کمیونزم کی شکست کے بعد اسلام کا نشاۃ ثانیہ کا آغاز وقت کی ضرورت ہے

''نیویارک کے سہ ماہی رسالے ''فارن افیرز'' میں ہے،

''جہاں تک نظریات کشمکش کا تعلق ہے تاریخ کا خاتمہ ہو چکا ہے۔

کمیونزم کے خاتمہ کے بعد اگر تمہیں غلامی ورثہ میں ملی ہے تو اس سے پہلے تو تم آزاد تھے۔ کیا تمہاری صورت میں محمد بن قاسم نے راجہ داہر سے ایک لڑکی کی آبرو بچانے کے لئے جنگ نہیں لڑی تھی؟ کیا طارق بن زیاد نے اندلس کے ساحل پر کشتیاں نہیں جلادی تھیں؟ کیا محمود غزنوی تم میں سے نہیں تھا؟ جس نے راجہ پرتھوی راج کے پرخچے اڑا دیئے تھے۔ تمہاری ماؤں نے صلاح الدین ایوبی کو جنم نہیں دیا تھا؟ کیا آج کی عورتیں ایسے بیٹے جننے سے بانجھ ہوگئی ہیں۔ سلطان ٹیپو بھی تمہارا ہی ایک فرد تھا، جس نے کہا ''شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سوسالہ زندگی سے بہتر ہے۔''

شرارِ ابولہبی کا خاتمہ ضروری ہے

کبھی آپ نے غور کیا کہ۔۔۔ سقوط بغداد اور سپین میں مسلمانوں کی عظمت رفتہ کے خاتمے کے وقت بھی بوسنیا، کشمیر، فلپائن اور اراکان کی مانند مسلمان بیٹیوں کی عصمتیں نہیں لوٹی گئیں، ماؤں کے پیٹ چاک کر کے بچوں کو آگ میں نہیں جلایا گیا، جوان بھائیوں کے سامنے بیٹیوں کی آبرو پامال نہیں ہوئی، دریاؤں میں بہنے والی لاشیں اور چمنیوں میں جلنے والے جسموں میں دھوئیں سے ماحول تعفن آلود نہیں ہوا، بوڑھے بزرگوں کے اعضاء اور نحیف ونزار عورتوں کے پستان نہیں کاٹے گئے۔ خدا کی بستیاں منہدم نہیں کی گئیں، کہیں بابری مسجد اور کہیں مسجد شیخ فیض کو شہید نہیں کیا گیا؟

ہم غیر ملکی قوموں کے حصار میں اس قدر جاں بلب ہوگئے ہیں کہ ہمارے افکار کو سرمائے کی جھنکار نے ایسے انداز میں خرید لیا ہے، ہمارے قلب ودماغ، اقتدار کی ہوس اور

جاہ وثروت کی دمک سے اس قدر مسحور ہو گئے ہیں، ہماری سوچ کی پہنائیوں پر ذاتی ہوس اس قدر غالب آ گئی ہے۔ ہمارے اعضاء ایسے شل ہو گئے ہیں۔۔۔ ہماری فکری اور نظریاتی اساس ایسے طریقے سے ریزہ ریزہ کر دی گئی ہے اور ہمارے زاویہ فکر کا حسن کملا گیا ہے، ہمارا خون سفید ہو چلا ہے، ہمارا جگر چھلنی ہونے کے باوجود عناد، ضد اور ہٹ دھرمی میں اپنے ہی بادبان میں سوراخ کر رہا ہے۔ ہم اپنے ہی گھر کو آگ لگا کر چار پھونک تماشہ دیکھ رہے ہیں۔۔۔ ہمارا دشمن، ہماری کج فہمی، کج رفتاری، کج فکری پر ہمارا تمسخر اڑا رہا ہے۔ ہم نے افغانستان میں اسلام کی بقاء، وطن کی آبرو بچانے کی جنگ لڑی۔ دنیا بھر کی جہادی قوتوں میں ارتعاش پیدا کیا۔ حسن و جمال کے دیوتا چہرے، دور افتاد پہاڑوں میں شہادت کے ترانے گا کر پہاڑوں کی اوٹ میں خاموش ہو گئے۔ وطن سے دور اور بہت دور کئی نونہال اور چاند جیسے مکھڑے اسلامی جہاد کی روح سے سرشار ہو کر خون کی ندیوں میں نہا گئے۔ ان مشک بدن جسموں نے چاروں اطراف کو معطر کیا۔۔۔ لیکن آہ وہ کنول۔۔۔ اسلامی اقدار کا کنول۔۔۔ اسلامی نظام حیات کا کنول۔۔۔ تا حال نہ کھل سکا۔ اب طالبان کے قبضہ سے امید اپیدا ہو گئی ہے کہ نظام خلافت راشدہ کا سورج ضرور چمکے گا۔

۱۵۔ لاکھ انسانوں کی لاشوں پر تعمیر ہونے والا کامرانی کا محل ابھی زیر تعمیر ہے۔۔۔ جس بھارت نے کشمیر کی بیٹیوں کی آبرو پامال کی تھی، جس کشمیر کے لئے ہم نے دنیا بھر میں غوغا کیا تھا، کشمیری کمیٹیاں بنائی تھیں، آج اسی بھارت سے آزاد تجارت کی پینگیں بڑھائی جا رہی ہیں۔

جس اسرائیل نے خدا کے گھر بیت المقدس کی حرمت کو پامال کیا، امت مسلمہ کے خلاف امریکہ کی شہہ پر مظالم کے پہاڑ توڑے، فلسطینی حریت پسندوں کی لاشیں بکھیریں آج اسے تسلیم کرانے کے لئے باقاعدہ مہم چلائی جا رہی ہے، جیسے اس نے بیت

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

المقدس آزاد کر دیا ہو۔ مسلم اقوام کی عداوت کے سارے مہرے مٹا دیئے ہوں، امریکہ کی نگرانی میں امت مسلمہ کی دشمنی بالائے طاق رکھ دی ہو۔ تاریخ انسانی کا یہ عہد اب ختم ہو چکا ہے۔ دنیا کے پاس اب اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ وہ مغرب کے بالادست دو نظریوں "منڈی کی معیشت اور سیکولر جمہوریت" کو من و عن قبول کر لے۔

مغربی یورپ کی حکومتوں نے فرانس فوکویاما کے خاتمہ تاریخ کے نظریے کو دل و جان سے قبول کیا ہے اور یہ طے کر لیا ہے کہ منڈی معیشت اور سیکولر جمہوریت کو اب لازمی طور پر غالب آ جانا چاہیے۔ کیونکہ اسی صورت میں اہل مغرب کو تسلط حاصل ہو سکتا ہے اور اسی کی آڑ میں امریکہ اور اس کی ہمنوا حکومتوں کو تقویت حاصل ہو سکتی ہے۔۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ دو تین سالوں سے امریکہ کی طرف سے اسلامی نظریہ کو بنیاد پرستی اور کبھی دہشت گردی قرار دیا جا رہا ہے۔ امریکہ کی طرف سے صرف جمہوریت نہیں بلکہ سیکولر جمہوریت کو فروغ دینے کی مہم جاری ہے۔ جس کا مظاہرہ پانچ سال قبل الجزائر میں اسلامک سالویشن فرنٹ کی کامیابی کے موقع پر ہو چکا ہے۔ یوں تو امریکہ ہر جگہ جمہوریت جمہوریت کی رٹ لگا رہا ہے، جب اسی جمہوریت کے فلسفے کے مطابق الجزائر کی اسلامی جماعت نے انتخابات میں واضح کامیابی حاصل کر لی اور ۳۶۵ سیٹوں کے ذریعے بالادستی حاصل کر لی تو امریکہ نے فوراً مارشل لاء لگوا دیا۔

اب بتایا جائے امریکہ کس قسم کی جمہوریت کا قائل ہے۔ صرف سیکولر جمہوریت اس کے تصور خیال میں تھی وہ کسی صورت بھی اسلام کو برداشت نہ کر سکتا تھا۔ خواہ اسلام جمہوریت ہی کے ذریعے غالب آئے۔

اب ترکی میں ۷۱ سالہ سیکولرازم کے خاتمے کے بعد رفاہ پارٹی جو اسلام کے حوالے سے انتخابات میں سب سے زیادہ ووٹ حاصل کر کے حکومت بنا چکی ہے، یہاں

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

امریکہ کی خواہش تھی کہ کمیونسٹوں کا اتحاد ہو جائے اور اسلامی رفادہ پارٹی ۱۵۳ سیٹوں کے باوجود حکومت نہ بنا سکے۔۔۔

ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم اسلام کے تمام تر دعووؤں اور مسلم ہونے کے واضح اعلان کے باوجود امریکہ اور اس کے ہمنواؤں کے ہاتھوں میں کھیل رہے رہیں۔

امریکہ کی اسلام مخالف پالیسی کے سامنے پاکستان کا شرمناک کردار

گذشتہ سال ۱۹۹۵ء میں جب امریکہ نے بنیاد پرستی کے خلاف طوفان اٹھایا تو ہمارے ملک کی وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے امریکہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اعلان کیا تھا:

''پاکستان مسلم بنیاد پرستی کے خلاف امریکہ کی فرنٹ لائن کا کردار ادا کرے گا۔''

مگر یہ کردار ادا کرنا بے نظیر تو کیا اس کے کسی حواری کے بس کی بات نہیں اور خود بے نظیر نے نئے سال کے آغاز پر ہی اولیاء کے درباروں اور تسبیح وغیرہ کا اہتمام کر دیا ہے۔۔۔ یہ ہی تو بنیاد پرستی ہے۔ بے نظیر یا اس کے کسی حواری میں پاکستان میں اسلام کے خلاف کسی اقدام کی جرات نہیں، بے نظیر تو بدعنوانی، کرپشن اور لوٹ مار میں اقوام عالم میں پہلے نمبر پر آ کر اب بے وقعت ہو چکی ہے۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

حل طلب سوالات

یہ باب مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی اس کتاب کا اہم ترین باب ہے جس میں انہوں نے امریکہ کے پیش کردہ نئے عالمی استعماری نظام "نیو ورلڈ آرڈر" کے مقابلے میں دنیا میں امن و سلامتی کے قیام کے حقیقی ضامن اور عالمگیر انسانی مساوات کے علمبردار عالمی اسلامی نظام " خلافت ورلڈ آرڈر" کو پیش کرنے کی بھرپور سعی کی ہے ،مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی معروضات کے تناظر میں "خلافت ورلڈ آرڈر" کے مفہوم ومقاصد پہ روشنی ڈالیں؟

(۲) نئے عالمی اسلامی نظام "خلافت ورلڈ آرڈر" کی پیشکش کے اسباب بیان کرتے ہوئے مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے دورِ حاضر میں امت مسلمہ کی افسوسناک ،مظلومانہ حالت زار کو جس دردناک الفاظ اور دلسوز اسلوب میں بیان کیا ہے اسے سامنے رکھتے ہوئے امریکی سامراجی نظام "نیو ورلڈ آرڈر" پر تبصرہ کیجئے؟

(۳) "خلافت ورلڈ آرڈر" کے ذریعے مسلم ممالک کو اپنی داخلی خودمختاری اور تشخص کو برقرار رکھتے ہوئے اتحاد ویگانگت کے جن بنیادی اصول ونکات پہ جمع ہونے کی دعوت دی گئی ہے ان میں مشترکہ دفاع، متحدہ کرنسی، قرآن وسنت کی روشنی میں جدید تعلیمی نظام اور جہالت کا خاتمہ، ذرائع ابلاغ کا متحدہ مفادات کیلئے مشترکہ استعمال شامل ہیں، ان پانچ نکات کے علاوہ جن چیزوں پر اتحاد ممکن ہے تجویز فرمائیں؟

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

تیرھواں باب

خلافت ورلڈ آرڈر اور امت مسلمہ کی ذمہ داری

۱۹۴۵ء میں دوسری جنگ عظیم کے اثرات کے خاتمے کے بعد دنیا میں دو طاقتوں نے سر اٹھایا، جن کی جغرافیائی اور اقتصادی بالادستی دنیا بھر میں مسلمہ طور پر تسلیم کر لی گئی۔ ان میں ایک طاقت روس کی تھی، جس کے اقتدار کی عمارت لینن و مارکس کے نظریہ پر استوار کی گئی تھی۔ دوسری قوت امریکہ کی تھی، جسے مغربی اقوام کا دیوتا مانا گیا ہے۔ ۱۹۳۹ء میں دوسری جنگ عظیم کے موقع پر چونکہ دنیا بھر میں قتل عام کا آغاز ہوا، ایک عرصے تک ہر طرف لاشوں پر لاشیں بکھر رہی تھیں۔ دو ہاتھیوں کی لڑائی میں پھول، کلیاں اور نرم و نازک پودے مسل دیئے گئے۔ رفتہ رفتہ روس کے مقابلے میں یورپین اقوام اور مغربی ممالک نے مادی لحاظ سے بالادستی حاصل کی۔ روس کے زوال میں ایک بڑا عنصر یہ بھی شامل تھا کہ وہاں ہر قسم کی آزادی رائے، تحریر و تقریر اور سیاسی جماعتوں کی تشکیل پر پابندی تھی۔ زبانوں پر تالے لگا دیئے گئے تھے۔ عام ذہن میں اس ترقی پذیر دور کے تقاضوں سے یکسر دور رہ کر ایسی ناامیدی نے جنم لیا کہ فکر و نظر میں مایوسی کے گہرے بادل چھاتے چلے گئے۔ روس نے یہ نہ سوچا کہ لوگوں کی بھی خواہشات ہوتی ہیں، ہر انسان کے حیاتیاتی حقوق بھی ہیں ہر انسان اپنی فطرت اور عادت کے اعتبار سے آزاد سوچ کا حامل ہے۔ لیکن یہاں افکار و نظریات پر قفل چڑھا دیئے گئے کہ انسان کی عادتیں جمود کا شکار ہو کر ہر قسم کی سوچ سے محروم ہو گئیں۔

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

سابق امریکی صدر نکسن کا اعتراف

صدر رچرڈ نکسن نے اپنی کتاب "جنگ کے بغیر کامیابی" میں بلاشبہ انہی مذکورہ عوامل کو روسیوں کی بے بسی کا حقیقی سبب قرار دیا ہے۔۔۔ لیکن ایک سچے مسلمان کے سامنے یہ تمام باتیں ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔ مسلمان دانشوروں کے مطابق زوال روس کا اصل سبب مالک حقیقی سے پہلوتہی ہے۔ روسی چونکہ کمیونسٹ اور ملحد تھے۔ وہ تخلیق انسانی کے حقیقی مقاصد عبودیت الٰہی اور قیامت و بعث کے حقائق سے یکسر منحرف تھے۔ انہوں نے غیر فطری کاموں کو نظام حیات کا حصہ خیال کر لیا تھا۔ اس لئے وہ روز بروز پستیوں میں گرتے چلے گئے۔ اسی لئے روسی دانشور ژاں پال سارتر کو کہنا پڑا کہ اگر ہم خدا اور قدرت کے نظریات کو اپنی زندگی سے خارج کر دیں تو مایوسی اور قنوطیت کے اندھیروں میں بھٹکتے رہیں گے۔ روس کے انحطاط اور زوال کا اصل سبب اللہ تعالیٰ کا انکار اور مالک حقیقی کے بارے میں نا آشنائی ہے۔ ایسا شخص جس کے نزدیک نظام کائنات بغیر کسی صانع و خالق چل رہا ہے، وہ اپنی مملکت کے انتظام و انصرام اور ذاتی زندگی کے ایام و شہور میں بھی اضطراب و اضمحلال کا شکار رہے گا۔ ایسا شخص نہ تو اپنی زندگی کے کسی مقصد کو پا سکتا ہے، نہ ہی اسے تخلیق عالم کے مقاصد سے شناسائی ہوتی ہے۔ وہ بے راہرو اور ناواقف جانور کی طرح زندگی کی شاہراہ پر مارا مارا پھرتا ہے۔ اس کے سامنے نہ تو کوئی مقصد زندگی ہوتا ہے، نہ ہی وہ اپنی پیدائش کا حقیقی مقصد اور انسانیت کی نشوونما کی غایت حقیقی کو جانتا ہے۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

کمیونزم کی شکست کے بعد

بالآخر جب ۱۹۹۱ء میں روس سے کمیونزم کو ذلت و رسوائی کے ساتھ شکست سے دوچار کیا گیا تو اس نظریہ کے بانی لینن اور مارکس کے مجسموں کو خود انہی کے نام لیواؤں نے اپنے ہاتھوں سے اکھاڑ پھینکا۔ ماسکو کے چوراہوں پر کمیونزم کے دیوتاؤں کو حقارت و رسوائی کا عبرتناک نشان بنا دیا گیا۔ ۱۹۱۷ء کو مذہب سے بیزار ہو کر انسانیت کو فلاح و کامرانی کے بلند و بانگ دعوؤں سے نافذ کیا جانے والا نظریہ ایک صدی بھی مکمل نہ کر سکا اور ٹھیک ۷۷ سال کے بعد اپنے ملک اور اپنی ہی قوم کے ہاتھوں ذلت و رسوائی سے رخصت ہو گیا۔

مغربی آزادی کا دوسرا کارنامہ

آپ نے دیکھا کہ ایک طرف حریت فکر پر تالے لگائے گئے۔ مذہب کو افیون قرار دے دیا گیا۔ تقریر و تحریر پر پابندی۔ دوسری طرف برطانوی شہزادے چارلس کی بیوی لیڈی ڈیانا کے ۱۹۹۵ء اکتوبر میں بی بی سی ٹیلی ویژن انٹرویو سے دنیا بھر میں زلزلہ کیوں برپا ہو گیا؟ جس میں لیڈی نے کہا شادی کے بعد بھی کمیلا پارکر سے چارلس کے جنسی تعلقات رہے ہیں اور میں نے بھی شادی کے بعد۔۔۔۔۔ سے جنسی تعلقات قائم رکھے ہیں۔ اگر فیملی نظام کا یہ کارنامہ لائق تحسین تھا تو چارلس اور برطانوی شاہی خاندان نے چارلس کو لیڈی کو طلاق دینے کا حکم کیوں دیا۔۔۔ کہاں گیا فیملی حسن، ازدواجی تعلق۔ ادھر ڈش انٹینا اور مغربی میڈیا نے غیرت و حیاء کا ایسے ایسے انداز میں منہ چڑایا ہے کہ بڑے بڑے امریکی،

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

برطانوی دانشور اس قسم کی آزادی اور فکری وفطری بے راہروی کی مذمت پر اترائے۔

روس میں کمیونزم کی شکست کے بعد اب مغربی اقوام اپنے آپ کو دنیا کا مسیحا ثابت کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔۔۔ لیکن اب یہ خواب شاید کبھی بھی پورا نہ ہو سکے۔ ایک طرف تو خود امریکہ اپنی تاریخ کے سب سے بڑے معاشی بحران کی زد میں ہے، دوسری طرف اقتصادی طور پر جاپان، کوریا، تائیوان، جرمنی اور ہانگ کانگ تجارت کے میدان میں امریکہ سے بہت آگے جا چکے ہیں۔ اب یہ تہذیب جس نے اپنی چکاچوند ترقی اور اکتشافات اور ایجادات کی دنیا میں ایک عالم کو حیران کر دیا تھا، اپنے ہاتھوں سے خودکشی کرنے پر لگی ہوئی ہے۔

دوسری طرف یورپ اور مغربی قوموں نے نظریہ اشتراکیت کے بالمقابل اپنی قوم اور ملک کو اتنی کھلی چھٹی دے دی کہ انسانیت کی اصل قدریں اور اخلاق و کردار کے تمام اصولوں کی دھجیاں بکھر کر رہ گئیں۔ نظریہ اشتراکیت و کمیونزم نے ایک طرف مذہب سے بیزاری کے لئے کئی حربے استعمال کئے۔ ہر رائے اور آزادی کو کچل کر آمریت اور پاپائیت کی بنیاد رکھی تو یورپ و مغرب نے بھی مذہب ہی سے بیزاری اور دین فطرت ہی سے انسانوں کو محروم کرنے کے لئے۔۔۔ پہلے معاملے کو بالکل برعکس کر ڈالا۔ آزادی رائے، حریت فکر، تحریر و تقریر سے تشکیل جماعت، انجمنوں کے قیام، سوسائٹیوں کے انعقاد، سیاسی اور رفاعی اداروں کی بنیادوں کو ایسے طریقوں سے عام کر دیا کہ انسانوں کی زندگی اجیرن ہو گئی۔ ایک طرف ماں، بہن، بیٹی، بھائی، باپ کی باہمی الفت، رواداری، پیار و انس، غمخواری و محبت، تعلق و مودت کا صفایا ہو گیا، دوسری طرف انسانی زندگی کے پاکیزہ ازدواجی

رشتے بھی مادیت کا شکار ہو گئے۔میاں بیوی کی مقدس محبت، بچوں کی تربیت، ماں باپ سے حسن سلوک کی وہ تمام روایات جس کے بغیر معاشرہ کی اصلاح اور سکون وعافیت کا کنول کھل ہی نہیں سکتا، یکسر تباہ و برباد ہو کر رہ گئیں۔۔۔ایسے موقع پر جبکہ کمیونزم شکست سے دو چار ہو چکا ہے، مغربی تہذیب کا سب سے بڑا علمبردار امریکہ اپنی سپر پاور حیثیت کو باقی رکھنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے لیکن آنے والے حالات بتا رہے ہیں کہ اس کی سیادت کا بت بہت جلد ٹوٹنے والا ہے۔ عالمی اقوام امریکہ کے توسیعی منصوبوں، سازشی ہتھکنڈوں، دنیا کے جملہ ممالک میں سازشوں کے ذریعے حکومتوں کی تبدیلیوں کی ناکام کارروائیوں سے عاجز آچکی ہیں۔ایسے وقت میں عالمی سطح پر مسلمانوں کو اپنی علیحدہ مسلم اقوام متحدہ کی تشکیل وقت کی بہت بڑی ضرورت ہے۔

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

حل طلب سوالات

مصنف رحمہ اللہ نے مذکورہ باب میں مسلم امہ کے سامنے جو اغیار کی پیروی میں زار و نزار ہو رہی ہے، شکست و ریخت کا شکار سویت کیمونسٹ نظام اور زوال پذیر امریکی سرمایہ دارانہ نظام کا اصل چہرہ آشکار کرنے کی کوشش کی ہے اور تاریخی حوالے سے یہ بات ثابت کی ہے کہ یہ دونوں نظام افراط و تفریط پر مبنی انتہا پسندانہ نظام ہیں جن کے دامن میں انسانیت کیلئے سوائے مایوسی، پریشانی اور بے چینی کے علاوہ کچھ نہیں، ان کے مقابلے میں اسلام کا معاشی نظام اور فلسفہ معتدل ترین اور متوسط فلسفہ جس کا عملی نفاذ خلافت کے قیام ہی سے وابستہ ہے، مصنف کے اس موقف کو مثالوں کے ذریعے اجاگر کریں۔

(۲) صاحب کتاب کی تصریحات کے تناظر میں کیمونسٹ، سرمایہ دارانہ اور اسلامی نظامِ معیشت کا خلاصہ یوں ہے:

(۱) کیمونسٹ نظامِ معیشت میں مال و دولت کی ملکیت و منفعت دونوں عام ہیں، ذاتی ملکیت اور منفعتِ خاصہ کا کوئی تصور نہیں۔

(۲) سرمایہ دارانہ نظام معیشت میں مال و دولت کی ملکیت و منفعت دونوں خاص ہیں جس میں جتنا چاہے سرمایہ ذاتی ملکیت میں رکھ بھی سکتا ہے اور جیسے چاہے خرچ بھی کیا جا سکتا ہے، کوئی اخلاقی و قانونی رکاوٹ نہیں۔

(۳) اسلامی نظامِ معیشت ان دونوں کے مقابلے میں منفرد اور متوسط درجہ کا حامل نظام معیشت ہے، اسلام میں مال و دولت کی مِلکیت خاص ہے اور منفعت عام ہے یعنی مال کو ذاتی ملکیت میں رکھا تو جا سکتا ہے مگر اسے خرچ کرنے کیلئے ذاتیات سے بالاتر ہو کر جمیع انسانیت کے مجموعی مفاد کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

چودھواں باب

خلافت ورلڈ آرڈر۔۔۔دور حاضر کا حقیقی تقاضا

گذشتہ سطور میں آپ نے ملاحظہ کیا کہ امریکہ کا نیو ورلڈ آرڈر صرف اپنی زوال پذیر قوم کو سہارا دینے کے لئے جاری کیا گیا ہے۔ خود اس کا عمل ان اصولوں کے برعکس ہے جو نئے عالمی نظام کے تحت پیش کئے گئے ہیں۔

آیئے اب ہم ایک ایسے عالمی نظام کی تصویر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں، جن کے اصولوں سے اسلام کا کوئی مخالف بھی انحراف نہیں کرسکتا۔ یہ اصول مملکتوں کی معلوم تاریخ میں سلطنتوں کے امن کی حقیقی بنیاد کے طور پر ترتیب دیئے گئے تھے۔۔۔اسلام کے یونیورسل امپیکٹ کا یہ نمونہ محمدی شریعت کی بنیاد پر قائم ہونے والی دنیا کی ایسی حکومتوں کا شہ پارہ ہے، جس کی تائید اپنوں کے علاوہ اغیار بھی کر چکے ہیں۔ ایک عالم نے جس کے تجربات اور لائحہ عمل سے حظ وافر حاصل کیا۔ عیسائیوں اور یہودیوں اور ہندوؤں نے بھی جن قوانین کو انسانیت کی بقا کی حقیقی ضمانت قرار دیا۔ اسلام کا نیا عالمی نظام جو خلافت ورلڈ آرڈر کے نام سے پیش کیا جارہا ہے، یہ دور حاضر کی تمام مشکلات کو دور کر کے امن عالم کی بنیاد فراہم کرسکتا ہے۔

یہ ایسا نظام نہیں جس پر خود جبر واستحقار کے چھینٹے ہوں۔ مختلف جارح پیدا کرنے کا الزام ہو، بلکہ محمدی ﷺ کی یہ زندہ جاوید تصویر ایسے عہد سے عبارت ہے، جس میں

خلافت ہی کے ذریعے دنیا بھر کو عافیت وسکون کی دولت سے مالا مال کیا گیا تھا۔

ہمیں غور کرنا چاہیے کہ آج کی ترقی پذیر اور صنعتی دور میں جب کہ مسلمان بڑے بڑے وسائل کی دولت سے مال مال ہیں، امریکہ حریت فکر کا داعی بن کر دنیا میں نمایاں ہونا چاہتا ہے۔۔۔ کیا ہم اپنے سب سے بڑے رہبر آنحضرت ﷺ کی ہدایات پر عمل پیرا ہیں۔۔۔ کیا ہمیں نئے دور کی نئی ترقی، معاشی استحکام، عالمی امن، مشترکہ دفاع، مشترکہ میڈیا کے لئے اپنے سابقہ کردار سے کامیابی بہم پہنچ سکتی ہے۔

خلافت ورلڈ آرڈر کے پانچ نکات

پاکستان کی سب سے بڑی مذہبی تنظیم سپاہ صحابہ یہ سمجھتی ہے کہ مسلمان عالمی سطح پر اس وقت تک کامیابی حاصل نہیں کر سکتے، جب تک آنحضرت ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں ''نظام خلافت راشدہ'' کو از سر نو زندہ کرنے کی جدوجہد کا آغاز نہیں کرتے۔۔۔ اگر اسلام کے ابتدائی دور میں بھی غلبہ اسلام کا حقیقی مقصد خلفاء راشدین کے ہاتھوں حاصل ہوا ہے تو آج بھی خلافت راشدہ کے انہی ابتدائی تاجدار حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی تعلیمات ہی کے ذریعے مسلمانوں کو عالمی سطح پر غلبہ نصیب ہوسکتا ہے۔

ا۔ عالم اسلام کا مشترکہ میڈیا

(الف) دنیا بھر کے تمام غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت پیش کی جائے۔

(ب) عالمی سطح پر مسلمانوں کی تعمیر و ترقی اور اہم خبروں کو عام کیا جائے۔

(ج) مشترکہ میڈیا تلاوت و تعلیمات قرآن کا علیحدہ اسٹیشن قائم کیا

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

جائے۔

(د) سیرت نبوی ﷺ خلفاء راشدینؓ، صحابہ کرامؓ، اہل بیتؓ عظام اور ۱۴۰۰ سال کی اسلامی مقدس شخصیات کے کارناموں کو نئی نسل کے سامنے پیش کر کے اسے جدید چیلنج کے جواب کے لئے تیار کیا جائے۔

۲۔ جدید سائنسی ترقی کے لئے مشترکہ کمپلیس بنایا جائے

(الف) مشترکہ سطح پر ایٹمی ٹیکنالوجی حاصل کی جائے۔

(ب) ہر جدید اور مادی تعمیر کے لئے دنیا کا سب سے بڑا ریسرچ سنٹر قائم کیا جائے۔

(ج) جدید سائنسی اصولوں کے مطابق صنعت وحرفت کو فروغ دیا جائے۔

(د) ایٹمی ہتھیاروں، میزائلوں، جدید مشینری، جدید اسلحہ، جدید زرعی آلات، آرائش وزیبائش کے جدید سامان کے لئے فیکٹریوں اور کارخانوں کی تنصیب کی جائے۔

(ص) ہر قسم کے جنگی وغیر جنگی طیاروں، سیاروں اور راکٹوں کی تیاری کے لئے مشترکہ آرمڈ فیکٹریاں قائم کی جائیں۔۔۔۔

۳۔ مشترکہ اسلامی فوج کی تشکیل

خلفاء راشدینؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ ابوعبیدہ بن الجراحؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، طارقؒ بن زیادہ، محمد بن قاسمؒ محمود غزنوی کی تعلیمات اور ان کے جنگی اصولوں کی روشنی میں

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

نیٹو کی طرز پر دنیا بھر کے ۵۷۔ اسلامی ملکوں کی مشترکہ فوج قائم کی جائے۔

(الف) دنیا بھر کے مظلوم کشمیری، بوسنی، فلپائنی، برمی اور افغانی مسلمانوں کی بروقت امداد کے لئے فوجیں روانہ کی جائیں۔

خلافت راشدہ کے اصولوں پر مملکتوں کا قیام

(الف) دنیا بھر کے تمام مسلم ممالک:

(۱) عدل اجتماعی

(۲) آزادی رائے

(۳) قرآن وسنت کی بالادستی

(۴) ہر ہر شعبہ زندگی میں اسلامی شریعت کی تنفیذ

کی بنیاد پر اپنی اپنی مملکتوں کا نظام استوار کریں تاکہ مسلم قوم بحیثیت ''محمڈن بلاک'' دنیا کے ہر چیلنج کا جواب دینے کے قابل ہو سکے۔

(ب) مسلم ممالک اپنی اپنی عوام کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے کے لئے سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں کے نصاب میں انقلابی تبدیلیاں کریں۔

(ج) مسلم بچوں کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ جدید تعلیم سے آراستہ کریں۔ سائنسی تعلیم کے ساتھ ساتھ مختلف زبانوں انگریزی، فرانسیسی، چینی، جاپانی، جرمن زبانوں کے لئے علیحدہ علیحدہ ادارے قائم کیے جائیں۔۔۔

(د) مسلمانوں کی اجتماعی اور انفرادی زندگیوں کو اسلامی اخلاق، محمدیؐ

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

اقدار، شریعت اسلامیہ سے آراستہ کرنے کا اعلیٰ سطح پر اہتمام کیا جائے۔

(ص) مسلم ممالک اپنی اپنی مملکتوں کے ارکان دولت اور افسران کی تعیین کے لئے صرف غیر اسلامی یونیورسٹی کے تعلیم یافتہ افراد کا انتخاب کرنے کی بجائے جدید و قدیم دونوں تعلیمات سے آراستہ نوجوانوں کو مقرر کیا جائے۔ کسی علاقے کا کمشنر، ڈی سی، آئی جی اور ایس پی وہ ہو، جس کا دینی تعلیم کا حامل ہونا ضروری قرار دیا جائے۔

مشترکہ ایجوکیشن سنٹر کا قیام

(الف) دنیا بھر کے تمام مسلم ممالک مل کر ایسی یونیورسٹیاں اور تعلیمی ادارے قائم کریں، جن کا ایک دوسرے سے الحاق ہو۔ جہاں دنیا کی اعلیٰ ٹیکنالوجی سے لے کر قرآن وحدیث کے ہر مضمون کی تعلیم دی جاتی ہو۔

(ب) دنیا بھر کے تمام سائنسی ٹیکنالوجی کے جدید سے جدید لٹریچر کا عربی اردو اور مسلم ممالک کی زبانوں کے مطابق تراجم کر کے جدید اداروں کا قیام عمل میں لایا جائے۔

(ج) اب وہ وقت آچکا ہے کہ دنیا بھر کی سائنسی ترقی کے تمام مراکز اور ٹیکنیکل اداروں اور ایٹمی ایجوکیشنل سنٹروں، امریکہ سمیت دنیا کے تمام ترقی یافتہ ممالک کی ٹیکنالوجی کے لٹریچر کو اردو اور عربی زبانوں میں منتقل کر کے عظمت رفتہ کو واپس لایا جائے۔ اس طرح اور کئی سو سال قبل ابن رشدؒ اور فارابیؒ کے علوم کو انگریزی زبان میں منتقل کرنے والوں کے مقابلے میں مسلم زبانوں میں ہر جدت طرازی کو آراستہ کیا جائے۔۔۔

حل طلب سوالات

اس باب میں عالمی اسلامی نظام ''خلافت ورلڈ آرڈر'' کے ممکنہ فوائد و ثمرات کی تصویر کشی کی گئی ہے جس کے ضمن میں یہ حقیقت ثابت کی گئی ہے کہ مصنف کا پیش کردہ یہ عالمی اسلامی نظام کسی فردِ واحد کی شخصی اختراع، سطحی و من گھڑت نظریات اور بے بنیاد دعوؤں پر مبنی مفروضہ نہیں ہے بلکہ ثابت شدہ حقائق، تجربہ شدہ نظریات اور ایک طویل عرصے تک کامیابی سے نافذ العمل رہنے والے قوانین پر مبنی ایک سچی اور تاریخی دستاویز ہے۔ دنیا جس کے بیش بہا فوائد و ثمرات سے ایک طویل عرصہ تک استفادہ کرتی رہی ہے۔

مذکورہ معروضات کی روشنی میں خلافت ورلڈ آرڈر کے پانچ بنیادی نکات کی تشریح کیجئے؟

پندرھواں باب

اسلامی ملکوں میں ایران اور شام کی حیثیت

ایرانی اور شامی حکومتوں کے عقائد

اس وقت دنیا کے اسلامی ملکوں کی واضح اکثریتی آبادی مسلمانوں کے طبقہ اہلسنت پر مشتمل ہے، اہلسنت میں حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی اور ہندو پاک میں حنفی افراد میں بریلوی دیوبندی تقسیم موجود ہے۔ اہل سنت کا ایک طبقہ اہلحدیث کے نام سے موسوم ہے جو اسلامی عقائد کے لحاظ سے جملہ اہل سنت کے ساتھ شامل ہے۔

یہ تمام طبقات اپنے فروعی اور معمولی اختلاف کے باوجود توحید و سنت عقیدہ خلافت عظمت صحابہ کرامؓ رفعت و حجیت قرآن و حدیث میں ایک ہی نقطۂ نظر رکھتے ہیں۔۔۔ انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ان تمام فرقوں اور طبقوں سے یکسر جدا ایک جماعت ''شیعہ'' اثناعشری اور امامیہ کے نام سے اپنے آپ کو ان طبقوں میں سے کہلانے پر مصر ہے، جبکہ عقائد و نظریات کے لحاظ سے کسی طبقے کے ساتھ ان کا دور کا بھی واسطہ نہیں، بلاشبہ شیعہ کے کئی فرقے دنیا میں موجود ہیں۔ ان میں ایران میں فرقہ اثناعشری اور شام میں شیعہ کا نصیری فرقہ واضح اکثریت کا حامل ہے۔۔۔ علاوہ ازیں لبنان میں ۳۳۔ اور عراق میں ۵۰ فیصد شیعہ ہیں، جبکہ عراقی حکومت اہل سنت کے حنفی گروہ پر مشتمل ہے۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

شیعہ گروہ دنیا بھر کی اہل سنت آبادی کے مقابلے میں ۷ فیصد سے زیادہ نہیں، ایران میں شیعہ پیشوا خمینی کے انقلاب ۱۱۔ فروری ۱۹۷۹ء سے پہلے دنیا بھر کے شیعہ کے عقائد ملت اسلامیہ سے پوشیدہ تھے۔ شیعہ نے تقیہ یعنی مذہب چھپانے کے اپنے مخصوص نظریہ کے پیش نظر دنیا بھر کے مسلم ممالک، مسلم تحریکوں، مسلم فرقوں کے ساتھ حتی الامکان اپنے مذہب کے اصولوں کو تقیہ کی چادر کے نیچے چھپائے رکھا۔۔۔ خمینی کے انقلاب کے بعد جب ایرانی پیشواء نے شیعہ انقلاب برپا کیا اور تقیہ کے حکم کو منسوخ کر کے اپنے عقائد کی تمام تصریحات کو کئی زبانوں میں شائع کر دیا۔۔۔ تو دنیا بھر کا طبقہ اہل سنت چونک کر رہ گیا۔ عرب ممالک سے لے کر یورپین ممالک کے ممتاز علماء اور برصغیر پاک و ہند بنگلہ دیش کے ۴۰۰ سے زیادہ علماء نے ۱۹۸۷ء میں ہندوستان کے ممتاز عالم دین مفکر اسلام حضرت مولانا منظور احمد نعمانی کے استفتاء پر فرقہ اثنا عشری اور نصیری عقائد کے خلاف فتویٰ کفر جاری کر دیا۔ یہاں یہ بات یاد رہنی چاہیے، شیعہ کے خلاف ایسے فتاویٰ جات ہر دور میں جاری ہوئے لیکن ہر مرتبہ اسے تقیہ کے ہتھیار کے ذریعے غیر موثر بنا دیا گیا۔ اب جبکہ کھلے عام شیعہ عقائد آشکار ہو چکے ہیں اور ان عقائد کی موجودگی میں۔۔۔ دنیا کے تمام علماء ایران اور شام کو مسلم ممالک ماننے کے لئے تیار نہیں، سیکولر حکمران اور لادین و ناواقف سیاستدان تو پہلی روایت اور برسوں سے چلے آنے والے نقطۂ نظر کے باعث دونوں ملکوں کو اسلامی ملکوں میں شمار کرتے رہے ہیں لیکن مسلم امہ کے معتبر علماء اور جدید اساطین، دارالعلوم دیوبند انڈیا، دارالعلوم بریلی انڈیا، جامعہ بیت المکرمہ ڈھاکہ بنگلہ دیش اور پاکستان بھر کے تمام مکاتب فکر۔۔۔ شیعہ کے عقائد کی بنیاد پر ان کو اہل سنت مسلمانوں کے تمام طبقوں میں شامل کرنے

پر تیار نہیں۔

خلفاءراشدین کی تکفیر کا عقیدہ رکھنے والا مسلمان نہیں ہوسکتا

اس وضاحت کے بعد ایران اور شام کی مسلم فیڈریشن میں شمولیت صرف اسی صورت میں ممکن ہوسکتی ہے جب دونوں ملکوں کی حکومتیں کلمہ طیبہ، عظمت قرآن، تقدیس صحابہ کرام اور ضروریات دین کے بارے میں پوری ملت اسلامیہ کے اساطین کے سامنے یہ وضاحت پیش کریں کہ وہ مذکورہ بنیادی عقائد میں اہل سنت کے متفقہ نظریات کے قائل ہیں۔۔۔جیسے شیعہ کی تمام کتابوں میں یہ بات موجود ہے کہ حضرت علیؓ کی ولایت کے اقرار کے بغیر ایک آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا جبکہ دنیا کے سوا ارب مسلمانوں میں یہ کسی کا عقیدہ نہیں۔ قرآن مجید کے بارے میں شیعہ کتابوں میں درج ہے کہ موجودہ قرآن نامکمل ہے۔ تمام صحابہ کرام کافر و مرتد تھے۔۔۔العیاذ باللہ وغیرہ وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ دنیا کا کوئی مسلمان یہ نقطۂ نظر نہیں رکھ سکتا، ایسے عقائد رکھنے والا اگر کسی ملک کا حکمران بن کر کروڑ مرتبہ بھی ریڈیو، ٹیلی ویژن پر اپنے آپ کو اہل سنت کہے یا اہل سنت کی رٹ لگائے تو وہ کبھی اہل سنت میں شامل نہیں ہوسکتا۔ ہمیں عیسائیوں، یہودیوں، سکھوں، ہندوؤں اور کمیونسٹوں سے بھی شدید اختلاف ہے لیکن مذکورہ غیر مسلموں نے کبھی اپنے آپ کو مسلمان قرار نہیں دیا وہ اگر اسلام کے منکر ہیں تو اس کا اظہار بھی کرتے ہیں لیکن قادیانیوں اور گستاخان صحابہ نے اپنے واضح غلط عقائد کے باوجود اپنے آپ کو مسلمان کہہ کر پوری ملت اسلامیہ کو فریب دیا۔ قادیانی تو دنیا کے کئی اسلامی ملکوں میں غیر مسلم اقلیت تسلیم ہوچکے ہیں لیکن گستاخان صحابہ جب تک مذکورہ عقائد سے توبہ نہیں کرتے اس وقت تک ان کے خلاف دنیا بھر کے مسلمان سراپا احتجاج رہیں گے کہ وہ یا تو ان عقائد سے توبہ کریں ورنہ اپنے آپ کو اہل اسلام سے

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

علیحدہ اور یکسر جدا ملت تسلیم کریں۔۔۔ظاہر ہے کہ کلمہ طیبہ کی تبدیلی، عقیدہ تحریف قرآن، تکفیر صحابہ کرام کا عقیدہ چار مخصوص مکاتب فکر اور بریلوی دیوبندی اور اہل حدیث علماء کے کسی بھی طبقہ میں اسلام قرار نہیں پا سکتا۔

ایران کا انقلاب

ہم سمجھتے ہیں کہ مسلم امہ میں ایران اور شام کی شمولیت ان کی وضاحت اور مجوزہ خلافت کے مرکز کے سامنے ملت اسلامیہ کے عقائد سے ہم آہنگی کے بغیر نہیں ہو سکتی۔اگر مرکز خلافت یا اسلام کی کسی بھی سوسائٹی میں ایسے عقائد کو بھی اسلام قرار دیا گیا تو اسلام کی اصلی تصویر مٹ جائے گی۔۔۔ممتاز اسلامی سکالر علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید، امام اہل سنت علامہ حق نواز جھنگوی شہید کی پوری جدوجہد ملت اسلامیہ کو انہی خطرات سے آگاہ کرنے کے لئے تھی۔۔۔

ایران کا سرکاری مذہب

جس مرکز اصلی اور خلافت اسلامیہ کے محور کا انعقاد کی تجویز ہم پیش کر رہے ہیں، اس وحدت اور یگانگت کی لڑی میں انہی یونٹوں کو پرویا جا سکتا ہے، جو اسلام کے بنیادی عقائد اور اساسی دستور سے متفق ہوں۔صرف اسلام اسلام کی رٹ لگانے سے کفر کو اسلام میں شامل کرنا اسلام کی بنیادوں کو منہدم کرنے کے مترادف ہے۔۔۔

اب آپ ہی بتائیں خمینی کی درج ذیل عبارتیں کون سے اسلام کی غمازی کر رہی ہیں:

۱۔ وایں کلام یاوہ کہ دراصل کفروزندقہ ظاہر شدہ (کشف الاسرار از خمینی ص ۱۹۹)

''عمر کے اس بیہودہ کلام سے اس کا کفر ظاہر ہو گیا۔''

۲۔ میں ایسے رب کو رب ہی تسلیم نہیں کرتا جس نے معاویہ اور عثمان جیسے بدقماشوں کو خلیفہ بنادیا۔ (ایضاً۔ص ۱۰۷)

۳۔ ابوبکر سے بڑا قرآن کا دشمن کوئی نہیں ہے۔ (ایضاً۔ص ۱۱۵)

۴۔ دنیا میں جتنے بھی نبی آئے وہ کامیاب نہیں ہوئے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ ﷺ بھی اپنے مشن میں کامیاب نہیں ہوئے۔ (از اتحاد و یکجہتی ص ۱۶)

اسلام کے بڑے بڑے داعیوں اور بڑی جماعتوں کے پرچم اٹھانے والے کئی سکالروں کو اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ دجل و تلبیس کو گوارا کر کے کفر کو اسلام کا نام دینا کس قرآنی ہدایت کی فرمانبرداری ہے۔

جس اسلام میں حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کو ڈنکے کی چوٹ پر کافر تحریر کیا گیا ہو، پیغمبروں کو ناکام اور ایرانیوں کو کامیاب بتایا گیا ہو، قرآن کو شراب خور خلفاء کی لکھی ہوئی کتاب تحریر کیا گیا ہو، کیا آپ ایسے اسلام کے داعی ہیں؟ تو یہ وہ دھوکا ہے جس میں آپ شعوری یا غیر شعوری طور پر مبتلا ہیں، اس طرز سے آپ دنیا میں کبھی اسلام کا انقلاب برپا نہیں کر سکتے۔

اگر ایران اور شام کی حکومتیں واضح طور پر مسلمانوں کے ان متفقہ مسائل میں اپنے سابقہ نقطہ نظر سے رجوع کریں اور فتاویٰ کی صورت میں کلمہ طیبہ کی تبدیلی عقیدہ تحریف قرآن اور تکفیر صحابہ کرام سے توبہ کریں تو درست ہے۔۔۔ ورنہ۔۔۔۔ ان دونوں ملکوں

کو کسی بھی صورت۔۔۔۔۔ اسلامی ملکوں کے دائرے میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔ ہمیں افسوس ہے کہ شام کے نصیریوں اور ایران کے خمینی کے پرستاروں نے اپنے اپنے ممالک میں اہل سنت کے ممتاز علماء، زعماء اور مسلمانوں کے لاتعداد کارکنوں پر انہی عقائد کے اختلاف کے باعث مظالم کے جو پہاڑ توڑے وہ بوسنی مسلمانوں پر ہونے والے مظالم اور کشمیر پر ہونے والی ستم کشی سے کم نہیں، حلب (شام) میں تیس ہزار سنی علماء کو صرف عقائد اسلامی کی بنیاد پر حافظ الاسد نے جلاوطنی اور قتل کے صدموں سے دوچار کیا۔ ایران میں جامع مسجد شیخ فیض کے انہدام، زاہدان، اصفہان، تہران، بندر عباس میں اہل سنت علماء کی بڑی تعداد کو قتل کر کے ان کے نام لیواؤں کو سالہا سال سے جیلوں کی کوٹھڑیوں میں بند رکھنا کس اسلام کی نمائندگی ہے۔

حل طلب سوال

اتحادِ امت و اصلاحِ ملت کے داعی کیلئے جہاں یہ بات ضروری ہے کہ وہ مخلصین ملت کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر دشمن کے خلاف مضبوط دیوار اور بنیاں مرصوص تعمیر کرے وہیں اس کا فرض منصبی یہ بھی ہے کہ وہ اپنی صفوں میں چھپے ہوئے غداروں اور بے ایمانوں کی نشاندہی بھی کرے تاکہ دفاع ملت کے مضبوط اور پائیدار بند میں ضمیر فروشی کا کوئی رخنہ باقی نہ رہے اسی بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے مصنف رحمہ اللہ نے اس بارے میں غدار ملت، بدنام زمانہ، کفریہ عقائد و نظریات رکھنے والی یہود و نصاریٰ کی پروردہ، منافقانہ کردار و عمل کی ملازمت اختیار کرنے والی جماعت اہل تشیع کے بارے خبردار کیا ہے کہ جو لوگ خلافتِ راشدہ کے قیام پر مخلص نہیں تھے وہ موجودہ دور میں احیائے خلافت علی منہاج النبوہ پر کیسے مخلص ہو سکتے ہیں، انکے اٹھائے ہوئے نکات کی روشنی میں اہل تشیع کی سابقہ تاریخ پہ بحث کیجئے؟

سولھواں باب

اب یہ منافقت ختم ہونی چاہیے

مسلم امہ کی اکثریت کو برطانوی اور فرانسیسی استعمار کی غلامی سے نجات حاصل کیے نصف صدی بیت چکی ہے، تیل کی سیال دولت کا ۷۷ فیصد اسلامی سلطنتوں سے نکلنے لگا ہے۔ پوری دنیا اخلاقیات کی برتری اور اسلحہ کی دوڑ سے بھی آگے نکل کر اب اقتصادی ترقی کے اردگرد گھومنے لگی ہے۔ ہر ملک سرمایہ کاری اور عالمی ٹریڈرز پروگرام کو ہر چیز پر فوقیت دے رہا ہے۔ صنعتوں، کارخانوں اور گھر گھر مشینری کے قیام نے افق عالم کی سوچ کا محور ہی تبدیل کر دیا ہے۔

ادھر لادینیت والحاد کے چنگاڑتے ہوئے فکر نے عالمی سطح پر مذہب سے دوری اور ہر قسم کے مذہبی فکر ونظر کو قدامت پسندی سے تعبیر کرنا شروع کر دیا ہے۔ امریکہ اپنی ہی تہذیب کے ہاتھوں شکست کھا کر مذہب کی ضرورت کو محسوس کرنے لگا ہے۔ روس جیسا ملک مذہبی آزادی عطا کرنے پر مجبور ہو گیا ہے۔ لیکن بیچارہ مسلمان استعمار کی غلامی کا جوا اتارنے کے بعد اب لامذہبیت اور دہریت سے آلودہ تہذیب و کلچر کا قلاوہ لینے لگا ہے۔ ایسے چلے ہوئے کارتوسوں اور مسترد شدہ تہذیبی اقدار میں جدت کی روشنی محسوس ہو رہی ہے۔ دو سو سال تک انگریزوں اور فرانسیسی یورپ کی غلامی نے ایسے ایسے گل کھلائے کہ محمدیؐ ہونے کے دعویدار تمدنی لحاظ سے مغربی اور مسلمان ہونے کے مدعی سرتاپا انگریز بننے میں فخر

محسوس کرتے ہیں۔ افغانستان پر روسی تسلط کے خلاف ۱۵ سال تک افغان مجاہدین نے جو تاریخ ساز جنگ لڑی اور ۱۲۔ لاکھ سے زائد لاشوں کے تحفے وصول کر کے جس اسلامی فکر پر قائم رہنے اور محمدیؐ تہذیب پر گامزن ہونے کو باور کرایا ہے اس سے عالمی کفر پر سکتہ طاری ہو گیا ہے۔ ایک طرف روس کو شکست سے دوچار کرنے اور سیاسی حریف کے طور پر سرخ سامراج کو ناکام کرنے کی جدوجہد نے امریکی حکمرانوں کو افغانوں کی امداد پر مجبور کئے رکھا لیکن جونہی ۱۹۸۷ء میں روس کو عبرتناک شکست ہوئی اور افغان قوم کی جرات و بہادری کا غازہ پھوٹا۔ بڑے بڑے کئی جرنیل صلاح الدین ایوبی اور طارق بن زیادؒ کے جذبے سے سرشار عالمی افق پر ظاہر ہوئے تو امریکیوں اور دنیائے کفر کو دنیا کی تمام طاقتوں سے زیادہ اسلام سے خطرہ نظر آنے لگا۔ عیسائیت و یہودیت اور ہندومت و لادینیت کے تمام حواری مسلم امہ کے خلاف یک زبان ہو گئے۔ افغانوں کی کامیاب جدوجہد ہی کے نتیجے میں ۱۹۹۰ء میں امریکی صدر جارج بش کی طرف سے نیو ورلڈ آرڈر کا ظہور ہوا۔

ادھر افغان جہاد کے اثرات دنیا کی ہر مظلوم مسلم اقلیت کے تحفظ کے لئے ظاہر ہونے لگے۔ افغان جہاد میں شریک ہونے والے عرب مجاہدوں، پاکستانی بنگلہ دیشی غازیوں، عالم اسلام کے ہر ملک کے جری اور بہادر عبقری صفت جواں ہمت شمشیر آزماؤں نے شرعی اور اسلامی فریضے کے مطابق بوسنیا میں سربوں کی بربریت، ارکان میں رنگونی حکمرانوں کی سفاکیت، فلسطینی حریت پسندوں کی حمایت و نصرت، کشمیری مظلوموں کی اعانت و امداد کے لئے جان جوکھوں میں ڈال کر ہر جگہ کفر کو ناکوں چنے چبوانے کے لئے کارزار میں اترنا شروع کیا۔ امریکی حکمرانوں نے اسرائیل کو عربوں کے خلاف ایٹمی قوت کی حیثیت سے نمایاں کر کے جس ظلم و جبر کی بنیاد رکھی، انگریزی اور امریکی ذہنی غلامی سے سرشار کئی مسلم حکمرانوں کی منافقت اور دعوئ اسلام کے باوجود غیر اسلامی تہذیبوں کو سہارا

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

دینے والے ارکان دولت نے جس بھونڈے طرز عمل سے اسلام اور محمدی شریعت کا مذاق اڑایا۔۔۔مجاہدین اسلام کی تمام کارروائیاں انہی مظالم اور کھلے جوروستم کا ردعمل ہیں۔اب عالم اسلام کو منافقت اور دوغلہ پن سے مکمل نجات حاصل کرنے کے لئے استعماری قوتوں کی طرح ان نام نہاد مسلم حکمرانوں سے چھٹکارا حاصل کر ہی لینا چاہیے جو اسلامی ملکوں پر اسلام کے نام پر اقتدار میں آتے ہیں، مسلمانوں پر حکمرانی کا دعویٰ کرتے ہیں، زبان سے خود کو مسلمان قرار دیتے ہیں لیکن چونکہ وہ اسلام کی ابجد سے بھی واقف نہیں ہوتے۔ برطانوی اور امریکی تعلیم گاہوں کے افکار سے آراستہ ان نام نہاد مسلم حکمرانوں کے قلب وجگر اور ان کے چھ سات فٹ کے جسم پر اسلام نظر نہیں آتا جب ان کے ملکوں میں ان ممالک کی اکثریتی آبادی کے عقائد کے مطابق نظام اسلام کے نفاذ کا مطالبہ ہوتا ہے تو وہ علماء، مسلم، زعماء اور اسلام کے نمائندے ان کو دہشت گرد نظر آنے لگتے ہیں۔ پاکستان جیسے ملک میں جو صرف اور صرف اسلام کے نام پر قائم کیا گیا، یہاں بے نظیر بھٹو جیسی سیکولر حکمران کا اقتدار نظریہ پاکستان سے کھلا انحراف ہے۔ حسنی مبارک جیسے اسلام دشمن حکمران کا وجود مصری تحریک آزادی اور برطانوی استعمار سے اصلی نجات کی روح کو مسخ کر رہا ہے۔اب ضرورت اس امر کی ہے کہ منافقت اور جھوٹ پر قائم حکومتوں کو حق حکمرانی سے محروم کر دیا جائے۔(جب یہ کتاب لکھی گئی پاکستان پر بے نظیر کی حکومت تھی)

دنیا بھر کی تمام مسلم اقلیتوں کے جان و مال اور ایمان کی حفاظت کے لئے افغان مجاہدوں کی تاریخ دہرائی جائے۔ منافق اور لادین حکمرانوں سے چھٹکارا حاصل کر کے خالص اسلامی طرز اور محمدیؐ تہذیب کو واپس لایا جائے۔ بنگلہ دیش، مصر، پاکستان اور کئی عرب ملک اس افسوسناک صورت حال سے دوچار ہیں۔جس کا ہم نے گذشتہ سطور میں ذکر کیا ہے۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کو اس بات پر متفق ہو جانا چاہیے کہ اپنے آپ کو اسلامی ملک

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

قرار دینے والوں کو امریکی، برطانوی، روسی، چینی اور فرانسیسی افکار سے مکمل طور پر نجات دلا کر انہیں خالص محمدی فکر اور اسلامی تمدن کی شاہراہ پر گامزن کرنا، مسلمان قوم کی حیات و موت کا مسئلہ ہے۔ مسلم تشخص کی بقا اور اسلامی اقدار کا احیاء ہماری زندگی کے لئے سب سے اہم ہے۔ ہمارا تیل، ہماری ربڑ، ہمارا سونا، ہمارے دریائی سنگم صرف اسلام کے غلبے اور محمدیؐ دین کے غلبے کے لئے استعمال ہونے چاہئیں۔ مسلم قوموں کی دولت امریکی تسلط کے لئے استعمال نہ ہو سکے۔

امریکہ اور برطانیہ کے پٹھو اور ایجنٹ مسلم حکمرانوں سے مکمل طور پر چھٹکارا حاصل کرنا اس دور کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ روس سے آزاد ہونے والی ریاستوں کو جو ۷۳ سال تک روسی تہذیب کے سانچے میں ڈھلی رہی ہیں۔ اسلام کے سانچے میں ڈھالنے کا انتظام کیا جائے۔ پوری مسلم امہ آزاد وسطی مسلم ریاستوں میں اسلامی تعلیم و تربیت کے مراکز قائم کرے۔ اسرائیل کی طرف سے لبنان کی آبادیوں پر بمباری پر امریکہ کا گھناؤنا کردار ساری دنیا کے سامنے ہے۔ اقوام متحدہ جیسا ادارہ بھی امریکہ کے اس کردار کی مزمت کر رہا ہے۔ یہی وہ مظالم ہیں، جو مسلم امہ کو افغان جہاد جیسی کارروائیاں دہرانے پر مجبور کر رہے ہیں۔

سوڈان کو کس جرم کی سزا دی جا رہی ہے۔

دنیا کے تمام اسلامی ملکوں میں سوڈان کا جغرافیہ سب سے زیادہ ہے۔ یہ ملک ۹ لاکھ مربع میل کے وسیع و عریض خطے پر آباد ہے۔ یہاں ۱۹۸۹ء میں اسلامی انقلاب برپا ہوا۔۔۔ اسلامی انقلاب کے لئے سوڈانیوں نے غیر ملکی امداد کی بندش اور استعمار کی کئی سازشوں کے دکھ برداشت کئے۔ براعظم افریقہ کی اس عظیم ریاست میں جو مصر و شام و لیبیا

اور الجزائر کے سنگم میں واقع ہے۔ جنرل عمر حسن البشیر کے اسلامی انقلاب کے بعد ڈاکٹر حسن ترابی کی جدوجہد قابل تعریف ہے۔ اسرائیل اور امریکہ سے مل کر مصری حکومت اس انقلاب کے خلاف آج بھی سازشوں میں مصروف ہے۔ سوڈانی فوج کے ہر یونٹ کا نام نامور صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ کے نام سے موسوم ہے۔ عسکری قوت کا ہر دستہ اسلامی انقلاب کی حفاظت پر کمر بستہ ہے۔

سوڈانی حکومت کے باغیوں کی امداد کے لئے امریکی اور اسرائیلی حکومتوں کے فیصلوں کے ساتھ مصری حکومت کی شرکت ناقابل فہم ہے۔ جس طرح استعماری قوتوں نے پاکستان کے لئے کشمیر، برما کے لئے اراکان مراکش اور ماریطانیہ کے لئے صحرائے مغربی اور الجزائر اور تیونس کے سرحدی جھگڑوں کو فروغ دے رکھا ہے۔ اسی طرح جنوبی اور شمالی یمن کی محاذ آرائی، صومالیہ کی خانہ جنگی، قطر اور بحرین کے ایک جزیرہ کا تنازعہ، سعودی عرب اور قطر کے جھگڑے بھی امریکی اور فرانسیسی استعمار نے پیدا کر رکھے ہیں۔ مصر کی طرف سے سوڈان کے خلاف سرحدی جھگڑا صرف سوڈان کے اسلامی انقلاب کو درہم برہم کرنے کی سازش ہے۔

جس طرح سعودی عرب میں اسلامی اقدار کے فروغ کے ساتھ ہی وہاں ۱۹۵۴ء سے تیل کی دولت عام ہوئی اسی طرح سوڈان میں ۱۹۸۹ء کے اسلامی انقلاب کے بعد اس کی زمین بھی سونا اگلنے لگی ہے۔ ہر سال ایک ٹن سے زیادہ سونا نکل رہا ہے۔ یہ خدائی نصرت ہے جو اسلامی حدود کی برکات سے سامنے آرہی ہیں۔

آج خرطوم سمیت سوڈان کے ہر شہر میں جس اسلامی تہذیب کو فروغ مل رہا ہے۔ یہ جنرل عمر حسن البشیر کے انقلابی اقدامات کا آئینہ دار ہے۔ افغانستان روس کی شکست کے بعد جس خانہ جنگی سے دوچار ہے، اس میں واضح طور پر لادین اسلامی حکومتوں

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

اور امریکی پالیسی کو واضح عمل دخل ہے۔ الجزائر کے ۱۹۹۲ء کے انتخابات اور اسلامک سالویشن فرنٹ کی کامیابی سے تا حال حکومت کو استحکام حاصل نہیں ہوا اس کی وجہ اکثریتی اسلامی آبادی کو ان کے حقوق سے محروم کرنا ہے جبکہ اس ملک میں اسلامی انقلاب کا راستہ ہموار ہو رہا ہے، ترکی کے حالیہ انتخابات میں نجم الدین اربکان کی اسلامی رفادہ پارٹی کی کامیابی سیکولرازم کے منہ پر طمانچہ ہے۔ دنیا بھر کے تمام مسلم ممالک پر یہ بات بھی شرعی فریضے کے طور پر لازم ہے کہ وہ اجتماعیت کو قائم کر کے عالمی افق پر جدید تعمیر و ترقی کو فروغ دیں۔۔۔ منافق مسلم حکومتوں سے نجات کے لئے آواز بلند کریں، جس نے مسلمانوں پر حکومت کرنی ہے وہ سچا مسلمان بن کر ہی حکومت کر سکتا ہے۔ نام کے مسلمانوں اور انگریزی اور امریکی تہذیب میں ڈوبے ہوئے لاعلم اور لادین حکمرانوں کو ان کے آقاؤں کے پاس بھیج دیا جائے۔ دنیا بھر کے سوا ارب مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ بھی اپنے طرز عمل سے منافقت کے جراثیم ختم کریں، اسلام کا دعویٰ کر کے اسلام کے نعرے لگا کر اپنے آپ کو اسلام کا نمائندہ اور حضرت محمد ﷺ کا عاشق اور امتی قرار دے کر غیر اسلامی سوچ رکھنے والے امریکی اور برطانوی تہذیب کی روحانی اولاد کو برسر اقتدار لانے کی غلطیاں دہرانا بند کر دیں۔

اگر آپ اسلام سے مخلص ہیں، حقیقت میں اسلام ہی اپنی زندگی کا مشن اور مقصد قرار دینا آپ کا مقصد ہے، تو انتخابات یا رائے شماری میں اسلام کے نمائندوں ہی کا انتخاب کریں۔ گندم بو کر جو نہیں کاٹی جاسکتی، جس کو گاڑی نہ چلانا آتی ہے اسے سٹیئرنگ پر بٹھا کر تباہی کے گڑھے میں گرنے کی پالیسی ترک کر دینی چاہیے۔ مسلم قوموں کا یہ وہ تضاد ہے جس نے ہمیں ہر جگہ رسوا کیا ہے، ہم ہر جگہ مار کھا رہے ہیں، ہماری لاشیں کبھی بوسنیا کے صحراؤں میں ملتی تھیں، کبھی کشمیر کے دریائے نیلم میں ہماری مردہ عورتوں کے جسم تیرتے

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

ہوئے نظر آتے ہیں۔

اے مسلم قوم۔۔۔۔ مسلمان ہو تو مسلمان بن کر رہنے اور مسلم تشخص کو فروغ دینے کا اہتمام کرو۔ منافقت اور دوغلہ پن کے سارے سوتے بند کر کے سچی اسلامیت کو فروغ دو۔ پندرہویں صدی کا لازمی تقاضا ہے کہ اس میں اسلام کو دنیا بھر میں غالب کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔ دنیا بھر کی جہادی قوتوں کو منظم کیا جائے، بوسنیا، کشمیر، افغانستان، الجزائر اور سوڈان میں مسلم قوتوں کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کا مکمل استیصال کیا جائے۔ اسرائیل کی سرپرستی کرنے والے امریکہ کو اسکی زیادتیوں اور مسلم اقوام کے خلاف یکطرفہ کاروائیوں سے روکنے کے لئے موثر قدم اٹھایا جائے۔

دنیا بھر میں ہونے والی مسلم مجاہدین کی کارروائیاں حقیقت میں روس اور مغربی مظالم کا ردعمل ہیں۔ اسے دہشت گردی قرار دینا استعمار کی عادت بن چکا ہے لیکن سب سے بڑی دہشت گردی کشمیری مظلوموں کے خلاف بھارت کی ہے، بوسنیائی مسلمانوں پر سربوں کی ہے۔ سوڈان کے اسلامی ملک پر امریکہ کے حواریوں کی ہے۔ اب جہاد کے فریضہ کو منظم انداز میں جاری رکھنا سوا ارب مسلم قوم کا فرض ہے۔ ایک طرف ہمیں ظالم استعمال سے نبرد آزما ہونا ہے، دوسری طرف اسلامی قوتوں کو منظم کرنا ہے۔ ایک طرف جہادی تنظیموں کو جدید اسلحہ سے آراستہ کرنا ہے دوسری طرف دنیا بھر کی مظلوم مسلم اقلیتوں کو احساس تحفظ دلانا ہے۔ ایک طرف اپنے اپنے ملکوں کو اسلامی تہذیب سے آراستہ کرنا ہے، دوسری طرف منافق مسلم حکمرانوں کو راستے سے ہٹانا ہے۔ ایک طرف مسلم قومیت کو فروغ دینا ہے دوسری طرف اپنے اپنے ملکوں کے سیاستدانوں اور حکمرانوں پر یہ واضح کرنا ہے۔ تہذیب محمدی ﷺ یا مغربی اور اشتراکی تہذیب ان میں ایک کا اختیار کریں۔ منافقت چھوڑ کر کھلی سیاست کی طرف لوٹ آئیں۔

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

حل طلب سوال

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ نے نئے امریکی سامراجی نظام ''نیو ورلڈ آرڈر'' کے تاریخی پس منظر سے دنیا کو آگاہ کیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس آرڈر کے نتیجے میں عالمی سیاست میں وقوع پذیر ہونے والی تبدیلی کے حوالے سے مسلم حکمرانوں کے دوغلے کردار اور جہالت پہ قانع، پستی وددوں ہمتی پہ صابروشاکر، محض نعروں اور وعدوں پہ پلنے والی مسلم قوم کی خوش عقیدگی سے پردہ اٹھانے کی کوشش کی ہے۔

مصنف رحمہ اللہ کی ہدایات کی روشنی میں نیو ورلڈ آرڈر کی ناکامی اور خلافت ورلڈ آرڈر کی کامیابی کیلئے مسلم امہ کی داخلی اصلاح کی اہمیت کو واضح کریں؟

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

سترھواں باب

بیسویں صدی کا آغاز اور اسلام کو ختم کرنے کی یہودی سازش

ایک سو سال کے اندر اندر پوری دنیا پر یہودی حکومت کا منصوبہ

اب جبکہ پندرھویں صدی کے پہلے ربع ہی میں بیسویں صدی ختم ہو کر اکیسویں صدی کا آغاز ہو رہا ہے تو ہمیں اس بات کا بھی جائزہ لینا چاہیے کہ بیسویں صدی کے آغاز میں اسلام کے خلاف نبرد آزما قوتوں نے کس حکمت عملی کا آغاز کیا تھا، جسے بعد میں انہوں نے عملی جامہ پہنا کر مسلمانوں کی وحدت (خلافت عثمانیہ) کو پارہ پارہ کیا، مسلمان ملکوں کو ٹکڑوں میں بانٹ کر ان کی اجتماعیت کا تمسخر اڑایا۔

آج جب ہم ایک صدی قبل کے حالات کو جھانک کر دیکھتے ہیں تو ہمیں ۱۸۹۷ء تک مسلمانوں کے خلاف یہودیوں کے سربرآوردہ مفکرین اور بین الاقوامی دانشور اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے اور پوری دنیا پر یہودیوں کی حکمرانی کے منصوبے بناتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

۱۴۰۰۔ سو سال قبل قرآن عظیم نے آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ کو حکم فرمایا تھا:

یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا الیھود و النصاری اولیا۔

''اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ''۔

یہ قرآنی حکم صرف عام اطلاع نہیں تھی، بلکہ خلاق عالم بنی اسرائیل اور مسیحیت کے خوگروں کی فطرت کے مطابق امت مسلمہ کو ان کی اندرونی ذہنیت کے مطابق ان پر اعتماد اور انہیں اپنا سمجھ کر دوستی بڑھانے سے روک رہا تھا۔

یہ کوئی معمولی حکم نہ تھا اسلام کی تاریخ گواہ ہے کہ صلیبی جنگوں سے لے کر جدید سیاسی اور بین الاقوامی کشمکش تک ہر جگہ مسلمانوں کے خلاف کفر ایک ملت واحدہ کے طور پر نبرد آزما رہا ہے۔ مسلمانوں نے جب کسی غیر مسلم قوم پر اعتماد کر کے اسے قریب لانے کی کوشش کی، دوسری طرف سے اسے اتنا ہی نقصان سے دوچار ہونا پڑا۔ یہودیوں اور عیسائیوں سے دفاعی معاہدوں کے باوجود آنحضرت ﷺ کے پورے دور میں جس طرح یہود نے مجوس اور نصاریٰ سے مل کر سفینۂ اسلام میں سوراخ کئے اور پے در پے سازشوں سے اسلام کے محل میں شگاف ڈالے، گرم جنگوں میں شکست کھا کر جس طرح سازشوں اور عیاریوں کے تانے بانے بنے، یہ تاریخ عالم کا انوکھا باب ہے۔

ایک دفعہ پھر بیسویں صدی کے آغاز پر یہودیوں نے اسلام کو مٹانے اور دنیا بھر کی تمام قوموں کو زیر دام لانے کا عملی منصوبہ تیار کیا۔۔۔ اس عنوان پر یہودی مدبروں نے ایسے ایسے قدم اٹھائے، جس کا آج تصور کرنا بھی محال ہے۔

مسلمانوں کا ہمیشہ یہ المیہ رہا ہے کہ اس نے اغیار کی تہذیب اپنانے اور اپنے تشخص پر کلہاڑا چلانے میں ہمیشہ پہل کی ہے۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے تہذیب وتمدن کو اپنا کر اپنے کلچر، اپنی تہذیب اور اپنے سکول آف تھاٹ کا مذاق اڑایا۔ اس بھولی بسری امہ نے کسی دور میں بھی اپنے حقیقی دشمن کو نہ پہچانا۔ اس کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں پر ہمیشہ ڈاکے پڑتے رہے، اس کی نسل نو ہمیشہ غیر قوموں کی غلامی پر متحیر رہی۔ ان کے قلوب و

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

اذھان ہر دم اسلام مخالف قوتوں کے راگ الاپتے رہے۔

یہودیوں اور عیسائیوں کا غلبہ تسلیم کرنے میں اس قوم نے کبھی دیر نہیں لگائی۔ آج کا امریکہ جو برطانیہ کے یہودی افکار کی راہ پر گامزن ہے، دنیا بھر میں لامذہبیت کو فروغ دے رہا ہے۔ مسلمان اسے ترقی کا نام دے کر پیچھے پیچھے دوڑ رہا ہے۔ ڈش انٹینا اور بلیو پرنٹ نے اس کے قلب و دماغ کے سارے سوتے خشک کر دیئے ہیں۔ یہ غیر مذہبی اور لادینی نظریات کو دل و جان سے قبول کر چکا ہے۔ یہ اس وقت صرف نام کا مسلمان رہ گیا ہے۔ ان کے ذہن وفکر کی تازگی مردہ ہو چکی ہے۔ اسے دور جاہلیت کی فسوں کاری اور مغربی افکار کے صیدزبوں نے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے، جو سیکولر جمہوریت کے نام سے معروف ہے۔ ہم زیر نظر صفحات میں امریکی نیو ورلڈ آرڈر کی سازش سے پہلے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ آج جو کچھ اسکے ساتھ ہو رہا ہے پون صدی تک اس کی عزت وحرمت کے ساتھ جو کھیل کھیلا گیا ہے، ۸۰ سال سے زائد عرصہ میں اسے خلافت کی عالمی وحدت سے جسطرح کاٹا گیا ہے، اس کے جسم (امت مسلمہ) کے تمام اعضاء (ممالک) جس طرح الگ الگ تسبیح کے دانوں کی طرح بکھیر دیئے گئے ہیں۔۔۔ اس کے عین قلب عرب ممالک کے دل و دماغ میں جس طرح "اسرائیل" جیسے ناجائز بچے کو جنم دیا گیا ہے، اس کی تہذیب کو جس طرح دقیانوسیت اور اس کے مذہبی تشخص کو جس طرح بنیاد پرستی اور شدت پسندی کے نام سے نواز جا رہا ہے، اس کی تعلیم و آگہی کی ساری ہیئت جس طرح تبدیل کر کے اسے صرف نام کا مسلمان رہنے دیا گیا ہے۔۔۔ اس کے ذہن وقلب سے جس طرح اسلام، محمد رسول اللہ ﷺ، شریعت اسلامیہ اور خلافت راشدہ کی حقیقت واہمیت کھرچ کر رکھ دی گئی ہے۔۔۔ وہ جس طرح مذہب کو افیون اور جنونیت کا نام دینے لگ گیا ہے۔ اس کے گھروں کو میوزیکل کلچر اور نائٹ کلبوں میں جس طرح تبدیل کیا جا رہا ہے، اسے نئے تمدن اور نئی

ترقی کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے نام پر جو ڈرامہ رچایا گیا ہے، وہ اچانک اور دفعتاً رونما نہیں ہوا ہے۔ اس کی باقاعدہ پلاننگ کی گئی ہے، اس کی اسلامیت کو نیست و نابود کرنے کا پروگرام بیسویں صدی کے آغاز ہی میں تیار کر لیا گیا تھا۔ وہ ہر چیز کو تعمیر نو اور نئی روشنی کے نام سے قبول کر کے غیر شعوری طور پر اس گہری سازش کا شکار ہو چکا ہے، جو اس کی بربادی اور تباہی کے لئے تیاری کی گئی ہے۔

آج جس طرح تمام اسلامی حکومتوں پر براجمان افسر شاہی انگریزی تہذیب و فکر میں ڈوبی ہوئی نظر آ رہی ہے، اس کو باقاعدہ ایک منصوبے کے تحت تیار کیا گیا ہے۔ مسلم ممالک کی باگ ڈور نام کے مسلمانوں اور ذہن و فکر میں یہود و نصاریٰ کے غلاموں کو دینے کا باقاعدہ منصوبہ ایک صدی قبل ہی تیار کر لیا گیا تھا۔ اگر آج تمام مسلم ممالک امریکی، برطانوی اور اشتراکی افکار کے دلدادہ ہیں یا اسلامی ملکوں میں حکومتی تبدیلی ان ممالک کی خامہ فرسائی خیال کی جاتی ہے تو آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس کا باقاعدہ انتظام پون صدی قبل ہی کر لیا گیا تھا۔۔۔

آج تمام اسلامی ملکوں میں جس طرح مجاہدین اسلام اور دینی تنظیموں کو فروغ مل رہا ہے، یہ دراصل اپنی عظمت رفتہ کی واپسی کی جدوجہد کا ہی آغاز ہے برٹش میوزم لندن میں ۱۹۰۵ء کا ایک مطبوعہ نسخہ موجود ہے، جو ہمیں یہودی سازش کے تمام اصولوں اور بنیادی نکات سے آگاہ کرتا ہے۔ اس کتاب کا نام "Protocois of the Elders of Zions" "پروٹوکول آف دی ایلڈرز آف زائنز" یعنی صیہونی اکابرین کی اہمیت

اس میں روسی انقلاب کا پورا نقشہ موجود ہے یہ کتب ایک ایسی دستاویز اور انقلابی حکمت عملی کا خفیہ شاہکار ہے، جو ایک وقت روس اور اس کی نوآبادیاتی ریاستوں میں، جو آج کل آزاد ہو چکی ہیں، ممنوع قرار دی گئی تھی۔ جس شخص کے پاس یہ کتاب پائی جاتی،

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

اسے فوراً سزائے موت دے دی جاتی تھی۔۔۔اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ اس کتاب کے منظر عام پر آنے سے یہودیت واشتراکیت کی سازش بے نقاب ہو سکتی تھی۔

۱۹۰۵ء میں شائع ہونے والی اس کتاب میں باقاعدہ طور پر ترکی کی خلافت عثمانیہ کے خاتمہ، وسطی ریاستوں کی غلامی اور ایک با اثر کمیونسٹ انقلاب اور اسرائیل کے قیام کا ذکر موجود ہے جبکہ دونوں واقعات میں ایک واقعہ ۱۹۱۷ء اور دوسرا واقعہ ۱۹۲۴ء کا اور تیسرا واقعہ ۱۹۴۸ء کو رونما ہوا۔

کتاب مذکور میں پوری دنیا میں ہلچل مچ گئی تھی۔اس کتاب میں یہاں تک لکھا ہے کہ یہودی مکہ، مدینہ سمیت ہر مسلم، غیر مسلم ملک پر قابض ہوں گے۔ کتاب اردو میں ''صیہونی رابطے'' کے نام سے شائع ہوئی۔اقوام متحدہ کی تشکیل اسی منصوبہ کے تحت عمل میں آئی، آج کا مسلمان جس اقوام متحدہ سے امیدیں لگائے بیٹھا ہے، جس کے گرد تمام اسلامی سکالر طواف کر رہے ہیں، یہ دراصل یہودیوں کے منصوبوں کو عملی شکل دینے کا عالمی پروگرام ہے، اس ادارہ کی تمام ایجنسیاں اور خفیہ محکموں کے ارکان یہودی ہیں۔صیہونی یہودی اسی ادارے کے ذریعے اپنے مقاصد حل کرنا چاہتے ہیں۔ یہودی اکابرین نے یہ بات اپنی تحریروں میں بیان کی ہے۔

ایک مشہور یہودی قانونی پیشہ ہنری کلین ہیں۔ ۱۹۴۸ء میں ''صہیون دنیا پر حکمران ہیں'' کے نام سے ان کی کتاب شائع ہوئی جس کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

The United Nation is Zionism. It is the super Government mentioned many times in the protacls of the learned elders of Zions, promulgated between 1897-1905.

''اقوام متحدہ صیہونیت ہے، یہ وہی بالادست حکومت ہے جس کا ذکر کئی بار جلیل

اقدر صیہونی اکابرین کے پروٹوکول میں آیا ہے۔ جو ۱۸۹۷ء اور ۱۹۰۵ء کے درمیان مرتب کیے گئے تھے۔

یہودیوں نے پوری دنیا پر حکومت کا خواب ایسے نہیں دیکھا بلکہ اس کے منصوبہ سازوں میں ہر ملک کے دماغ اور مدبر شریک ہیں۔ اس کی طرف عیسائیوں، مسلمانوں، ہندوؤں، کمیونسٹوں میں کئی ادارے کام کر رہے ہیں۔ فری میسن تحریک ہی کو دیکھئے۔ یہ تحریک سو فیصد یہودی دماغ کی پیداوار ہے۔ اس کے تمام اراکین شعوری یا غیر شعوری طور پر یہودیوں کے عالمی فکر کو پروان چڑھا رہے ہیں۔ فری میسن تحریک کا یہودی لائحہ عمل، اس تحریر سے عیاں ہوتا ہے، جو ایک یہودی مفکر جین ایزولیٹ کے انٹرویو سے آشکار ہوتی ہے۔

جو جیوئس اسرائلائٹ الائنز (Jeursh Isrealite allines) کے مستقل رکن ہیں۔ انہوں نے ۱۹۳۱ء میں پیرس کے جریدے (Paris la capital des religions) میں یہ سطریں لکھیں جو اہل نظر کو دعوت فکر دیتی ہیں۔

"The meaning of the history of the last century is that today. three "hundrêd jewish financers all masters of lodges rule the world.

''پچھلی صدی کی تاریخ کا لب لباب یہ ہے کہ آج تین سو یہودی سرمایہ دار، جو سب سے فری میسن لاج کے اعلیٰ عہدیدار ہیں پوری دنیا پر حکومت کر رہے ہیں۔''

اس طرح کے کتنے اقتباسات خود یہودی اکابرین کی تحریروں سے پیش کئے جا سکتے ہیں۔

پروفیسر من بیت اللحمی جو اسرائیل یونیورسٹی کے پروفیسر بھی ہیں، وہ اپنی ایک

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

کتاب میں لکھتے ہیں۔

گذشتہ ایک عرصے میں تیسری دنیا کے کسی بھی ملک میں فتنہ وفساد یا شر انگیزی کا جائزہ لیں تو صاف طور پر اس کے پس پشت اسرائیلی فوجی افسروں کے مکروفریب کے مسکراتے ہوئے چہرے نظر آئیں گے۔"

(بحوالہ "نوائے وقت" میگزین ۲۳۔ اگست ۱۹۹۲ء)

اس کتاب میں ۱۹۱۷ء کے کمیونسٹ انقلاب کی بھی پیشین گوئی تھی۔ جب روس میں بالشویک انقلاب برپا ہوا تو سب سے پہلے اس کتاب کے مصنف پروفیسر نائلس کو گرفتار کیا گیا۔ نائلس کا تعلق عیسائی مذہب سے تھا۔ وہ یہودیوں کی بین الاقوامی سازش کے خلاف سراپائے احتجاج تھا، پہلی دفعہ اسی نے بیسویں صدی کے آغاز پر ہونے والی اس یہودی سازش سے پردہ اٹھایا تھا۔ پروفیسر کو اذیتیں دے دے کر قتل کر دیا گیا۔ یہ کتاب آج بھی روس، جنوبی افریقہ اور اسرائیل میں رکھنا ممنوع ہے۔ پروفیسر نائلس اصل میں عیسائیوں کو یہودی سازشوں سے بچانا چاہتا تھا۔ حالانکہ یہ کتاب تو دنیا کی تمام قوموں کے خلاف ایک ایٹمی سازش سے بھی بڑے خطرے کا الارم تھی۔

یہودیوں کے دنیا پر غلبے میں سب سے بڑی رکاوٹ عالم اسلام ہے۔ اس لئے یہودی کسی طرح بھی مسلمانوں اور اسلامی ملکوں کو سپر پاور کی حیثیت سے برداشت نہیں کر سکتے۔ نہ ہی یہ قوم مسلمانوں کی اقتصادی برتری، سیاسی قوت، اخلاقی اور اصلاحی کوششوں کو پسند کرتی ہے۔

عالم اسلام کی ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ یہودی ہیں۔ روس کے کمیونسٹ انقلاب سے لے کے وسطی مسلم ریاستوں کی ستر سال تک غلامی، اسرائیل کا قیام، بیت المقدس پر قبضہ، ترکی کی خلافت عثمانیہ کا خاتمہ، مکہ مدینہ پر قبضہ کے منصوبے کے متعلق ہم

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

یہاں مشہور اسلامی مفکر مولانا ظفر احمد انصاری کے اس تاریخی انٹرویو کے چند حصے نقل کرتے ہیں، جن سے یہودیوں کی عالمی سازشوں کی حقیقت بے نقاب ہوتی ہے۔

یہ انٹرویو انہوں نے ماہنامہ اردو ڈائجسٹ لاہور کے جناب الطاف حسین قریشی کو ۱۹۶۶ء کو ریکارڈ کرایا تھا۔ اسی انٹرویو سے متاثر ہو کر ممتاز محقق مصباح الاسلام فاروقی نے ''یہودی سازش اور عالم اسلام'' کتاب لکھی تھی۔

اس انٹرویو کے بعض مندرجات سے اختلاف بھی کیا جا سکتا ہے لیکن ایک کھلے تناظر میں ان کی معلومات بین الاقوامی مسلم برادری کے لئے چشم کشا ہو سکتی ہیں۔

امریکی نیو ورلڈ آرڈر کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو یہودیوں کے اعلیٰ دماغ ایک صدی پرانے منصوبے پر عمل پیرا نظر آتے ہیں۔ جس طرح ۱۸۹۷ء سے لے کر ۱۹۰۵ء تک کے یہودی دماغوں کی خامہ فرسائی سے ہمیں صاف نظر آتا ہے کہ ۱۹۱۲ء کا کمیونسٹ انقلاب لینن اور مارکس کے ذریعے پایہ تکمیل تک پہنچا، یہ دونوں لیڈر بھی اصلاً یہودی تھے، انقلاب سے پہلے ان کے تمام روابط یہودیوں سے نظر آ رہے ہیں۔۔۔ اسی طرح یہی تحریک آج بھی سوویت یونین کے زوال کے بعد مسلم امہ کو صفحہ ہستی سے مٹانے اور مختلف حربوں سے اس کو اقتصادی، معاشی اور سیاسی اعتبار سے ناکام بنانے کے لئے سرگرم عمل ہے۔

''انصاری صاحب کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ عالم اسلام کے مسائل یہودی سیاست گری کے پیدا کردہ ہیں۔''

''جی ہاں! آپ نے صحیح سمجھا مگر میرا مطلب یہ نہیں کہ تنہا یہی ایک عوامل ہے، البتہ یہودی سازش سب سے قوی عامل ضرور ہے۔ میرا تجزیہ ہے کہ یہودی شعبدہ باز ساری دنیا (بشمول عالم اسلام) میں سرگرم عمل ہیں۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ ان کی تکنیک اتنی گہری اور چھپی ہوئی ہے کہ اکثر اہل نظر بھی اس کو دیکھ نہیں پاتے۔''

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

جی''آپ کے پاس اس کا کیا تاریخی ثبوت ہے کہ یہودیت کے عزائم عالم اسلام کے بارے میں خطرناک ہیں۔''

''تاریخ میں ان گنت شہادتیں موجود ہیں، لیکن ہماری نظر ان تک نہیں جاتی، سیدھی سی بات یہ ہے کہ یہودیوں کے عالمی غلبے کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ عالم اسلام ہے۔ یہ تو آپ شروع ہی میں دیکھ چکے ہیں کہ امریکہ اور روس یہودیوں کے غلام ہیں۔ بھارت بھی اسرائیل کے در پر ماتھا رگڑ رہا ہے۔ بس ایک اسلام کی قوت ایسی ہے، جو پیہم ضربیں کھانے کے باوجود اب بھی اسرائیل کے وجود سے اپنے ذہن کو ہم آہنگ نہیں کر سکی۔ تمام یہودیت نواز قوتیں مسلمانوں کے در پے ہیں۔ یہودی اکابرین جانتے ہیں کہ جس روز (خدانخواستہ) عالم اسلام کا شیرازہ بکھر گیا، اسی دن پوری دنیا میں ان کی سیادت کا سکہ جاری ہو جائے گا۔

مسلمانوں اور یہودیوں کی کشمکش یوں تو بہت پرانی ہے لیکن اس کا آغاز نئے انداز میں انیسویں صدی کے آخر سے ہوا۔ غالباً ۱۸۹۷ء میں جب یہودی اکابرین خفیہ طور پر جمع ہوئے، انہوں نے طے کیا کہ چونکہ ان کے عزائم کی تکمیل میں سب سے بڑی رکاوٹ عالم اسلام کی مرکزیت ہے، اس لئے سب سے پہلے روس میں انقلاب برپا کر کے اس پر قبضہ کیا جائے اور پھر خلافت پر ضرب کاری لگائی جائے۔ چنانچہ طے شدہ پروگرام کے مطابق سلطان عبدالحمید کی خدمت میں عیارانہ درخواست پیش کی گئی، جس میں لکھا تھا کہ ہمیں فلسطین میں ایک خطہ زمین دے دیا جائے۔ ہم اس کی بڑی سے بڑی قیمت دینے کے لئے تیار ہیں۔ زیرک سلطان نے یہودیوں کے عزائم بھانپ لئے اور ان کی درخواست مسترد کر دی۔ اس پر انہوں نے سلطان کے خلاف ملک کے اندر اور ملک سے باہر زہریلے پراپیگنڈے کی مہم شروع کر دی۔ مقصد وہی تھا کہ خلافت پارہ پارہ ہو جائے۔ یورپ کی

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

عیسائی حکومتیں پہلے ہی خار کھائے بیٹھی تھیں۔ ان کی فوجی قوت اور یہودیوں کی خفیہ سازشیں، دونوں کے گٹھ جوڑ نے مسلمانوں کی مرکزیت بظاہر ہمیشہ کے لئے ختم کردی۔ ٹرکی کے اندر ایک تنظیم قائم ہوئی، جس کا نام ''انجمن اتحاد ترکی'' رکھا گیا۔ زیادہ تر اس میں بھولے بھالے سادہ لوح ترک نوجوان تھے۔ اس انجمن کے اجتماعات کے لئے فری میسن لاج تھے۔ نوجوانوں کو جذباتی نعروں سے گرمایا گیا اور ان میں عربوں کے خلاف اتنی نفرت پیدا کردی گئی کہ آگے چل کر یہ نفرت ایک کوہ آتش فشاں ثابت ہوئی۔ اس تنظیم کے ہاتھوں خلافت کی رداء تار تار ہوئی اور پھر عالم اسلام ایسے انتشار کا شکار ہوگیا کہ اتحاد کی تمام تحریکیں بے اثر ثابت ہوئیں۔

یہ یہودیت کا عالم اسلام پر پہلا بھرپور وار تھا۔ اپنے پہلے مقصد میں کامیاب ہو جانے کے بعد صیہونیت کی تحریک اور زیادہ فعال ہوگئی اور صرف ۲۶ برس بعد فلسطین کے ایک حصے پر قابض ہونے میں کامیاب ہوگئی، لیکن فلسطین میں یہودی حکومت آسانی سے قائم نہیں ہوئی تھی، مسلمانوں نے شدید مزاحمت کی تھی۔ یہودی دماغوں نے محسوس کرلیا کہ انہیں سب سے زیادہ زک اخوان المسلمون کے ہاتھوں اٹھانی پڑی ہے۔ اخوان جس بے جگری سے لڑے تھے، اس سے یہودی بری طرح خائف تھے۔ انہوں نے سمجھ لیا تھا کہ جب تک اخوان موجود ہیں، فلسطین میں کبھی یہودیوں کے قدم جمنے نہ پائیں گے۔ اس صورت حال میں یہودیوں کے لئے دو قوتیں خطرہ بن سکتی تھیں۔ مسلم حکومتوں اور بالخصوص گردوپیش کی عرب حکومتوں کا اتحاد اور اخوان المسلمون کی تحریک۔ یہودیوں نے ان قوموں سے عہدہ برآ ہونے کے منصوبے بنانے شروع کردیئے۔

آپ نے فرمایا: اہل یہود عرب اتحاد اور تحریک اخوان کے درپے ہیں، کیا آپ اس بات پر روشنی ڈالیں گے کہ ان کی تکنیک کیا ہے؟

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

غالباً آپ متفق ہی ہوں گے کہ اس صدی کے ربع اول کے ختم ہوتے ہی مسلمانوں کا ضعف و انحطاط تقریباً آخری منزل تک پہنچ گیا تھا اور مسلمان بحیثیت ایک عالمی قوت بے اثر ہو چکے تھے، چند بچے کھچے علاقے ان کے پاس رہ گئے تھے، جہاں براہ راست ان کا اپنا اقتدار ہو۔ باقی ہر جگہ محکوم و مجبور ہو کر مستعمرین کے جبر و تشدد کا شکار تھے۔ اس کے بعد اس وقت تک تقریباً چالیس سالہ دور سیاسی آزادی کی جدوجہد اور بیشتر مسلم علاقوں کے سیاسی آزادی کے حصول کا دور کہا جا سکتا ہے، چنانچہ اب جو علاقے کمیونسٹوں کے زیر اقتدار آ چکے ہیں ان کو چھوڑ کر نسبتاً تھوڑے ہی علاقے رہ گئے ہیں جو بعض پرانے اور بعض نئے مستعمرین مثلاً فرانس، برطانیہ اور بھارت وغیرہ کے زیر اقتدار ہیں۔

گذشتہ بیس پچیس سال کے دور میں دو چیزیں بہت نمایاں نظر آئی ہیں، پہلی تو مسلم ممالک کی سیاسی آزادی کی جانب خاصی کامیاب پیش قدمی، دوسری ثقافتی اور تہذیبی غلامی کی جانب بہت تیز رفتار اقدام خیر شر کے یہ دونوں پہلو اس دور کی امتیازی خصوصیات ہیں، اس کا تجزیہ کہ سیاسی استقلال کی جدوجہد میں اس مختصر مدت میں اتنی کامیابی کا باعث کیا عوامل تھے یا اس کا تجزیہ کہ سیاسی آزادی کے بعد اسی ثقافتی غلامی کی جانب عالم اسلام کیوں اتنی تیز رفتاری کے ساتھ بڑھتا جا رہا ہے، خاصی طویل گفتگو چاہتا ہے، بہر حال اس کی اہمیت کی متقاضی ہے کہ ادھر خاطر خواہ توجہ نہ دی جائے کیونکہ یہ صورت حال ملت مسلمہ کے اجتماعی انا کے شدید ضعف اضمحلال کا موجب ہو رہی ہے اور اگر ادھر پوری توجہ نہ دی گئی، تو جتنی کچھ بھی سیاسی آزادی حاصل ہوئی ہے وہ محل خطر رہے گی۔ ثقافتی اور تہذیبی استقلال کے بغیر سیاسی استقلال بہت دیرپا ہونا مشکل ہے۔ میں اس سے صرف نظر کرتے ہوئے اس پہلو کی طرف آنا چاہتا ہوں کہ آج دنیا اتنی مختصر ہو گئی ہے کہ کوئی ملک کوئی قوم، کوئی انسانی گروہ ایسا نہیں ہے۔ جس کے مسائل صرف اس ملک، اس قوم یا اس گروہ تک

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

نظریں محدود رکھ کر سمجھے جاسکیں، لہذا عالم اسلام کے مسائل کا اندازہ بھی دور حاضر کی عالمی سیاست کی بساط، اس کے اہم مہروں اوران کی چالوں اور منصوبوں کے پیش نظر ہی لگایا جا سکتا ہے۔ جہاں تک میں نے غور وفکر کیا ہے، عالمی سیاست کے میدان میں سب سے اہم، سب سے زیادہ منظم، سب سے زیادہ خطرناک اور سب سے زیادہ موثر عنصر دو بلاکوں میں منقسم ہے۔ ایک اشتراکی بلاک، جس کا قائد روس سمجھا جاتا ہے اور دوسرا سرمایہ دارانہ نام نہاد جمہوریت پسند ممالک کا بلاک، جس کی باگ ڈور امریکہ کے ہاتھ میں متصور ہوتی ہے۔ میرے نزدیک یہ تقسیم بالکل مصنوعی ہے۔ میرے نزدیک روسی اور امریکی حکومت دونوں کی حیثیت کٹھ پتلی سے زیادہ نہیں ہے۔ دونوں کی ڈور ایک چابکدست کھلاڑی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہے یہودی قوم۔ برطانیہ، فرانس اور خاص طور پر امریکہ کا یہودیوں کے زیراثر، بلکہ ان کے ہاتھ میں کھلونا ہونا تو تقریباً ہر شخص پر روشن ہے، البتہ روس کے متعلق کم لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ آج کا روس خالص یہودی فکر وعمل کی پیداوار ہے اور اس کی باگ ڈور پوری طرح یہودیوں کے ہاتھ میں ہے۔

انصاری صاحب آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ روس کا اشتراکی انقلاب، امریکہ کی سرمایہ داری کے خلاف برپا ہوا تھا اور یہ دونوں ملک ایک دوسرے کے دشمن تصور کئے جاتے ہیں۔ بھلا اشتراکیت اور یہودیت ایک ساتھ کیسے چل سکتی ہیں۔ اشتراکی نظام میں تو یہودی سرمایہ داری کی موت ہے۔ آپ کے تجزیئے کو ہم کیونکر درست مان لیں۔" میرے یہی تمام فقرے حیرت اور تعجب کی پیداوار تھے۔ انصاری صاحب کی باتوں سے ایسا دھچکا سا لگا کہ ذہن تلپٹ ہو کر رہ گیا۔ ایک دو لمحوں کے لئے مجھے اپنے کانوں پر یقین ہی نہ آیا تھا لیکن انصاری صاحب کے الفاظ نستعلیق اور واضح تھے۔

وہ میرے چہرے کے اتار چڑھاؤ بڑے سکون سے دیکھتے رہے، پھر ان کی

آنکھوں میں عملی وجاہت کی ایک چمک پیدا ہوئی اور اس کے بعد متانت آمیز انداز سے بولے:

"مجھے پہلے ہی اندازہ تھا کہ میری باتیں تمہیں پریشان کر دیں گی۔ یہ ہر اس شخص کے لئے دھماکہ ثابت ہوں گی، جو واقعات کی صرف ظاہری سطح پر نظر رکھتا ہے۔ میرے پاس یہودی صحافیوں، اہل قلم اور قائدین کی تحریریں اور بیانات موجود ہیں، جن میں یہ واضح طور پر کہا گیا ہے کہ روسی انقلاب صیہونیت تحریک کے منصوبوں میں سے ایک منصوبہ تھا میں چند واقعات، شواہد اور تحریریں پیش کرتا ہوں۔"

(۱) یہ کوئی اتفاقی بات نہیں کہ اشتراکی نظام کے ذہنی قائدین یہودی تھے، انہوں نے اپنے نام بدل لئے تھے۔ کارل مارکس دونوں طرف سے یہودی تھا۔ ٹرائسکی اور لینن خالصتاً یہودی نژاد تھے۔ لینن اور سٹالین کی مائیں اور بیویاں یہودی تھیں۔

(۲) روسی انقلاب سے ذرا پہلے یہودی غیر معمولی طور پر سرگرم تھے، پہلی جنگ عظیم چھڑ جانے کے بعد ایک بند ٹرین میں بٹھا کر لینن اور اسکے تقریباً دو سو رفقاء کو جرمنی سے روس کی سرحد میں دھکیل دیا گیا۔ اس کے ۱۶۵۔ ساتھیوں کے نام ملتے ہیں، ان میں سے ۱۲۸۔ یہودی تھے۔ لینن کے روس میں داخل ہوتے ہی ٹرائسکی امریکہ سے تین سو یہودیوں کو لے کر وہاں پہنچ گیا، پھر ان یہودیوں نے مل کر انقلاب کے لئے تیاریاں کیں۔

(۳) بالشویک انقلاب کے بعد یہودیوں نے حکومت کی مشینری پر قبضہ کیا۔ نئی حکومت کی ۵۵۶ کلیدی اسامیوں میں سے ۴۵۷ یہودیوں کے ہاتھ آئیں۔

(۴) روسی انقلاب کے بارے میں یہودی مصنفین نے جو کچھ لکھا، اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ وہ انقلاب ان کی امنگوں اور آرزوؤں کا آئینہ دار ہے۔ طوالت کے

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

خوف سے صرف ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔ الیگزینڈر بٹل مین **Alexander Bittleman** نے ایک ضخیم کتاب لکھی، جس کا نام ہے

''یہودی جنگ کے بعد کی دنیا کا سامنا کرتے ہیں''

"The Jewish People face the post-war world."

اسی روسی انقلاب کو اس انداز میں خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔

"If not for the red army there would be no jews in Europe to day not in palestine, not in Africa, and in the United States of America the length of our expstence would be counted in days... The soviet union state saved the American Jewish massess never forget our historic debt to the savior of the jewish people... the Soviet union."

''اگر سرخ فوج نہ ہوتی تو آج یورپ میں، فلسطین میں، افریقہ میں، کہیں کوئی یہودی زندہ نہ ملتا اور امریکہ کی ریاستوں میں ہمارے وجود کی مدت چند دنوں میں ختم ہو جاتی۔ یہ سوویت یونین سٹیٹ تھی، جس نے یہودیوں کو (مٹ جانے سے) بچالیا، اس لئے امریکہ کے یہودیوں کو اپنا وہ تاریخی قرض کبھی بھولنے نہیں دینا چاہیے جو یہودی قوم کے نجات دہندہ سوویت یونین کا ادا کرنا ہوگا۔''

ان حقائق و شواہد کی روشنی میں کیا میرا تجزیہ غلط ہے کہ روس اور امریکہ پر یہودیوں کا قبضہ ہے؟ یہ دونوں طاقتیں اور دوسرے معاملات میں اختلاف کرتی رہتی ہیں (یہ اختلافات بھی فریب سے کم نہیں) لیکن یہودیوں کے مفادات کے تحفظ و فروغ میں

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

دونوں یکساں سرگرم عمل ہیں۔اس سلسلے میں ایک اور اہم تاریخی واقعہ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔یہ تو ایک بین حقیقت ہے کہ اسرائیل نے امریکہ کی آغوش میں جنم لیا۔آپ کو معلوم ہے اسرائیل کو سب سے پہلے کس حکومت نے تسلیم کیا؟ آپ کی اطلاع کے لئے عرض کروں، روس نے۔آخر کیوں؟ اگر روس اور امریکہ کی بنیادی حکمت عملی بالکل مختلف ہے تو یہ حیرت انگیز اتحاد کیوں؟ میں آگے چل کر بتاؤں گا کہ روس اور امریکہ کہاں ایک جیسی پالیسی اختیار کرتے ہیں اور کہاں ان کے درمیان اختلاف ہوتا ہے اور کیوں ہوتا ہے؟''

''انصاری صاحب آپ نے صیہونیت کی جو تصویر کھینچ دی ہے، وہ تو حد درجہ بھیانک ہے۔''

''ابھی تو میں نے آپ کو ابتدائی باتیں بتائی ہیں، ابھی سے پریشان ہو گئے؟ پوری تصویر واقعی بہت بھیانک ہے۔وہ تصویر ہمیں ضرور دیکھنی چاہیے۔''

''ذرا پوری تصویر ہی دکھا دیجئے'' میں نے اور قریب ہوتے ہوئے کہا۔

''الطاف صاحب، یہ کام بہت روح فرسا ہے یہ میں پہلے ہی..... ''ان کی تکنیک''.... وہ ایک دم خاموش ہو گئے، پھر سر جھکائے کچھ سوچنے لگے۔''میں یہ سمجھتا ہوں یہودیت نے کیتھولک چرچ سے معاہدہ کر لیا ہے۔اب یہ دونوں قوتیں اسلام کے خلاف برسرپیکار ہیں۔یہودیوں نے ماضی کے تجربات سے یہ سبق سیکھ لیا تھا کہ وہ تنہا مسلمانوں کے خلاف موثر کام نہیں کر سکتے۔ادھر دنیائے مسیحیت مسلمانوں سے صلیبی جنگوں کا انتقام لینے کے لئے مضبوط طاقت کی تلاش میں تھی۔دونوں نے گٹھ جوڑ کر کے عالم اسلام کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔یہودیوں اور عیسائیوں کے آس پاس عرب سلطنتیں پھیلی ہوئی ہیں، اس لئے ہدف یہی سلطنتیں بنیں۔یہ متحدہ عفریت عرب اتحاد پر کاری ضرب لگانا چاہتا تھا۔مصر میں خلفہ وق اس کی راہ کا پتھر بن گیا۔وہ مصر اور سوڈان کے اتحاد کا بہت بڑا حامی تھا۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

انگریزوں نے شاہ فاروق کو رام کرنے اور ڈرانے دھمکانے کے تمام حربے استعمال کیے لیکن شاہ فاروق نے اپنی رائے تبدیل نہ کی اور درا صل اس مسئلے میں انگریزوں اور شاہ فاروق کے درمیان گفت وشنید منقطع ہوگئی..... یہ ۱۹۵۱ء کا وسط تھا۔ اسلام دشمن طاقتوں نے اسی وقت شاہ فاروق کو ہٹانے کا فیصلہ کرلیا، چنانچہ موزوں آدمی کی تلاش شروع ہوگئی، اب وہ چاہتے تھے کہ ایک تیر سے دو شکار کیے جائیں، یعنی مصر میں کوئی ایسا شخص برسر اقتدار لایا جائے جو ایک طرف مصر اور سوڈان کو متحد نہ ہونے دے اور دوسری طرف اخوان کی تحریک کچل کر رکھ دے۔ ان کی نظر انتخاب جمال ناصر پر پڑی۔ اس کے لئے راستہ تیار کیا گیا اور بالآخر ۱۹۵۲ء میں فاروق کو تخت وتاج سے محروم کردیا گیا۔ جمال ناصر نے برسر اقتدار آنے کے بعد ان مقاصد کی تکمیل کے لئے کام کرنا شروع کردیا جو اسے پہلے سے بتا دیئے گئے تھے۔ اس نے سوڈان کو مصر سے متحد نہیں ہونے دیا۔ اخوان کے پچاس ہزار افراد شہید کیے اور عرب ممالک کی پیٹھ میں ایک ایسا زہر آلود خنجر گھونپ دیا جس کا زخم خدا جانے مندمل ہوگا بھی یا نہیں۔ معلوم ہوتا ہے ناصر یہودیوں کا آلہ کار تھا۔

''انصاری صاحب، ایسا معلوم ہوتا ہے آپ کا تجزیہ حقائق پر مبنی نہیں، اگر ناصر یہودیوں کا آلہ کار ہوتا تو اسرائیل، برطانیہ اور فرانس پر حملہ کیوں کرتے؟ اس حملے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ روس پر یہودیت کا قبضہ نہیں، کیونکہ اس نے حملہ آوروں کو دھمکی دی تھی کہ اگر جنگ فوراً بند نہ کی گئی تو ہماری فوجیں مصر کے دوش بدوش لڑیں گی۔''

انصاری صاحب کی آنکھیں اور گہری ہوگئیں اور انہوں نے کہنی پر زور دیتے ہوئے کہا:

''میں آپ سے اس سوال کی توقع کررہا تھا۔ اس فریب میں ایک آپ ہی نہیں لاکھوں افراد مبتلا ہیں، لیکن میرا اندازہ ہے کہ اب فریب کی دھند بڑی حد تک واضح ہوچکی

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

ہے۔ سویز کے حملے میں بنیادی مقاصد اسرائیل کی توسیع تھی، جسے وہ اپنی مصلحتوں کی بناء پر بالا قساط کر رہا ہے۔ یہ قصہ بھی آپ نے ایسا چھیڑا ہے کہ بغیر پوری تفصیلات سامنے لائے، اس کی حقیقت واضح نہیں ہو سکتی۔ ان تینوں طاقتوں کو امریکہ کی حمایت حاصل تھی۔ لیکن آخری وقت پر امریکہ پیچھے ہٹ گیا، وہ پیچھے کیوں ہٹا؟ اس کی روداد برطانیہ کے اس وقت کے وزیر اعظم مسٹر ایڈن نے اپنی ڈائری میں تفصیل سے بیان کی ہے۔ یہ چاروں طاقتیں اپنی فتح یعنی یہودیت کی فتح کا کامل یقین رکھتی تھیں۔ لیکن امریکہ کی علیحدگی نے سارا منصوبہ ٹھپ کر دیا۔ تو یہ سمجھئے کہ سویز کے حملے میں بنیادی مقصد کو مقامی قیادتوں کے اختلافات نے نقصان پہنچایا ورنہ اسرائیل کے عزائم بڑی حد تک کامیاب ہو جاتے۔ باقی رہا روس کی دھمکی مجھے تو یہ ڈپلومیسی کی باتیں نظر آتی ہیں، جن کا مقصد دنیا کی آنکھوں میں دھول ڈالنا ہے۔"

"مگر انصاری صاحب، جمال عبدالناصر کھلم کھلا امریکہ کو برا بھلا کہتا ہے، وہ یہودیوں یا امریکہ کا آلہ کار کیسے ہو سکتا ہے؟

"الطاف صاحب یہ سیاست کے داؤ پیچ ہیں، جیسا کہ جنرل برنس نے لکھا ہے "Home Consumption" (داخلی ضروریات کے تقاضے پورے کرنے) یعنی عرب عوام کو فریب میں مبتلا رکھ کر اپنی قیادت و بقا استحکام کے لئے اس قسم کا پروپیگنڈہ ضروری ہے۔ آپ میرے ایک سادہ سے سوال کا جواب دیجئے۔ اگر امریکہ اور مصر ایک دوسرے کے دشمن ہیں تو امریکہ ناصر کو امداد کیوں دیتا؟ آپ کہیں گے بین الاقوامی دباؤ سے متاثر ہو کر۔ شاید یہ جواب مجھے مطمئن کر دیتا، لیکن جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ امریکہ دنیا میں سب سے زیادہ مدد ناصر کو دے رہا ہے تو مجھے اپنا تجزیہ صحیح نظر آتا۔ مصر امریکہ سے پوری دنیا میں سب سے زیادہ فی کس Percapita امداد وصول کر رہا ہے۔ آخر یہ سب کچھ کیسے؟ امریکہ ہرگز اتنا بے وقوف نہیں کہ وہ ایک ایسے ملک پر اپنا سرمایہ ضائع کرتا ہے جو اس کا دشمن

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

ہو یا اس کے مقاصد پورے نہ کرتا ہو۔ آخر یہ اتنی بڑی قیمت کس خدمت کی دی جا رہی ہے۔ اہل یہود نے امریکہ کے توسط سے ناصر سے وہ سارے کام کرا لئے جو اسرائیل کی جڑیں مضبوط کرنے کا موقع فراہم کرتے تھے، یعنی سب سے پہلے عوامی تنظیم اخوان المسلمین کا قلع قمع، جن کے ہوتے ہوئے یہ ناممکن تھا کہ کوئی حکومت اسرائیل کے وجود پر قولاً عملاً رضامندی کا اظہار کر دے، چنانچہ ۵۴۔۱۹۵۵ء میں جب اخوان کو کچل دیا گیا ان کے لیڈرں کو تختہ دار پر لٹکا دیا گیا اور تیس چالیس ہزار افراد جیل میں بند کر دیئے گئے، تو نیویارک ٹائمز کے نامہ نگار کو اکتوبر ۵۵ء میں جمال ناصر نے انٹرویو دیا اور اطمینان دلایا:

''آج کوئی عرب یہ نہیں کہہ رہا کہ ہمیں اسرائیل کو ختم کر دینا ہے۔ عربوں کا صرف یہ مطالبہ ہے کہ (فلسطین سے نکلے ہوئے) مہاجرین کو زندہ رہنے کا فطری حق دیا جائے اور ان کی جائیدادیں واپس کر دی جائیں، جیسا کہ سات سال پہلے اقوام متحدہ کے ریزولیشن کے رو سے طے ہوا تھا'' لیجئے اسرائیل کا پورا وجود عملاً تسلیم کر لیا گیا کہ نہیں؟ پھر اسی مضمون کا بیان گذشتہ سال دیا۔ عرب قومیت کے نعرے نے پورے عالم اسلام کی وحدت اور سالمیت کو خطرے میں ڈال دیا۔''

''معاف کیجئے آپ کو ناصر کی ہر اچھی بات بری نظر آتی ہے۔ اگر عرب حکومتیں متحد ہو جائیں تو اس سے مسلمانوں کو کچھ فائدہ ہی پہنچے گا آپ تو ایک ایسی تصویر پیش کر رہے ہیں جس سے خوف آنے لگتا ہے۔''

''قریشی صاحب آج قومیت کا جو نعرہ لگایا جا رہا ہے، اور اس کے پیچھے جو ذہن تیار کیا جا رہا ہے وہ اسلام کے خلاف ایک زبردست سازش ہے اس کا ظاہری بڑا نقصان تو یہ ہے کہ ۷۰ کروڑ میں سے ۷ کروڑ عرب کٹ جاتے ہیں، جب آپ محض عرب قومیت کی بنا، پر اپنی سیاست تشکیل کرتے ہیں اور اسلام کو اس تشکیل میں داخل نہیں ہونے دینا چاہتے

توان مسلمانوں کو آپ سے کیا دلچسپی رہے گی، جو عرب نہیں ہیں یا جو ملت کی بنیاد پر متحد ہونا چاہتے ہیں۔ عرب قومیت کا نعرہ عیسائیوں، یہودیوں اور ان کے حاشیہ برداروں نے اس لئے عام کرنا چاہا کہ کسی طرح مسلمان اپنی اصلی بنیاد یعنی اسلام سے ہٹ جائیں، ورنہ وہ تو صحیح معنوں میں عربوں کا متحد ہونا بھی گوارا نہیں کر سکتے۔ چہ جائیکہ ساری مسلمانوں کا اتحاد۔ مسلمانوں کو اسلامیت کے جذبے سے ہٹانا ذرا دشوار کام ہے۔ اگر ایک دفعہ ہمارے دشمن اس میں کامیاب ہو جائیں تو عربیت سے ہٹا کر عراقیت، شامیت، اردنیت، مصریت پر لانا کیا دشوار ہوگا۔ اس طرح عالم اسلام ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ عربی زبان کو عرب قومیت کی بنیاد ٹھہرایا گیا ہے۔ یعنی جو عربی زبان بولتا ہے، وہ عرب ہے، اس تعریف سے یہودی اور عیسائی بھی عرب قرار پاتے ہیں اور یہ عرب قومیت کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کو جو نقصان پہنچا سکتے ہیں، ان کا اندازہ کرنا زیادہ مشکل نہیں۔ عرب قومیت کے نام پر یمن میں کیا ہو رہا ہے؟ اڑھائی لاکھ یمنی عرب اسی عرب اتحاد کے داعی جمال عبدالناصر کے ہاتھوں ختم ہو چکے ہیں۔ عراق میں کیا ہو رہا ہے؟ شام میں کس انداز کے انقلابات آ رہے ہیں؟ نائجیریا میں کیا ہوا؟ ان سب انقلابات میں کون سا خونی ہاتھ کام کر رہا ہے، اسے سب دانشور جانتے ہیں۔

ادھر ناصر صاحب نے عرب سلطنتوں میں خونریزی کا بازار گرم کر رکھا ہے اور دوسری طرف ہر وہ طاقت اس کی دوست ہے، جس کی پالیسی مسلم کش ہے۔ بھارت ناصر کا دوست ہے، کیونکہ وہاں اسلامی ثقافت ختم کی جا رہی ہے اور مسلمانوں کا خون پانی سے زیادہ ارزاں ہے، ان کی عزت و ناموس تار تار ہے۔ قبرص کے یونانی ناصر کے دوست ہیں، کیونکہ وہ مسلمان ترکوں کا خون فراخدلی سے بہا رہے ہیں۔ حبشہ کا ہیل سلاسی ناصر کا دوست ہے، کیونکہ اس نے اپنے یہاں پر مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے اور اریٹیریا

میں مسلمانوں کی آزادی کا گلا گھونٹ دیا ہے۔ اسرائیل، شام پر حملہ کرتا ہے تو ناصر صاحب چپ سادھ لیتے ہیں، وہ مسلسل ۱۴ برس سے ظلم وتشدد کی چکی میں پس رہے ہیں۔ الطاف صاحب کیا آپ ان ''عظیم کارناموں'' پر فخر محسوس کرتے ہیں۔''

میں کوئی جواب نہ دے سکا، کیا دیتا، بھیانک حقیقتیں میرا منہ چڑا رہی تھیں۔ مجھے اپنی خوش فہمیوں سے نفرت ہونے لگی۔

وہ غور و فکر کا نچوڑ پیش کرتے ہوئے کہنے لگے:

''عالم اسلام کا وہ خطہ جسے ہم شرق اوسط کہتے ہیں، نہایت تشویش ناک صورت حال سے دوچار ہے۔ اس خطے کے سب سے اہم علاقے فلسطین پر یہودیوں کا قبضہ ہے۔ جمال ناصر زرخیز ترین علاقے پر حکومت کر رہا ہے اور اس کی ریشہ دوانیاں پورے عالم عرب اور پاکستان کو پریشان کئے ہوئے ہیں۔ شام میں بعث پارٹی مسلط ہے، جس کے دست و بازو دروزی، نصیری اور عیسائی ہیں۔ اس کا سربراہ ایک عیسائی مفکر ہے، جس کا نام مشل افلاق ہے۔ لبنان میں دستور نافذ ہے، اس کی رو سے ریاست کا سربراہ عیسائی ہوتا ہے۔ یہ قوتیں اچھی طرح جانتی ہیں کہ مسلمان عوام کا ملی تشخص اور قومی انا اب بھی صحیح و سالم ہے اور اگر انہیں اپنی مرضی نافذ کرنے کا موقع مل گیا تو وہ عالم اسلام کو متحد اور اسلام کو ایک فعال قوت بنانے کے لئے سب کچھ کر گزریں گے، چنانچہ ان کے انا اور ادارے کو بے اثر بنانے کے لئے آمروں سے کام لیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اس کوشش میں مصروف ہیں کہ نظام تعلیم، لٹریچر، فلموں اور خوش آہنگ نعروں کے ذریعے سواد اعظم کو اسلامی اقدار سے اتنا دور کر دیا جائے کہ اگر کبھی اجتماعی قوت بروئے کار آئے تو وہ اسلام کے حق میں نہ ہو۔

یہودیوں اور عیسائیوں کا دنیا کے بڑے بڑے اخبارات اور خبر رساں ایجنسیوں پر قبضہ ہے۔ وہ ان کے ذریعے خبروں کو ایک ایسا رنگ دیتے ہیں، جس سے اسلامی ملکوں

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

میں نئے نئے فتنے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ پہلے کسی مسلمان ملک کے بارے میں ایک فیصلہ کرتے ہیں اور پھر اس فیصلے کے لئے خبر رساں ایجنسیوں کے ذریعے راستہ ہموار کرتے ہیں اور بالآخر وہ فیصلہ نافذ کر دیا جاتا ہے، وہ مختلف ملکوں میں تحریکیں اور نعرے چھوڑ دیتے ہیں، پھر خبریں مسلسل اس انداز کی دی جاتی ہیں، جن سے ان نعروں کو تقویت ملتی ہے...... یہ سارا کام اتنی ہوشیاری سے ہوتا ہے کہ اکثر سادہ لوح پڑھے لکھے مسلمان ان نعروں کا شکار ہو جاتے ہیں، جب تک صورت احوال یہی رہتی ہے، اسلامی اتحاد کی آرزو پوری نہیں ہو سکتی۔"

"آپ کے نزدیک یہ صورت حال بہتر کیسے ہو سکتی ہے؟ میں نے اضطراب بھرے لہجے میں پوچھا۔"

"تجاویز تو بے شمار پیش کی جا سکتی ہیں اور کی جاتی ہیں، مگر یہاں ان کا کیا موقع اور کیا فائدہ؟"

"فائدہ یہ ہوگا کہ عوام میں شعور ابھرے گا اور ہو سکتا ہے یہ شعور جنون کی صورت اختیار کر جائے۔"

"الطاف، خدا کرے تمہارے یہ الفاظ حقیقت کی شکل اختیار کر لیں، جو کچھ میں نے سوچا ہے یوں برجستہ کہنے کا عادی نہیں اور کہوں، تو اندیشہ ہے کہ بات بے ربط ہو جائے گی۔"۔۔۔ "یہ سوال پھر بہت تفصیلی جواب، بلکہ پوری کتاب کا متقاضی ہے، بہرحال آپ کا اصرار ہے تو چند امور کا سرسری ذکر کرتا ہوں۔ نہ یہ جامع ہیں نہ مانع، اس وقت جو باتیں ذہن میں آ رہی ہیں وہ پیش کئے دیتا ہوں:

میرے نزدیک سب سے اہم کام یہ ہے کہ مسلم ممالک، ذہین طلبہ اور اہل تحقیق کی ایک ایسی تنظیم قائم کریں جو بروقت تجزیہ کرتی رہے کہ اسلام کی دشمن قوتیں کون کون سی

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

ہیں اور وہ کیا پروگرام رکھتی ہیں۔

☆ یہ یہودی مصنفین کی تحریروں سے ان میں چھپے ہوئے عزائم کا کھوج لگائے۔

☆ یہ تنظیم تحقیق کے ذریعے ان اخبارات اور خبر رساں ایجنسیوں کی فہرست تیار کرے، جو اسلام دشمن قوتوں کے لئے کام کر رہی ہیں۔

☆ یہ تنظیم اس بات پر نظر رکھے کہ عیسائی مشنریاں کن مقاصد کے لئے کن حربوں سے کام لے رہی ہیں۔

☆ یہ تنظیم اس کا جائزہ لے کہ دیگر اسلام دشمن طاقتیں اور نومولود استعماری قوتیں کیا عزائم رکھتی ہیں۔ روس اور امریکہ میں منصوبہ بندی کے نام پر مسلمانوں کو مٹانے کے لئے جو کام ہو رہے ہیں، اس تنظیم کا ان سے باخبر رہنا ضروری ہے۔۔۔

ان جائزوں کے علاوہ اس تنظیم کا یہ کام بھی ہونا چاہیے کہ وہ ہر اسلامی ملک کے مسائل کا تفصیلی جائزہ لے۔ تمام اسلامی ممالک کا یہ تفصیلی جائزہ آئندہ کی منصوبہ بندی کے لئے بنیاد کا کام دے گا ان جائزوں کے ذریعے ہر اسلامی ملک باقی اسلامی ممالک کے وسائل سے پوری طرح باخبر ہو جائے گا اور یہ باخبری اتحاد کی صحیح اور سیدھی راہیں متعین کرے گی۔ اب یہ کیفیت ہے کہ ہم ایک دوسرے کے بارے میں ایک دھندلا سا خاکہ رکھتے ہیں اور اس دھندلے خاکہ کی مدد سے مسائل حل کرنے کی فکر میں ہیں ہم اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں اور خوش ہیں کہ عالم اسلام کی خدمت کرنے میں مصروف ہیں۔ ہمارے یہاں سلبی کاموں میں بہت سی توانائی ضائع ہو جاتی ہے یہ وہ زمانہ ہے جب اسلام اور ملت اسلامیہ کے لئے سینکڑوں گوشوں سے کام کی ضرورت ہے، جن کے لئے

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

مختلف استعداد، مختلف ذوق اور مختلف وسائل کے افراد درکار ہیں۔ ہمیں بہت سی تعمیری انجمنوں کی ضرورت ہے۔ تعلیم کے میدان میں، تحقیق کے میدان میں، معاشرتی اصلاح کے میدان میں اگر ایسے ادارے وجود میں آجائیں جو یکسوئی سے اپنے اپنے حلقے میں ایجادی کاموں میں مصروف ہو جائیں تو شاید ہماری منزل بہت قریب آسکے۔

دوسرا کام یہ ہے کہ ہم ثقافتی استعمار کی روک تھام کے لئے موثر اقدامات کریں، دراصل اسلامی ملکوں میں اسلام دشمن قوتیں ثقافت کے روپ میں سرگرم عمل ہیں، محکم عقائد پر ضرب لگانے کا کام ثقافت کے نام پر ہو رہا ہے، اسلام سے بیزاری، نوجوانوں میں بے اعتقادی، گمراہی، اخلاقی بے راہ روی، نئے نئے نعروں کی گرم بازاری، یہ سب کچھ ثقافت کے انجکشنوں کے اثرات ہیں۔ ہماری نوجوان نسل ثقافت کے سیلاب میں ازخود اس لئے بہہ رہی ہے کہ اسے نتائج کا اندازہ نہیں۔ ثقافت کا نفوذ، غیر شعوری طور پر بڑھتا جارہا ہے اور یہ اس وقت تک بڑھتا رہے گا جب تک ہم شعوری عمل کو بیدار نہیں کریں گے۔

دراصل بنیادی خرابی یہ ہے کہ ہم سائنسی ایجادات اور اس ماحول کے درمیان جس میں یہ سائنسی ایجادات ہوئیں، فرق نہیں کرتے۔ سائنسی ایجادات کو اچھے اور جائز مقاصد کے لئے استعمال میں لانا اچھی بات ہے، لیکن اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ ہم اپنے ملکوں میں وہ ماحول بھی پیدا کریں جس میں وہ ایجادات ہوئیں یا جن قوموں نے وہ ایجادات کیں، ان کا طرز زندگی اور ان کی قدریں بھی مستعار لے لیں، ہم اپنی دینی تمدنی اور ثقافتی قدروں کا پورا تحفظ کرتے ہوئے، بلکہ ان کو فروغ دیتے ہوئے ان تمام ایجادات سے پوری طرح مستفید ہو سکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

مثال کے طور پر پنسلین اس ماحول میں ایجاد ہوئی جہاں شراب پی جاتی ہے اور عورتیں نیم عریاں لباس پہنتی ہیں۔ پنسلین کے استعمال کے ساتھ یہ تو ضروری نہیں کہ ہم بھی عریانی کو رواج دیں، شراب پئیں۔ یہ کیوں لازمی سمجھ لیا جاتا ہے کہ ہم بھی کھانے کی میز پر سیاہ سوٹ پہنیں اور بو لگا کر آئیں۔ اس پس منظر میں یہ احساس پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے کہ سائنسی ایجادات کے ساتھ یورپی ماحول قبول کرنے کے بجائے ہمیں یہ سائنسی ایجادات اپنے ماحول کے مطابق استعمال کرنی چاہئیں۔ صرف یہی باشعور اور خوددار عمل ہمیں ثقافتی غارت گری سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ رہا یہ سوال کہ یہ شعور اسلامی ملکوں میں کیسے پیدا ہوا؟ اس کا ایک راستہ تو یہ ہے کہ علماء، ماہرین عمرانیات اور مختلف میدانوں میں کام کرنے والے اہل تحقیق، سائنسی ایجادات اور ثقافتی ماحول کا فرق اس طرح واضح کریں کہ روزمرہ زندگی میں سائنسی ایجادات کو اسلامی تقاضوں کے مطابق استعمال کرنے کا واضح اور تفصیلی نقشہ تیار ہو جائے۔ یہ نقشہ مسلمانوں کی زندگی میں بڑی حد تک ہم آہنگی پیدا کرے گا اور یہی ہم آہنگی اتحاد کے لئے راستہ ہموار کرتی رہے گی۔

برسوں کے غور وخوض کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اسلامی ممالک اس وقت تک احساس کمتری اور ثقافتی غلامی میں مبتلا رہیں گے، جب تک وہ مل جل کر سائنسی علوم اور ٹیکنالوجی میں ان قوموں سے سبقت نہیں لے جائیں گے یا کم از کم ان کے ہم دوش نہیں ہو جائیں گے، جو یہودیت اور عیسائیت کے چنگل میں ہیں۔ میری تجویز یہ ہے کہ اسلامی ممالک میں ایک طے شدہ منصوبے کے تحت، حالات اور ماحول کے مطابق اپنے ہی ملکوں میں مختلف علوم فنون کی معیاری یونیورسٹیاں قائم کریں۔ مثال کے طور پر اگر پاکستان

زراعت کے میدان میں ترقی یافتہ ہے، تو یہاں زرعی یونیورسٹی بنائی جائے اور تمام اسلامی ممالک کے طلبہ اس مضمون میں تحقیق Specialiazation کرنے کے لئے پاکستان آئیں۔ اسی طرح کسی اور ملک میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی یونیورسٹی قائم کی جاسکتی ہے۔ کہیں قانون اور علوم عمرانیات کی اعلیٰ ترین جامعہ وجود میں آسکتی ہے۔ ان یونیورسٹیوں کے بہت سے فوائد ہوں گے، لیکن سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ اسلامی ملکوں میں نقالی کی فضا ختم ہوجائے گی، خود اعتمادی پیدا ہوگی اور مسلمان طلباء یورپ اور امریکہ جانے کی بجائے اسلامی ملکوں میں جائیں گے اور اس طرح وہ ان ثقافتی جراثیم سے پاک رہیں گے، جو غیر اسلامی ملکوں میں رہنے کی وجہ سے سرایت کر جاتے ہیں اور پھر وہ عمر بھر پیچھا نہیں چھوڑتے، بلکہ متعدی امراض بن جاتے ہیں۔ میں نے رابطہ عالم اسلامی میں یہ تجویز پیش کی تھی، جو منظور بھی ہوگئی دیکھیں عملی جامہ پہننے کی نوبت کب آتی ہے۔

ان یونیورسٹیوں کے قیام سے پہلے، یا ساتھ ساتھ تحقیقی ادارے قائم کئے جائیں جن میں مختلف اسلامی علوم کے ماہرین مغربی علوم کا اس حد تک تنقیدی اور تحقیقی مطالعہ کریں کہ وہ متداولہ علوم کے کسی مسئلے پر ایک سند Authority کی حیثیت اختیار کرلیں۔ مثال کے طور پر وہ اصحاب جو علم فقہ میں درک رکھتے ہیں، قانون کا میدان منتخب کرلیں اور دنیا بھر کا ذخیرہ قانون کھنگال ڈالیں، وہ زبان سیکھیں جن میں قانون کے ذخائر موجود ہیں۔ اس انداز کی ریاضت اور اس پائے کا ادراک مسلمانوں کے لئے سرمایہ افتخار بنے گا اور اغیار سے مرعوب ہونے کے بجائے ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ سکیں گے یہی طریقہ کار تمام عمرانی اور سائنسی علوم میں اختیار کیا جاسکتا ہے۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

عالم اسلام کے اتحاد میں عربی اور عربی رسم الخط بہت زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ ان کی ترویج واشاعت کے لئے زبردست کوشش کی ضرورت ہے۔ اسلام دشمن طاقتیں ہمیشہ اس شہہ رگ کو کاٹنے کی فکر کرتی ہیں۔ ان کی ریشہ دوانیوں کے باعث بعض مسلم ممالک عربی رسم خط ترک کر کے لاطینی رسم اختیار کر چکے ہیں۔

امریکی نیو ورلڈ آرڈر اور یہودی منصوبہ

جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ امریکی ورلڈ آرڈر کی منصوبہ بندی بھی بیسویں صدی کے آغاز پر ہونے والی یہودی سازش کی رہین کرم ہے، اس میں کئی یہودی دماغوں اور کئی امریکی سیاست کے مہروں نے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

اس سلسلے میں نوائے وقت میگزین میں شائع ہونے والے جناب سہیل احمد عثمانی کے ایک مضمون ''یہودی منصوبہ'' کے چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔۔۔ ان حقائق سے بات واضح ہو جاتی ہے کہ ایک صدی سے یہودی جس منصوبے پر عمل پیرا تھے۔ نیو ورلڈ آرڈر کی صورت میں اس کی تکمیل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

یہودی بزرگوں نے اپنے عزائم کی تکمیل کے لئے ایک خفیہ نقشہ تیار کیا۔ اس نقشے میں یہودی قوم کو ایک بڑے سانپ سے تشبیہ دی ہے۔ پروگرام کے مطابق یہ سانپ یعنی یہودی قوم ۴۴۹ قبل از مسیح میں روم میں داخل ہوا روم کا حکمران آگٹس تھا۔ تیسرے مرحلے یہ میڈرڈ میں داخل ہوا جب آئی لوئس (۲۶) تھا۔ پانچواں ملک برطانیہ ۱۷۱۴ء میں داخل ہوا حتیٰ کہ نپولین کو فرانس میں زوال آ گیا۔ اس سانپ کی چھٹی منزل یعنی نشانہ ۱۸۷۱ء میں

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

برلن تھا۔ ۱۸۸۱ء میں اس نے اپنا منہ روس کی طرف کر لیا۔ ان ممالک میں جن کا اوپر ذکر کیا گیا، یہودی ذہن جو چاہتا کہتا چلا آیا۔ حتیٰ کہ ۱۹۰۵ء میں اس نے اپنی پوری توجہ روس پر مرکوز کردی۔ (یہ وہی وقت تھا جب مسودہ پروفیسر نائلس کے ہاتھ لگا) پھر روس میں انقلاب برپا ہوا، جس کا اوپر ذکر ہے۔ یہودی مفکرین نے یورپ اور امریکہ کو پہلا نشانہ بنانے کا جو عزم کیا تھا اس کے تحت انہوں نے دو اہم ترین قدم اٹھانے کا فیصلہ کیا یہ عوام الناس کو اخلاقی تباہی اور معیشت کو نا ختم ہونے والی پیچیدگیوں سے دوچار کر دیا۔ آگے چل کر ان ہی ترجیحات میں پریس پر کنٹرول تھا۔ آج پوری دنیا کی معیشت اور اقتصادیات پر بھی یہودی کنٹرول ہے۔ امریکہ جیسا عظیم ملک بھی یہودیوں کا مرہون منت ہے۔ اسرائیل کی فوج اسرائیل کا محکمہ جاسوسی، اسرائیل کی ایٹمی تنصیبات، اسرائیل کا جدید اسلحہ پوری دنیا کے لئے خطرے کی علامت بن کر ابھر چکا ہے۔ جنہیں ہم اپنا دوست سمجھتے ہیں، وہ اسرائیل کے ہاتھوں میں کھلونا بنے ہوئے ہیں۔

صدر بش اور نکسن کے دور حکومت کے امریکی وزیر خارجہ ہنری کیسنجر نے، جو عالمی صیہونی تحریک کے شہ دماغ سمجھے جاتے ہیں، ایک نئے عالمی نظام (نیو ورلڈ آرڈر) کی نوید دینا شروع کردی۔ گویا ان کی نظر میں دوسری جنگ عظیم کے بعد پیدا ہونے والا جہان پیر مر رہا ہے اور تازہ جہان پیرا ابھر رہا ہے۔ دو طاقتی نظام ختم ہو رہا ہے اور اس کی جگہ یک طاقتی نظام لے رہا ہے۔ یعنی دنیا ایک ایسے نظام کی جانب بڑھ رہی ہے جس میں ایک طاقت امریکہ بالادست ہوگا اور یورپی دنیا سمیت سب اس کے زیرنگیں ہوں گے۔ تیل پر اور اس سے حاصل شدہ وسائل پر امریکہ کا قبضہ ہوگا اور یہ باقی دنیا سے کہے گا، اب تیل دیکھو

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

اور جیل کی دھار دیکھو، جو تلوار کی دھار سے زیادہ کاٹ رکھتی ہے۔

''تکبیر'' کے مدیر جناب صلاح الدین صاحب شہید نے ''نئے عالمی نظام'' کے بارے میں یہودی ذرائع ابلاغ پر کڑی تنقید کرتے ہوئے لکھا کہ ''نئے عالمی نظام'' (نیو ورلڈ آرڈر) کے نقوش یہودی اس طرح واضح کر رہے ہیں اور ان کے اجزائے ترکیبی یہ ہیں۔

(۱) امریکہ واحد سپر پاور اور دنیا کا پھر اولین مین ہوگا۔

(۲) یورپ اس کا تابع مہمل ہوگا اور اس کے قائم کردہ نئے ''عالمی نظام'' میں اس کا معاون بن کر رہے گا۔

(۳) روشن اور خوشگوار پیشین گوئی کے مطابق مسئلہ فلسطین اس طرح حل ہوگا کہ اسرائیل کو اس علاقے کا پولیس مین بنا دیا جائے گا۔ سلامتی کے اجتماعی امور کا وہ نگران اعلیٰ ہوگا اور اس کا سرپرست امریکہ ہوگا۔

(۴) اسرائیل کے تمام مخالفین کو خاموش کر دیا جائے گا اور پورے علاقے کو قبرستان کی طرح پرسکون بنا دیا جائے گا۔

(۵) عراق اور اردن کی بندر بانٹ ہوگی اور ان کے اندر اسرائیل کے لئے کوئی خطرہ بننے کی سکت وہمت ختم کردی جائے گی آگے چل کر لکھتے ہیں کہ:

اس نئے ''عالمی نظام'' کو موجودہ بحث اور مستقبل میں اس کی صورت گری کے خاکوں کو ذہن میں رکھ کر اگر افغانستان پر روس کے حملے اور ایران عراق جنگ سے لے کر تمام واقعات پر نظر ڈالی جائے تو یہ کسی منصوبے کی مربوط کڑی دکھائی دیتی ہے اور عالمی

صیہونی تحریک کے مرتب کردہ پروٹوکول کے آئینے میں جائزہ لیا جائے تو دنیا ٹھیک اسی سمت بڑھتی نظر آ رہی ہے۔ جس کی منزل یہودیوں کی عالمگیر حکومت کا قیام ہے۔ یہ سازش گویا ایک عام اور سخت مطالعہ پر مبنی خیال یہ ہے کہ اسرائیل، امریکہ اور برطانیہ کا پٹھو اور آلہ کار ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اسرائیل ان سب کا حکام اعلیٰ ہے۔

(از صلاح الدین شہید، تکبیر ۱۴۔ فروری)

۱۸۔ جولائی ۱۹۸۹ء کو صدر صدام نے افہام و تفہیم کی ساری کوشش کی ناکامی کے بعد کویت کو فوجی کارروائیوں کی دھمکی دی اور اپنے بیان میں کہا ''یا اللہ! تو گواہ رہنا کہ ہم نے انہیں متنبہ کر دیا تھا۔'' امریکی حکومت اپنی اس کامیابی پر مسرور تھی۔ اس نے ایک طرف کویت کو یہ پیغام بھجوایا کہ تم ڈٹے رہو ہم تمہارے ساتھ ہیں دوسری طرف امریکی سفیر نے سیکرٹری جیمز بیکر کا یہ ذاتی پیغام پہنچایا کہ کویت اور عراق کا تنازعہ آپ لوگوں کا ذاتی معاملہ ہے۔ اس معاملے میں آپ لوگ جو اقدام بھی کریں گے اس سے امریکہ کوئی تعرض نہیں کرے گا۔ یہ بات چیت ۱۳۔ جولائی کو ہوئی اور کچھ دن بعد عراق نے کویت پر قبضہ کر لیا اور قبضے سے قبل سی آئی اے عراق کو کویت پر قبضے پر اکساتی رہی، امریکہ کو اس موقع کی تلاش تھی فوراً بعد امریکی ڈیفنس سیکرٹری ڈیک چینی دوڑے دوڑے سعودی عرب گئے اور وہاں سیٹلائٹ کی جعلی تصاویر دکھا کر سعودی حکمرانوں کو یقین دلایا کہ عراق سعودی عرب پر حملہ کرنے والا ہے۔ صدر بش نے اعلان کیا کہ ہم صرف دفاعی مقصد کے لئے ۹۰ ہزار فوج بھیج رہے ہیں۔ اور اس کے بعد جو حشر عراق کا ہوا، وہ پوری دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ عراق کی فوجی قوت کو ختم کیا گیا اور اسرائیل کے تحفظ کا مسئلہ حل کیا گیا۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

چودہویں صدی ہجری نے دو جنگیں دیکھیں جن کی پلاننگ یہودیوں نے کی تھی (بین الاقوامی یہودیت از ہنری فورڈ اول) ہنری فوڈ اول نے یہ بھی کہا تھا کہ دنیا میں ایک ایسی سپر پاور حکومت موجود ہے جس کا بظاہر کسی حکومت سے کوئی تعلق نہیں لیکن اس کا عمل دخل ہر حکومت میں ہے۔ (اس کا اشارہ یہودی سازش کی طرف ہے)

خلیجی جنگ جو ۱۷۔ جولائی ۱۹۹۱ء کو شروع ہوئی اس سازش کا نتیجہ تھی۔ ۱۹۸۴ء میں ہالی وڈ میں ایک فلم "الدفاع الافضل" تیار کی گئی تھی۔ اس میں دکھایا گیا کہ عراقی افواج کویت میں داخل ہو جاتی ہے اور انہیں نکالنے کے لئے امریکی افواج خلیج میں داخل ہو جاتی ہیں جو عراقی افواج کو کویت سے نکال دیتی ہیں۔ (کویتی رسالہ "العربی" شمارہ اپریل ۱۹۸۸ء) اسرائیل کے نائب وزیر دفاع نے امریکی ٹی وی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ اسرائیل اچھی طرح جانتا ہے کہ خلیج کی جنگ کہاں، کب اور کیسے شروع ہوئی اور کب، کیسے اور کہاں ختم ہو گئی اور اس کا نتیجہ کیا نکلا؟

اسرائیل کے وزیر اعظم شمیر نے کہا کہ "خلیج کی جنگ کا مقصد کویت کی آزادی بلکہ اصل میں صدام حسین کا خاتمہ اور عرب ممالک کی اصلاح ہے اور بھی کئی مقاصد ہیں۔ عراق کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی اس کے باوجود کہ اسرائیل کو اس سارے کام میں کوئی بات قابل اعتراض نظر نہیں آئی جبکہ دنیائے اسلام میں اگر کوئی یہودی یا عیسائی ملکی زیادتی کا شکار ہو کر مر جائے تو یہ نام نہاد انسانی حقوق کا دعویٰ کرنے والے پوری دنیا میں واویلا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اسباب کے یہ بندے مسبب کو بھولے ہوئے ہیں انہیں کوئی بتائے Man propesed God despose یورپی ممالک نے ۳۔۴ دن تک خلیجی جنگ میں

"میں نے جماعت کے پہلے
اجتماع میں اعلان کیا تھا کہ آج کے بعد میرا
اشاعتی ادارہ میرا قلم اور میری زبان مولانا
حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی قائم کردہ سپاہِ
صحابہ کیلئے وقف ہے۔ آخری دم تک اس
جدوجہد میں ان کا ساتھ دوں گا۔ خواہ اس
کیلئے مجھے جان کا نذرانہ ہی کیوں نہ پیش
کرنا پڑے۔"

علامہ فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ از کتاب پھر وہی قید وقفس

علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے اعلان کے مطابق اشاعت المعارف کی تمام آمدن ضیاء ٹرسٹ پاکستان کیلئے وقف ہے جو اصحاب رسول کی عظمت و ناموس کے تحفظ اور دشمنان اصحاب رسول کی مذمت کیلئے استعمال کی جائیگی

منجانب: اہل خانہ فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

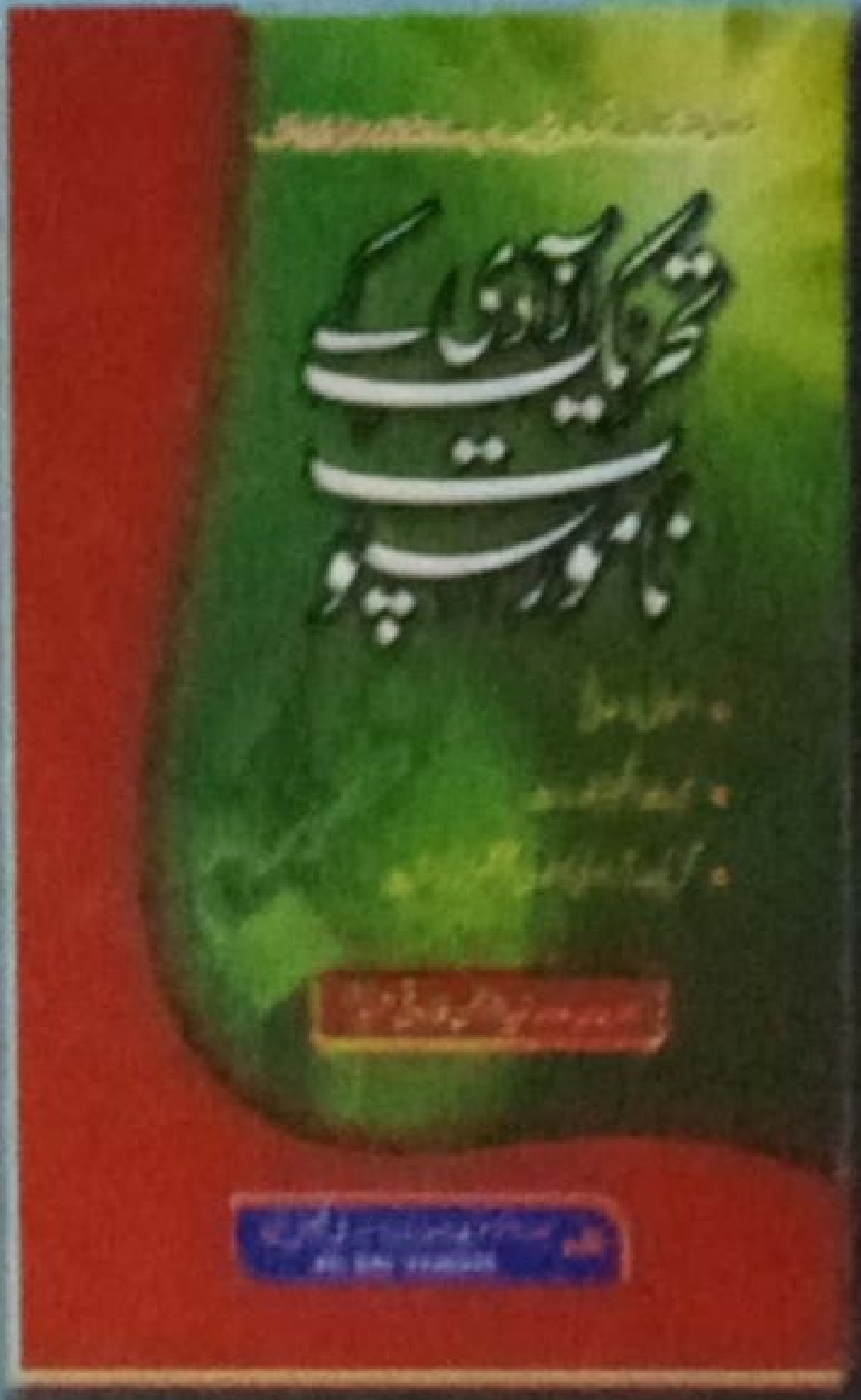

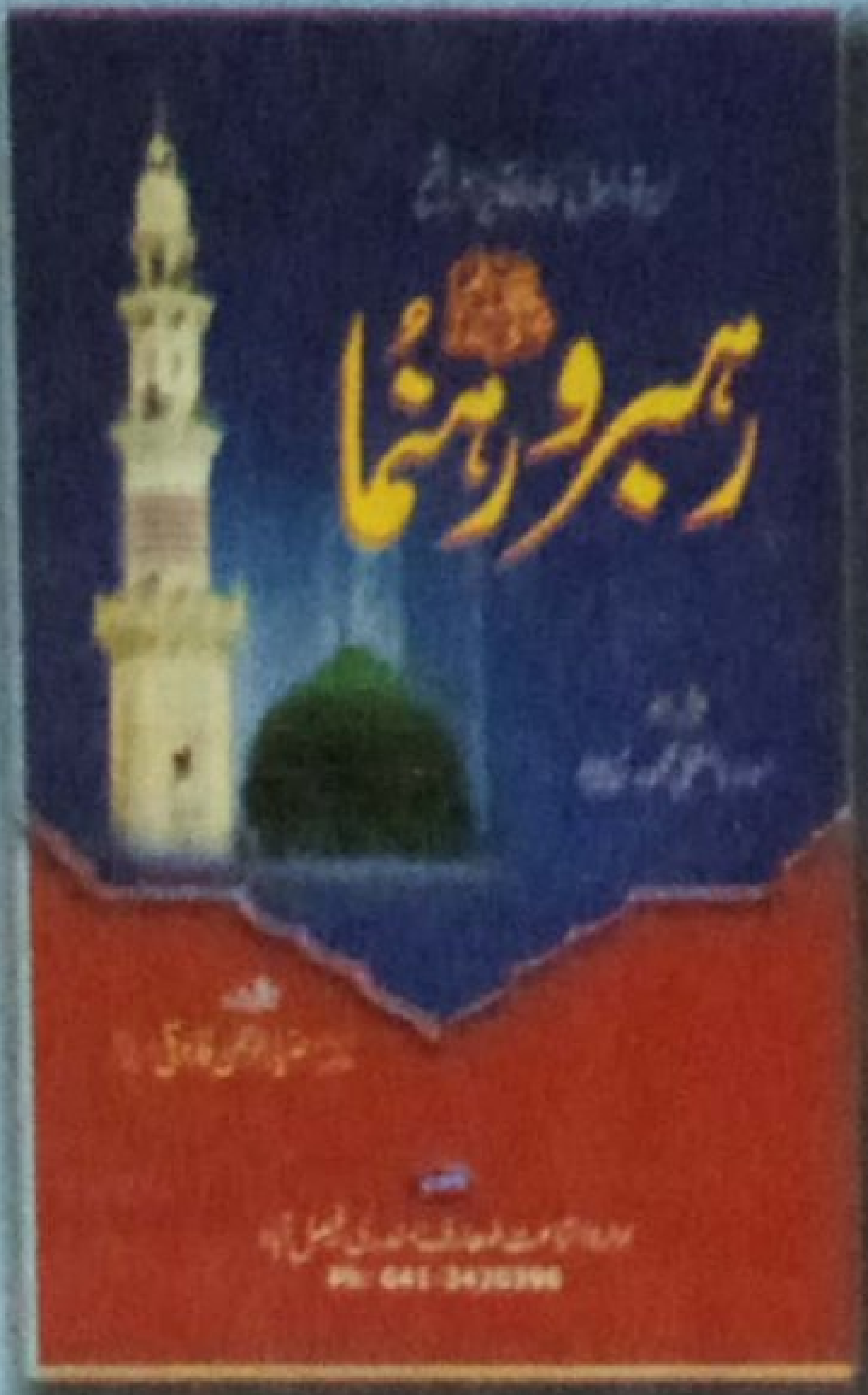

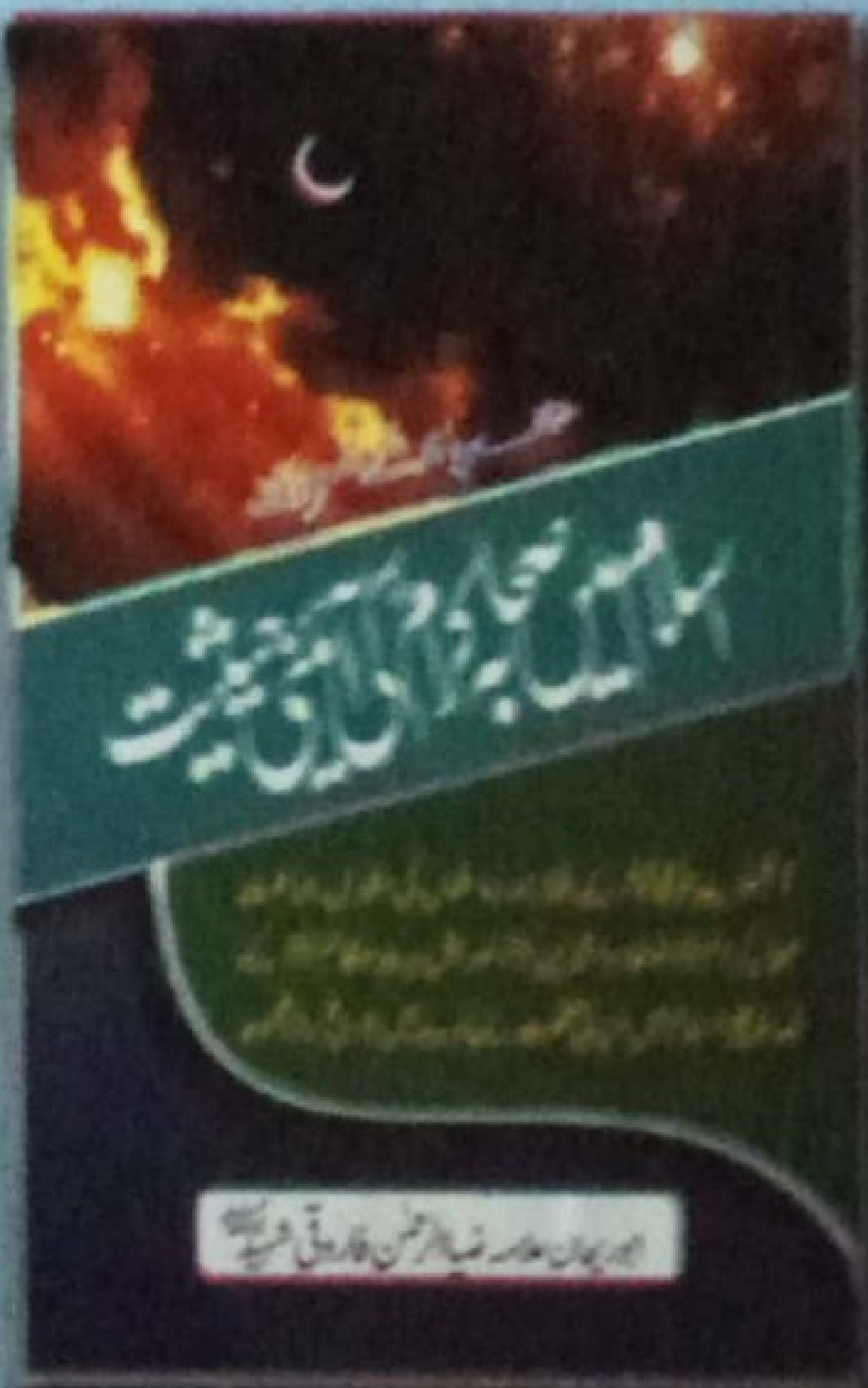

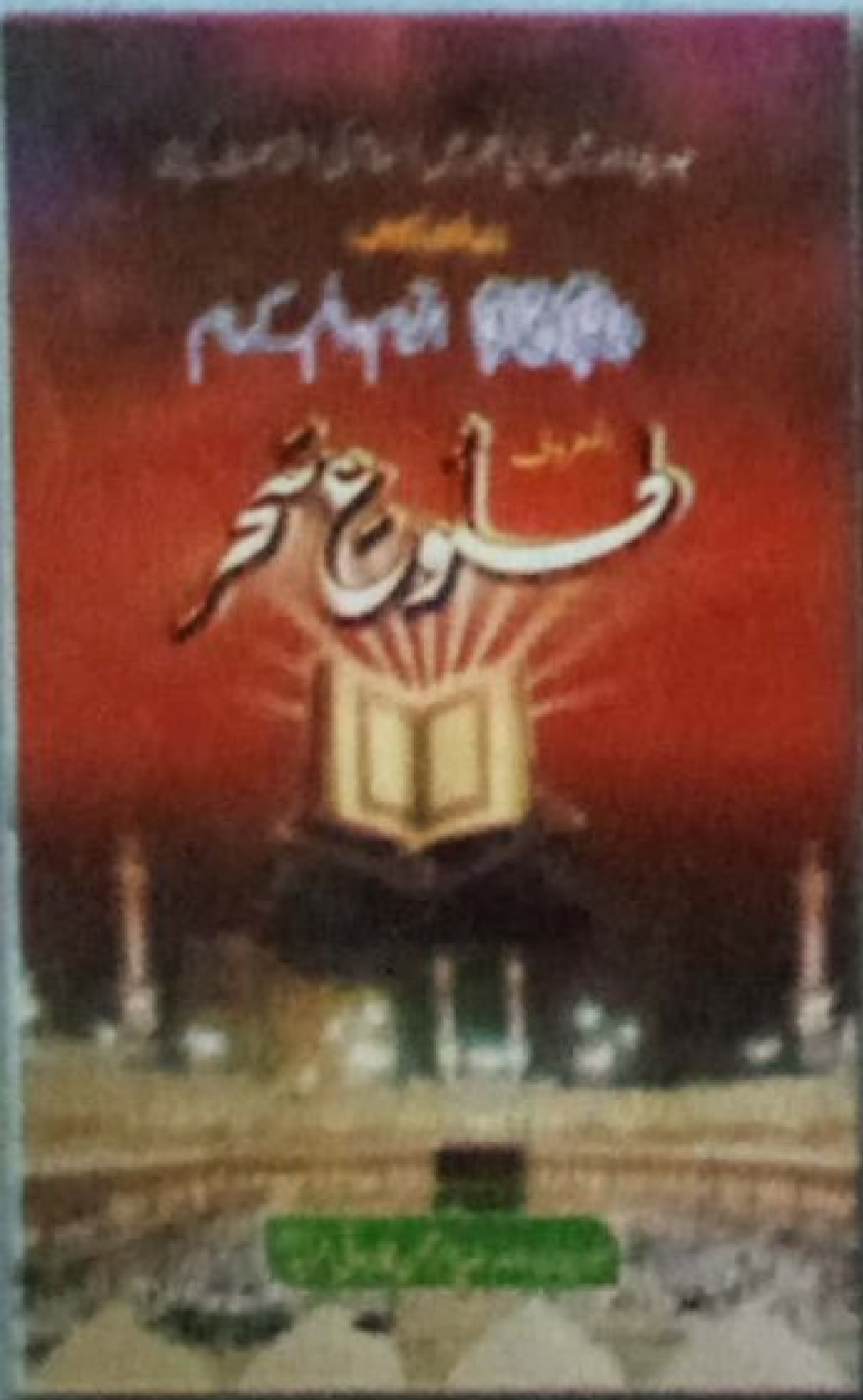

ناشر

ادارہ اشاعت المعارف سمندری فیصل آباد

Ph: 041-3420396

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner